تاریخ مغرب

...لیس اسلامی سلطنتوں کی تاریخ

...اسپین میں اسلام کا عروج و زوال ... بنیاد

...یپ میں آٹھ سو سال تک اسلامی حکومت کا پرشکوہ نظارہ

...کی نااتفاقی۔ اسلامی سلطنت کا خاتمہ۔ مسلمانوں کے تاراج و

...بربادی۔ شاہی خاندان کی جلاوطنی۔ اسلامی عہد کی تاریخ کا

دردناک مرقع۔ دروس التاریخ اسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پہلا سبق

اندلس میں پہلا اُموی امیر

تمہید

فتح اندلس اور اُس کے حکمران

فتح اندلس

...ے ... کتاب کے تیسرے حصہ کے ...ویں سبق میں تم پڑھ... ...ر بھاگتے پھر ...لید بن عبدالملک دمشق کے اُموی خلیفہ کے عہد... والوں میں

اندلس کو جس کا نام آج کل ... ہے، فتح کیا تھا۔

اندلس کا پہلا ... حاکم

اُموی خلافت کے عہد میں سب سے پہلے اندلس کے مفتوحہ شہروں انتظام موسیٰ بن نصیر کے سپرد ہوا جو اُس زمانہ میں خلافت کی جانب افریقیہ کا حاکم تھا اور جس نے ابتداءً اپنے آزاد کردہ غلام طارق بن زیاد کو فتح اندلس پر مامور کیا تھا اور پھر اندلس کے بقیہ شہروں کو فتح کرنے کے لیے خود گیا تھا اور اس کے بعد جیسا کہ تم پڑھ چکے ہو ولید بن عبدالملک نے اُس کو معزول کر دیا تھا۔

اندلس کا آخری مسلمان حاکم

اس کے بعد اندلس پر یکے بعد دیگرے حاکم مقرر ہوتے رہے کبھی ا... کا تقرر براہ راست اُموی خلافت کی طرف سے ہوتا تھا اور کبھی خود اندلس ... شندے کسی حاکم سے ناراض ہو کر بغاوت کر دیتے اور اُس کو معزول کر کے ... کو مقرر کر لیتے تھے اور پھر دربار خلافت اُس کو تسلیم کر لیتا تھا یہاں ... ان اندلس نے ایک طویل خانہ جنگی کے بعد جس میں ملک ... قبائل کے درمیان سخت ... عداوت و نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

اور چودہ مہینے تک اندلس کا تخت حکمران سے خالی رہا تھا یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری کو خود اپنا حاکم بنا لیا۔ یوسف مذکور اندلس میں ایام امیہ کا آخری والی تھا جس کے عہد میں عبدالرحمٰن بن معاویہ اموی جو امویوں کے بقیۃ السیف میں سے تھا اور عباسیوں کے ہاتھوں سے بچ کر نکل آیا تھا اور اِدھر اُدھر بھاگتا پھر رہا تھا اندلس پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔

اندلس میں پہلا اموی امیر

عباسیوں نے جب امویوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور سنہ ۱۳۲ھ میں اُن کے آخری خلیفہ کو مار ڈالا تو میدان اُن کے لئے خالی ہو گیا اور انہوں نے بے دریغ امویوں کا قتل عام شروع کیا یہاں تک کہ اُن کا شعار یہ ہو گیا

جرد السیف وارفع السوط حتی — لا تری فوق ظہرها امویا

تلوار کھینچ لو اور چابک اُٹھا لو یہاں تک — کہ زمین پر کوئی اموی نظر نہ آئے

اس زمانہ میں عباسیوں کے خوف سے اموی اِدھر اُدھر بھاگتے پھر رہے تھے اور کہیں پناہ نہ ملتی تھی انہیں جان بچا کر بھاگنے والوں میں

عبدالرحمٰن بن معاویہ بن عبدالملک بھی تھا جو اپنے آزاد کردہ غلام بدر کے
ساتھ جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا تھا آخر وہ خشک میدانوں اور جنگلوں
کو قطع کر کے سمندر کے کنارہ پر آیا اور کشتی میں سوار ہو کر مصر پہنچا مصر سے
برقہ گیا اور برقہ سے مکناسہ میں داخل ہوا اور عبدالرحمٰن داخل کا لقب
پایا اس لیئے کہ وہ پہلا اموی امیر تھا جو عباسیوں کے ہاتھوں سے بچ
کر اندلس میں داخل ہوا تھا۔

امارت کی دعوت

مکناسہ سے عبدالرحمٰن ملیلہ گیا اور وہاں سے اپنے آزاد کردہ غلام بدر
کو اُن لوگوں کی تلاش میں روانہ کیا جو اُمویوں کے حامی و خیر خواہ تھے
بدر اِن لوگوں سے ملا اور اُن کو ہموار کر کے اندلس میں عبدالرحمٰن کی
دعوت شروع کی حسن اتفاق سے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یمانیوں اور مضریوں
کے درمیان فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی تھی یمانیوں نے اس موقع سے
فائدہ اُٹھایا اور عبدالرحمٰن کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اندلس میں داخلہ

بدر کو جب یمانیوں کی خیر خواہی و اطاعت پر کامل اعتماد ہو گیا تو وہ

انکے زعماء اور سرداروں کی ایک جماعت کو لیکر عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا اُن لوگوں نے عبدالرحمن کو اپنے قبائل کی اطاعت پذیری اور وفاداری کا یقین دلایا اور اُس کو اپنے ساتھ اندلس لے گئی یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے یعنی ابوجعفر منصور عباسی خلیفہ کی خلافت کے عہد کا۔

بیعت

اندلس کی حدود میں داخل ہوتے ہی باشندگان اشبیلیہ کی ایک جماعت عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوئی اور باقاعدہ اُس کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مقام کورۂ رجب میں وہاں کا عامل عیسیٰ بن میسور حاضر ہوا اور بیعت کی اس کے بعد مقامات شذونہ کے سردار عتاب بن علقمہ نے اور مورور کے عامل ابن الصباح نے بھی بیعت کرلی اور عبدالرحمن ان مقامات کے سرداروں اور باشندوں سے بیعت لیتا ہوا قرطبہ پہنچ گیا جہاں یمانی قبائل کے تمام لوگ اُس کے گرد جمع ہوگئے۔

اندلس کے والی سے جنگ

جس زمانہ میں اندلس کے اندر یہ واقعات رونما ہوئے اُس وقت اندلس کا حاکم یوسف بن عبدالرحمن الفہری اسپین کے شہروں میں مصروف

جنگ تھا اُس کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ عبدالرحمٰن اموی سے لڑنے کے لیے فوج کو لے کر قرطبہ کی طرف روانہ ہوا ابتداءً اُس نے مکر وحیلہ سے کام نکالنا چاہا لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا۔

عبدالرحمٰن قرطبہ سے روانہ ہو کر مقامات مالقہ اور ریندہ پر قبضہ کرتا اور وہاں کی فوجوں سے بیعت لیتا ہوا مقام شذونہ پہنچا جہاں اطراف ملک سے امدادی فوجیں آ آکر اُس کے پاس جمع ہونے لگیں یہاں تک کہ مضری قبائل کا بھی ایک وفد حاضر ہوا۔

اب یوسف بن عبدالرحمٰن الفہری حاکم اندلس کے مددگار صرف فہری اور قیسی قبائل رہ گئے تھے اور ملک کی تمام جماعتیں عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گئی تھیں عبدالرحمٰن نے اپنی پوری طاقت سے یوسف پر حملہ کیا اور قرطبہ کے قریب فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی جس میں یوسف کو شکست ہوئی اور وہ غرناطہ چلا گیا جہاں وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا۔ عبدالرحمٰن نے اُس کا تعاقب کیا۔ آخر یوسف نے مصالحت کی خواہش ظاہر کی اور اس شرط پر عبدالرحمٰن نے اُس سے صلح کرلی کہ وہ قرطبہ میں سکونت اختیار کرلے چنانچہ وہ عبدالرحمٰن کے ساتھ واپس آیا

اور قرطبہ میں سکونت اختیار کرلی۔

نقض عہد اور کامل قبضہ

یوسف نے کچھ دنوں بعد عہد مصالحت کو شکست کردیا اور ۱۴۱ھ میں طلیطلہ پہنچ کر تقریباً بیس ہزار بربروں کو جمع کرلیا۔ عبدالرحمٰن نے بھی تیاریاں شروع کیں، اور فوج لیکر طلیطلہ پہنچا۔ فریقین کے درمیان سخت معرکہ ہوا یوسف کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا لیکن طلیطلہ کے اطراف میں اُس کے کسی دوست نے اُس کو مار ڈالا اور اُس کا سر لاکر عبدالرحمٰن کی خدمت میں پیش کیا اس کے بعد سارے ملک پر عبدالرحمٰن کا قبضہ ہوگیا۔

دوسرا سبق

اندلس کے پہلے اموی امیر کے بقیہ حالات

دارالامارت قرطبہ

اندلس پر جب عبدالرحمٰن کا پورا پورا تسلّط ہوگیا تو اُس نے بنو اُمیہ کی اُس عظمت کو جس کا خاتمہ مشرق میں ہو چکا تھا دوبارہ یورپ میں قایم کرنے کی کوشش شروع کی چنانچہ اُس نے قرطبہ کو دارالامارت قرار دیا۔ شہر کے چاروں طرف مشہور شہر پناہ بنائی، اندلس یا اسپین کو چھ صوبوں میں تقسیم کیا، اور ایک چھوٹا سا بحری بیڑہ اس غرض سے تیار کیا کہ کوئی مخالف اسپین یا اندلس میں داخل نہ ہو سکے اور ملک فتنہ و اضطراب سے محفوظ رہے اور باایں ہمہ کہ اب وہ خود مختار تھا لیکن عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کا خطبہ پڑھتا تھا اور اسکی دعوت کا مبلّغ

اندلس میں عربی عمارات و آثار کا آغاز

قرطبہ کو دارالامارت بنانے کے بعد عبدالرحمٰن نے وہاں اپنا مشہور

قصر تعمیر کیا اور وہ مسجد جامع جو جامع قرطبہ کے نام سے مشہور ہے
بنانی شروع کی اس مسجد کی تعمیر پر اسّی ہزار دینار خرچ ہوئے تھے
عبدالرحمٰن اس کی تیاری سے قبل وفات پا گیا اور اُس کے بیٹے
ہشام نے اُس کو تکمیل پر پہنچایا۔ قرطبہ میں یہ مسجد عربی آثار کی پہلی
عمارت تھی اس کے بعد قرطبہ میں اور مساجد بنائی گئیں اور
متعدد علمی و عمرانی معاہد و درسگاہیں تعمیر ہوئیں پھر زراعت کو ترقی
دینے اور آبپاشی کے لئے نہریں اور جداول (نالیاں) تیار ہوئیں
یہاں تک کہ یہ بات مشہور ہو گئی کہ عبدالرحمٰن کے زمانہ میں ایک گز
غیر زرعی زمین باقی نہیں رہی۔

قرطبہ میں رصافہ

پھر عبدالرحمٰن نے قرطبہ میں اپنے دادا ہشام کی تقلید میں جس نے
شام میں رصافہ تعمیر کیا تھا ایک مقام پر رصافہ بنایا جب اُس میں
سکونت اختیار کی اور عمارت کے اندر کھجور کے ایک تنہا درخت کو
دیکھا تو فرمایا:۔

تبدت لنا وسط الرصافة نخلة

تناءت بارض الغرب عن بلد النخل
فقلت شبیہی بالتغرب والنوی
وطول التنائی عن بنی وعن اهلی
نشاءت بارض انت عنها غریبة
فمثلك فی القصاء والمنتائی مثلی

عباسیوں کی دعوت اور عبدالرحمٰن

عبدالرحمٰن نے جب اندلس میں اپنے قدم جمالیے تو عباسیوں کے نام کو اُس نے خطبہ سے نکال دیا اور عباسیوں کے اثر کو بالکل مٹا دیا لیکن بایں ہمہ اُس نے اپنے آپ کو امیرالمومنیں نہیں کہلوایا بلکہ صرف امیر کے لقب پر اکتفا کی اور اُس کے بعد اُسکی اولاد بھی عبدالرحمٰن الناصر کے زمانہ تک جو اندلس کا آٹھواں امیر تھا اپنے آپ کو امیر ہی کہلواتی رہی عبدالرحمٰن الناصر نے پہلی مرتبہ امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا اور پھر اُسکی اولاد بھی اپنے آپ کو امیرالمومنین ہی کہلواتی رہی جس کا ذکر آگے آئے گا۔

سنہ ۱۴۶ھ میں امیر عبدالرحمٰن کی اطاعت سے خارج ہو کر ہشام بن عبدربہ

الفہری نے عباسیوں کی دعوت شروع کی عبدالرحمن نے اپنے آزاد
کردہ غلام بدر کی قیادت میں فوج دے کر اُس کی سرکوبی کو روانہ کیا
بدر نے اُس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اُس کو اور اُس کے ہمراہیوں کو
گرفتار کر کے قرطبہ لے آیا اور اُس کے بعد وہ قرطبہ ہی میں رہی۔
اسی سال میں العلاء ابن المغیث الیحصبی۔ عباسی خلیفہ ابو جعفر
منصور کی جانب سے عباسیوں کی دعوت کو پھیلانے کے لئے افریقہ
سے اندلس پہنچا۔ کثیر التعداد مخلوق اس کے ساتھ ہو گئی عبدالرحمن نے
اُس پر فوج کشی کی اور اشبیلیہ میں فریقین کے درمیان جنگ ہوئی
جس میں العلاء بن المغیث اور اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے
عبدالرحمن نے ان میں سے بہت سے مقتولوں کے سر قیروان اور مکہ
میں بھیجدیئے جن کو خفیہ طور پر بازاروں میں ڈال دیا گیا۔ ان سروں
کے ساتھ سیاہ (عباسی) علم اور وہ خط بھی تھا جو منصور نے علاء کو
لکھا تھا۔

بقیہ اضطرابات و فتن کا استیصال

اس کے بعد عبدالرحمن کا اقتدار اندلس میں بڑھتا رہا اور وہ

اندرونی اضطراب وفتن اور شورشوں کے استیصال اور باغیوں
کی سرکوبی وبیخکنی میں برابر مصروف رہا چنانچہ ۱۵۶ھ میں اُس نے
شقنا بن عبدالواحد کی بغاوت کو مشرقی اندلس میں فرو کیا پھر ۱۵۷ھ
میں اشبیلیہ کے یمانی قبائل کی سرکوبی کی جو عبدالغفار اور حیوۃ بن
ملابس کی سرکردگی میں بغاوت کے لئے فراہم ہوئے تھے اور ان
دونوں سرداروں کو مار ڈالا اور اس کے بعد پھر کبھی یمانیوں نے سر
نہیں اُٹھایا اس کے بعد ۱۶۲ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب الفہری
کے فتنہ کو فرو کیا جس نے اندلس میں دوبارہ عباسی دعوت کو شروع
کیا تھا اور اُس کو قتل کر دیا پھر ۱۶۸ھ ۱۶۹ھ ۱۷۰ھ میں ابوالاسود
محمد بن یوسف اور اس کے بھائی قاسم کی بغاوت کو فرو کیا۔

عبدالرحمٰن کی وفات

عبدالرحمٰن کی قسمت یاوری پر تھی ستارۂ اقبال افق کامیابی پر درخشاں
تھا ملک پر اُس کی عزت وعظمت کا سکہ بیٹھ گیا تھا اور دائرہ حکومت
روز بروز وسیع ہو رہا تھا کہ یکایک ۱۷۲ھ میں فرشتۂ موت نے اُس
کو پیام مرگ پہنچایا اور وہ ۳۳ سال حکومت کر کے ۶۱ سال کی عمر

ہیں عالم بقا کو سدھار گیا۔

اجمالی سیرت

اس امر پر مورخوں کا اتفاق ہے کہ عبد الرحمٰن نہایت محتاط اور انتہا درجہ کا شجاع و بہادر تھا اُس نے بہت تھوڑے عرصہ میں غیر معمولی ترقی و کامیابی حاصل کی اور ایک نئی اُموی حکومت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دیا۔ پھر مورخوں کو اُس کے علم، حلم اور بلاغت کا بھی اعتراف ہے وہ کبھی چین سے بیٹھنے کو پسند نہ کرتا تھا اپنے کاموں کو دوسروں کے حوالہ نہ کرتا تھا اور نہ اپنی رائے پر اُس کو اصرار ہوتا تھا، حزم و احتیاط اور ضبطِ امور مملکت میں اُس کو منصور سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

صقر قریش

عبد الرحمٰن کو صقر (شاہین) قریش بھی کہا جاتا ہے چنانچہ مورخوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابو جعفر منصور (عباسی خلیفہ) نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا "بتلاؤ صقر قریش کون شخص ہے؟" لوگوں عرض کیا "امیر المومنین! وہ شخص جس نے ملک کو راضی اور خوش رکھا۔ زلزلوں

اور فتنوں کو فرو کیا، بیماریوں کو دفع کیا، اور دشمنوں کو معدوم کر دیا" ابو جعفر نے کہا۔ "ان کاموں میں سے تم نے ایک بھی نہیں کیا۔" لوگوں نے معاویہ کا نام لیا تو ابو جعفر نے کہا "اُس نے بھی کچھ نہیں کیا" پھر عبدالملک بن مروان کا نام لیا گیا اُسکی بابت بھی ابو جعفر نے یہی کہا۔ آخر لوگوں نے کہا۔ "امیر المومنین پھر کون ایسا شخص ہو سکتا ہے ؟ ابو جعفر نے کہا۔ "عبد الرحمٰن بن معاویہ ! جس نے سمندروں اور خشک چٹیل میدانوں کو عبور کیا اور تنہا ایک عجمی ملک میں داخل ہوا جہاں اُس نے شہروں کو شہر بنایا، فوجوں کو مرتب کیا، دفاتر کو مدوّن کیا اور حُسنِ تدبیر سے اپنی تباہ شدہ حکومت کو پھر قائم کر لیا۔"

تیسرا سبق

اندلس کا دوسرا اُموی امیر

ہشام بن عبدالرحمٰن

ولی عہدی اور بیعت

عبدالرحمٰن نے امارت کا ولی عہد اپنے بیٹے ہشام کو اس لئے کیا تھا کہ اُس کے خیال میں وہ حکومت کا اہل اور مستعد تھا۔ ہشام اُس کا بڑا بیٹا نہ تھا بلکہ بڑا بیٹا سلیمان تھا۔

عبدالرحمٰن نے جس وقت وفات پائی اُس وقت ہشام ماردہ کا کا والی تھا باپ کی وفات کی خبر پاکر وہ فوراً قرطبہ پہنچا، حکومت پر قبضہ کرلیا اور ۱۷۲ھ میں تمام لوگوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

بھائیوں میں جنگ

ہشام کے تخت امارت پر قبضہ کرتے ہی اُس کے بھائی سلیمان نے طلیطلہ میں علم بغاوت بلند کیا اور اُس کا چھوٹا بھائی عبداللہ المعروف بہ بلنسیی بھی اُس کے ساتھ ہوگیا۔ ہشام نے دونوں کی سرکوبی کے لئے لشکر کو حرکت دی اور طلیطلہ پہنچ کر دونوں کو محاصرہ میں لے لیا سلیمان نے اپنے بیٹے اور بھائی کو طلیطلہ کی حفاظت پر چھوڑا اور خود قرطبہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوگیا لیکن قرطبہ میں اُس کی تدبیریں کامیاب نہ ہوئیں آخر مایوس ہو کر وہ واپس چلا آیا۔

ہشام ڈیڑھ ماہ تک طلیطلہ کا محاصرہ کئے پڑا رہا لیکن کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا آخر اُس نے طلیطلہ کے تمام درختوں کو کاٹ ڈالا اور پھر قرطبہ واپس چلا آیا۔

بھائیوں میں مصالحت

عبداللہ نے جب اظہار عدوان میں کوئی فائدہ نہ پایا تو بغیر اذن امان وہ اپنے بھائی ہشام کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور ہشام نے اُس کی عزت و عظمت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا لیکن سلیمان بدستور عرصۂ دراز

تک مخالف رہا آخر سنہ ۱۷۴ھ میں ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کی ماتحتی میں سلیمان کے مقابلہ پر سپاہ روانہ کی سلیمان اُس وقت شہر تدمیر میں تھا فریقین کی سپاہ میں سخت معرکہ ہوا جس میں سلیمان کو شکست ہوئی اور وہ بلنسیہ کے اطراف میں بربروں کے پاس اُن کی پناہ میں چلا گیا اور معاویہ قرطبہ کو واپس چلا آیا۔

اس کے بعد ہشام اور سلیمان کے درمیان اس امر پر صلح ہوگئی کہ سلیمان اپنے اہل و عیال کو لے کر اندلس سے نکل جائے۔ ہشام نے اُس کو ساٹھ ہزار دینار عطا فرمائے اور وہ اپنے باپ کے اس ترکہ پر مصالحت کر کے بربروں میں چلا گیا اور وہیں اقامت اختیار کرلی۔

بقیہ فتنوں کا استیصال

سنہ ۱۷۳ھ میں سعید بن الحسین الانصاری نے طرسوسہ واقع مشرقی اندلس میں ہشام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، یمانی قبائل اُس کے ساتھ ہوگئے اور طرسوسہ پر اُس نے قبضہ کرلیا، اس انقلاب کے بعد ہشام کا عامل طرسوسہ سے واپس ہو رہا تھا کہ موسیٰ بن فرتون نے اُس کو روک لیا، ہشام کی اطاعت و وفاداری کا اظہار کیا اور سعید کے

خلاف جنگ کی تیاریاں شروع کردیں مضری قبائل اُس کی تحریک میں شامل ہو گئے اور فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی جس میں سعید مارا گیا۔

۱۷۲ھ ہی میں مطروح بن سلیمان نے برشلونہ میں بغاوت کرکے مقامات سرقسطہ اور وشقہ پر قبضہ کرلیا اُس وقت ہشام اپنے بھائیوں سے جنگ میں مشغول تھا اُن سے فارغ ہو کر اُس نے لشکر کو تیار کیا اور عبید اللہ بن عثمان کی ماتحتی میں دے کر مطروح کے مقابلہ پر روانہ کیا عبید اللہ نے سرقسطہ پہنچ کر مطروح کو محاصرہ میں لے لیا لیکن مطروح کے بعض دوستوں نے اُس کو فریب سے مار ڈالا اور اُس کا سر عبید اللہ کے پاس بھیجدیا اور عبید اللہ نے اُس کو ہشام کی خدمت میں پہنچا دیا۔

ہسپانویوں سے جہاد

ہشام جب اندرونی فتن و فسادات سے فارغ ہوچکا تو اُس نے بیرونی بلاد کی فتوحات کی جانب توجہ کی اور ہسپانویوں سے جہاد کرکے اُن کے شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے فوج کو تیار کیا چنانچہ متعدد مواقع پر اُن سے جنگ ہوئی اور ہشام نے فتح پائی۔

وفات

ہشام نے ۱۳ سال کی عمر پائی، سات سال سات ماہ اور چند یوم حکومت کی اور سنہ ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔

ہشام کی اجمالی سیرۃ حزم و اقدام، عدل و انصاف، صلاح و تقویٰ اور حُبِّ خیر کی سیرۃ ہے یہاں تک کہ اُس کی خوبیوں کی کثرت کے سبب اُس کو عمر بن عبد العزیز سے تشبیہ دیجاتی ہے۔

تعمیم علم و زبان

ہشام کے خاص کاموں یا آثار میں سے مشہور جامع قرطبہ کی تکمیل اور عربی زبان میں علوم کی تعمیم ہے اُسکی علمی جد و جہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس میں عربی زبان نے کافی فروغ حاصل کرلیا اور قدیم لاطینی زبان سے وہ مقابلہ کرنے لگی یہاں تک کہ ذمّی باشندے بھی عربی زبان بولنے اور اُس میں اپنی دینی کتب کا ترجمہ کرنے پر مجبور ہوگئے۔

اندلس کا تیسرا اُموی امیر

حکم بن ہشام

اندلس میں سپاہ کو منظم کرنے والا پہلا شخص

ہشام کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا حکم ۱۸۰ھ میں تخت نشین ہوا جو نہایت سخت گیر اور خونریز تھا وہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں سپاہ کو منظم کیا اُس کے عہد حکومت میں ملک کی عظمت میں غیر معمولی اضافہ ہوا غلاموں کی تعداد بہت بڑھ گئی گھوڑوں کے لئے اُس نے چراگاہیں اور چھاؤنی بنائی، وہ امارت کے کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتا تھا اور خاص شغف سے کام کرتا تھا۔

چچاؤں کا خروج

حکم کی امارت کے آغاز میں اُس کے دونوں چچا سلیمان اور عبداللہ البلنسی نے پھر خروج کیا اُس وقت یہ دونوں افریقہ کے مشہور مقام مراکش میں تھے اوّل عبداللہ نے بحر کو عبور کیا اور بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اُس کا بھائی سلیمان بھی اُس کے پاس پہنچ گیا اور دونوں نے متحد ہو کر حکم سے

جنگ کی۔ حکم نے سلیمان کو شکست دی اور مار ڈالا اور عبداللہ نے فتنہ و فساد سے توبہ کر کے بلنسیہ میں اقامت اختیار کرلی۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت

۱۸۱ھ میں حکم کے خلاف طلیطلہ میں عبیدہ بن حمید نے خروج کیا حکم نے عمروس بن یوسف کو سپاہ دے کر اس کی سرکوبی پر مامور کیا عمروس نے عبیدہ کو مار ڈالا اور باشندگانِ طلیطلہ کو اس قدر قتل کیا کہ جذبہ انتقام سے اُن کے سینوں میں آگ بھڑکنے لگی۔

ہسپانویوں نے موقع سے فائدہ اُٹھایا

اہل طلیطلہ کی بغاوت سے ہسپانویوں نے فائدہ اُٹھایا اور شہر برشلونہ پر چڑھ دوڑے۔ مسلمانوں کی سپاہ کو وہاں سے نکال دیا اور ۱۸۵ھ میں اُس پر قبضہ کرلیا۔

اندلس میں پہلی وطن فروشی

باشندگان طلیطلہ جیسا کہ تم کو اوپر معلوم ہوا حکم اور اُس کے عامل عمروس سے ناخوش اور مایوس تھے اُن کا ایک وفد ہسپانیہ گیا اور ہسپانویوں کو طلیطلہ پر بھی حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اُن کے لئے آسانیاں

بہم پہنچائیں۔ چنانچہ ہسپانویوں نے طلیطلہ پر حملہ کیا اور ۱۸۷ھ میں زبردستی اُس پر قبضہ کر لیا مسلمانان اندلس کا یہ پہلا وطنی جرم تھا اور اسی قسم کے دوسرے جرائم کے ارتکاب کی تمہید یا مقدمہ اور اس کا سبب حکم کے انتظام کی خرابی اور انتقام میں مبالغہ تھا۔

اس واقعہ کے بعد عمروس نے پھر طلیطلہ پر حملہ کیا اور متعدد سخت معرکوں کے بعد ہسپانویوں کو کامل شکست دیکر دوبارہ طلیطلہ کو واپس لے لیا۔

اعیان قرطبہ کا قتل

حکم کو محرمات دینیہ کی پروا نہ تھی وہ علی الاعلان محرمات کا ارتکاب کرتا اور شراب وغیرہ پیتا تھا۔ علمائے قرطبہ اُس کے اعمال سے متنفر اور بیزار تھے آخر علماء و اعیان نے جمع ہو کر مشورہ کیا اور محمد بن قاسم قرشی مروانی کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہی محمد بن قاسم نے استخارہ کے لئے علماء سے ایک رات کی مہلت طلب کی اور فوراً حکم کے پاس پہنچ کر یہ راز سے اُس کو آگاہ کر دیا۔ حکم نے حقیقت الامر کو دریافت کرنے کے لئے بھیس بدلا اور علماء کی مجلس میں پہنچ کر حقیقت حال کو معلوم کر لیا اور فوراً تمیین

کو گرفتار کرلینے کا حکم دیدیا اور پھر چند روز بعد ان تمام اشخاص کو جن کی تعداد بہتر تھی اپنے قصر کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیا یہ واقعہ ۱۸۷ھ کا ہے اس کے بعد بہت سے مشتبہ اشخاص کو جلاوطن کیا جنکی بڑی تعداد اندلس سے نکل کر جزیرہ کریٹ پہنچی اور اُس پر قبضہ کرلیا۔

حفیرہ کا مشہور واقعہ

باشندگان طلیطلہ نے عجیب دل و دماغ پایا تھا وہ کسی سرکاری عامل سے خوش نہ تھے حکومت کی طرف سے جو عامل مقرر ہو کر آتا وہ اُسکی مخالفت کرتے اور بغاوت کر کے اُس کو معزول کر دیتے تھے اُن کے عصیان و عدوان سے حکم بہت مایوس و پریشان تھا مایوسی کی بڑی وجہ طلیطلہ کا قدرتی استحکام اور اہل طلیطلہ کی دولتمندی تھی آخر اُن کے معاملہ میں حکم نے سیاسی فریب سے کام لیا اور اُن کا حاکم عمروس بن یوسف کو جو انہی میں سے تھا مقرر کر کے اُن کے سرداروں اور سرکشوں کو موت کے گھاٹ اُتار دینا چاہا عمروس نے طلیطلہ پہنچ کر اپنی پُر فریب تدبیروں کو شروع کیا اور بنو اُمیہ سے بغض و عداوت کا اظہار کر کے باشندگان طلیطلہ کو اپنا ہمنوا بنا لیا جب لوگ بالکل مطمئن

ہو گئے تو اُس نے شہر کے وسط میں اپنی آخری تدبیر کو عمل میں لانے
کے لیے ایک عمارت تیار کی پھر خفیہ طور پر حَکم نے بالائی سرحد کے عامل
کو کہلا بھیجا کہ وہ ہسپانویوں سے استغاثہ کر کے حکومت کے خلاف مدد
طلب کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور حَکم نے فوراً بالائی سرحد
کی جانب اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں ایک لشکر جرار روانہ کیا
یہ لشکر جب طلیطلہ کے قریب پہنچا تو طلیطلہ کے حاکم نے سپہ سالار
عبدالرحمٰن کو اطلاع دی کہ وہ ہسپانوی جو عامل سرحد کی طلب پر
آئے تھے منتشر ہو کر واپس چلے گئے ہیں اس لیے اب اُدھر جانے
کی ضرورت نہیں ہے لشکر وہیں ٹھہر گیا اور عمروس نے باشندگان
طلیطلہ کو مشورہ دیا کہ وہ سپاہ کو عزت و حرمت کے ساتھ شہر میں لے
آئیں تاکہ وہ شہر کی عظمت و خوش حالی اور خوبصورتی کو دیکھ کر خوش
ہو اہل طلیطلہ نے اس مشورہ کو قبول کیا اور لشکر کو شہر کے اندر لے آئے
اس کے بعد عمروس نے اہل طلیطلہ کو ایک شاندار دعوت میں مدعو
کیا یہ دعوت سرکاری محل میں سپہ سالار کی طرف سے تھی عمروس نے
باشندگان طلیطلہ سے طے کر لیا تھا کہ چونکہ ازدحام زیادہ ہو گا اس لیے

لوگ ایک دروازہ سے قصر کے اندر داخل ہوں اور دوسرے دروازہ
سے باہر جائیں چنانچہ باشندگان طلیطلہ جوق جوق قصر میں داخل ہونے
لگے جب ایک جماعت اندر داخل ہوتی تو قصر کے سرکاری آدمی اُس کو
سپاہ کی ایک جماعت کے پاس لیجاتے جو قصر کے اندر ایک بڑے غار یا
گڈھے کے قریب جمع تھی فوج کے آدمی اس جماعت کا سر قلم کردیتے
اور اُنکی نعشوں کو گڈھے میں ڈال دیتے۔ اس طریقہ پر بیشمار آدمیوں کو موت
کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اور بقیہ باشندگان طلیطلہ فریب سے آگاہ ہوکر بھاگ
نکلے یہ واقعہ ۱۹۱ھ کا ہے اس کے بعد طلیطلہ کے باشندے مطیع و وفادار بن
گئے اور ایام فتنہ تک جس کا ذکر آگے آئیگا سر نہ اُٹھایا۔

اصبغ اور اہل طلیطلہ

۱۹۱ھ ہی میں ماردہ کے باشندوں نے اصبغ بن عبداللہ کی رہنمائی
میں بغاوت کی اور حکم کے عامل کو نکال دیا حکم خود فوج لے کر گیا اور
باغیوں کو محاصرہ میں لے لیا اسی اثنار میں خبر ملی کہ باشندگان قرطبہ نے
بھی علم بغاوت بلند کردیا ہی۔ حکم ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر قرطبہ
چلا گیا اور وہاں کے باغیوں کی سرکوبی کرکے مطیع بنالیا اسکے بعد اصبغ

بن عبداللہ کو بھی اطاعت پذیری پر مجبور کیا اور اظہار اطاعت کے بعد اُس کو امن دیدیا۔

ہسپانویوں کے حملے

اضطرابات وفتن کے انہی ایام میں ہسپانویوں نے بھی حملے شروع کئے اور بلاد اسلامیہ کو تباہ و برباد کر دیا حکم نے پہلے اندرونی امور کا انتظام کیا اور پھر ان کی سرکوبی کے لئے فوج لے کر نکلا سنہ ۱۹۶ھ میں اُن سے سخت جنگ کی اور انکی جماعتوں کو تباہ و برباد کرکے کامل فتح حاصل کی۔

حکم کی وفات اور سیرت

حکم نے سنہ ۲۰۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۲۷۔ سال حکومت کی اور پچاس سال کی عمر پائی اُسکی اجمالی سیرت اُن جابر حکمرانوں کی سی تھی جو عدل و رفق کے بجائے قتل و خونریزی کے ذریعہ قوموں کو مطیع وفرمانبردار بنانا چاہتے ہیں۔

واغوثاہ یا حکم

بیان کیا جاتا ہے کہ مشہور عربی شاعر عباس حکم کے عہد حکومت میں اندلس گیا تھا جب وہ مقام وادی الحجارہ میں پہنچا تو اُس نے ایک

عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔

"حکم تجھ سے فریاد ہے، تو نے ہم کو چھوڑ رکھا ہے۔ یہاں تک
کہ دشمن ہم پر حملہ آور ہوتے ہیں، ہم کو امن دے۔ اور ہمارے
لئے امن کا سامان بہم پہنچا دے۔"

عباس نے عورت سے اُس کا حال دریافت کیا تو اُس نے کہا:

"میں جنگل میں چلی جا رہی تھی کہ دشمن کے سواروں نے ہم
پر حملہ کیا قتل کیا اور قید کر لیا۔

فوراً شاعر نے ایک قصیدہ حکم سے ملاقات کی تقریب میں لکھا جس کا ایک
شعر یہ تھا۔

تدارك نساء العالمين بنصرة   فانك احرى ان تغيث وتنصرا

دنیا کی عورتوں کا اپنی نصرت سے مداوا کر۔ کیونکہ تو فریاد رسی اور مدد دینے کے لایق ہے
عباس نے حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑھا اور اُس کو سرحد کے
خطرات سے آگاہ اور ایک عورت کا اُس کے نام سے فریاد کرنے کا واقعہ
بیان کیا۔ حکم اس سے بہت متاثر ہوا اور فوراً جہاد کی تیاریوں کا حکم دیدیا
پھر عباس شاعر کو ہمراہ لے کر وادی الحجارہ کی طرف روانہ ہوا۔ دشمنوں سے

جنگ کی اور اُن کے قلعوں کو فتح کرلیا اس کے بعد وہ عورت اور اُس کے تمام رشتہ دار و اعزہ جو ملک میں موجود تھے حکم کی خدمت میں حاضر کیے گیے حکم نے اُنکی موجودگی میں شاعر سے کہا۔ "اس عورت سے دریافت کرو" حکم نے اُسکی فریاد کو سُنا اور اُس کی مدد کی یا نہیں"۔ عورت نے عرض کیا۔

"قسم ہے خدا کی! اُس نے قلوب کو شفا بخشی، دشمن کو سرنگون و تباہ کیا، اور مظلوم کی فریاد کو پہنچا۔ خداوند تعالیٰ اُس کی نصرت فرمائے اور اُس کی ذات کو عزت و عظمت بخشے"۔

حکم عورت کے ان جملوں سے بہت خوش ہوا۔

چوتھا سبق

اندلس کا چوتھا اُموی امیر

عبدالرحمٰن بن الحکم الاوسط

حکم کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عبدالرحمٰن سنہ ۲۰۶ھ میں تخت نشین ہوا اُسکی

کُنیت ابوالمطرف تھی اُس کو عبدالرحمٰن اوسط اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عبدالرحمٰن اول اور عبدالرحمٰن ثالث کے درمیان ہوا تھا۔

عبداللہ البلنسی کا خروج

عبدالرحمٰن کے تخت نشین ہونے کے بعد اُس کے والد کے چچا عبداللہ البلنسی نے پھر خروج کیا اور بلنسیہ سے قرطبہ کی طرف بڑھا عبدالرحمٰن نے اُس کے مقابلہ کے لئے لشکر تیار کیا عبداللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے آپ کو کمزور پا کر بلنسیہ واپس چلے جانا مناسب جانا واپسی میں فرشتۂ موت نے اُس کو آلیا اور اُس کی وفات کے بعد اندلس کی اُموی امارت کا میدان ہشام بن عبدالرحمٰن کی اولاد کے لئے خالی ہو گیا۔

اندلس میں فن موسیقی کا رواج

اسی سال (یعنی ۲۰۶ھ میں) مشہور ماہر موسیقی ارباب (یا زریاب) مہدی کا آزاد کردہ غلام اور امیر الغناء ابراہیم موصلی کا استاد عراق سے اندلس آیا امیر عبدالرحمٰن نے اُن کی بہت عزت کی اور اپنے دربار میں رکھ لیا یہی وہ مغنّی ہے جس نے اندلس میں فن موسیقی کو رواج دیا۔

اندرونی واقعات

یمانی اور مضری قبائل کی جنگ

عبدالرحمٰن کے عہد حکومت میں بہت سے اندرونی اہم واقعات وقوع میں آئے جن میں سب سے اہم واقعہ یمانی و مضری قبائل کی باہمی جنگ ہے جو ۲۰۶ھ میں شروع ہوئی اور سات سال تک برابر جاری رہی یہاں تک کہ عبدالرحمٰن کے لشکر نے مداخلت کی اور دونوں قبیلوں کو جنگ سے روک دیا۔

اہل مارده کی سرکشی

منجملہ بالا اہم واقعات میں سے ایک واقعہ باشندگان مارده کی سرکشی و بغاوت ہے جو ۲۱۳ھ میں وقوع پذیر ہوا اہل مارده نے بغاوت کر کے عبدالرحمٰن کے والی کو قتل کر دیا تھا اس کی اطلاع پاکر فوراً عبدالرحمٰن نے سپاہ کو تیار کیا اور ان پر حملہ کر کے ان کے ملک کو فتح کر لیا اور ۲۲۰ھ میں باغیوں کو اطاعت پذیری پر مجبور کر دیا۔

باشندگان طلیطلہ کی بغاوت

تم پڑھ چکے ہو کہ واقعہ حفیرہ کے بعد ۱۹۱ھ میں باشندگان طلیطلہ تمردی د

سرکشی کے نتائج سے خوفزدہ ہو کر خاموش ہو گئے تھے اور اطاعت و وفاداری کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا لیکن ۲۱۵ھ میں باشندگان ماردہ کی بغاوت سے متاثر ہو کر ہاشم الضراب کی ماتحتی میں پھر انہوں نے علم بغاوت بلند کیا عبدالرحمن اُن کی سرکوبی کے لئے برابر لشکر بھیجتا رہا یہاں تک کہ اُس نے ہاشم اور اُس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا لیکن بایں ہمہ باشندگان طلیطلہ برابر اظہار تمردی و سرکشی کرتے رہے اور عبدالرحمن بھی برابر اُن کی سرکوبی میں مشغول رہا یہاں تک کہ اُس نے ۲۲۳ھ میں بزور دستی طلیطلہ کو فتح کر لیا اور باشندگان طلیطلہ کو اطاعت پذیری پر مجبور کر دیا۔

بیرونی واقعات

ہسپانویوں اور فرانسیسوں سے جنگ

عبدالرحمن کے عہد حکومت میں متعدد بیرونی اہم واقعات وقوع میں آئے اُس نے ۲۲۴ھ میں ایک لشکر ملک سے باہر روانہ کیا جس نے بلاد الالبہ اور ہسپانوی قلعوں پر حملہ کر کے اُن کو فتح کر لیا اور بہت سا مال

غنیمت حاصل کیا پھر ۲۲۶ھ میں ایک لشکر موسیٰ بن موسیٰ عامل طلیطلہ کی قیادت میں روانہ کیا گیا جس نے ہسپانویوں سے جہاد کیا اور اُن پر فتح حاصل کر کے کثیر تعداد میں مال غنیمت حاصل کیا اس کے بعد ایک اور لشکر بھیجا گیا جس نے مقام قطالونیا سے فرانسیسیوں کو باہر نکال دیا۔

مجوسی اور تورمندی

عبدالرحمٰن ہی کے عہد حکومت میں تورمندیوں کی جنگیں وقوع میں آئیں جن کا ذکر عرب مورخوں نے "غزوات مجوس یا ظہور مجوس" کے عنوان سے کیا ہے یہ لوگ جنوبی فرانس کے مقام تورمندیا کے باشندے اور نسلاً اسوئڈ تھے۔ اندلس پر اُنھوں نے متعدد حملے کیے، اور اس کے سواحل کو تباہ و برباد کیا اور قتل و غارتگری میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی ان کو بلاد اسلامیہ سے عرصہ کی جدوجہد کے بعد مشکل سے باہر نکالا گیا

شخصی اختلافات کی مصائب

شخصی اختلافات بسا اوقات مصائب و تباہی کا موجب ہوتے ہیں موسیٰ بن موسیٰ جس نے ہسپانویوں سے غیر معمولی شجاعت و قابلیت سے جنگ کی تھی قطالونیا کی فتح کے بعد اُس کے اور امیر کے بعض افسروں

کے درمیان مخالفت ہوگئی امیر کے افسر نے اُس کو غیر معمولی اور سخت الفاظ سے مخاطب کیا اور اُس کی سخت توہین کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ بن موسیٰ نے امیر کے خلاف بغاوت کی امیر نے حارث بن بزیغ کی ماتحتی میں اس کی سرکوبی کے لیے سپاہ روانہ کی موسیٰ نے امیر کے لشکر سے مقابلہ کیا اور اُس کو شکست دی۔

ہسپانویوں سے طلب امداد

حارث بن بزیغ شکست پاکر سرقسطہ کی طرف لوٹ آیا اور دوبارہ سپاہ کو فراہم کر کے طلیطلہ کا رخ کیا اور موسیٰ بن موسیٰ کو محاصرہ میں لے لیا آخر موسیٰ نے طلیطلہ سے دست بردار ہو کر امیر کے افسر سے صلح کر لی اور ارنبط چلا گیا۔ اسکے بعد پھر حارث نے ارنبط میں جا کر موسیٰ کو محاصرہ میں لینا چاہا موسیٰ نے یہ اطلاع پاکر ہسپانیہ کے بادشاہ سے مدد طلب کی ہسپانیہ سے امدادی سپاہ آگئی اور دونوں فوجوں نے مل کر حارث کے لیے گھات لگائی آخر فریقین کی سپاہ کا مقابلہ نہر بلیہ پر ہوا حارث نہر کو عبور کر کے دوسرے کنارہ پر پہنچا ہی تھا کہ لوگ کمین گاہ سے نکلے اور حارث کو گرفتار کر لیا اس ہنگامہ میں حارث کی ایک آنکھ بھی ضائع

ہوئی۔

شاہ ہسپانیہ کا قتل اور صلح

امیر کو جب اپنے افسر کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو یاس و نا امیدی اُس پر چھا گئی آخر اُس نے اپنے بیٹے محمد کو ۲۲۷ھ میں فوج کی قیادت پر مامور کیا محمد نے طلیطلہ پہنچ کر موسیٰ کو محاصرہ میں لے لیا آخر اُس نے محاصرہ سے تنگ آکر صلح کر لی اس کے بعد محمد نے مقام بنبلونہ پہنچ کر ہسپانویوں سے جنگ کی، اُن کو شکست دی اور اُن کے بادشاہ کو مار ڈالا۔

کچھ عرصہ بعد موسیٰ نے پھر تمردی و سرکشی کا اظہار کیا اور اُسکی سرکوبی کو دارالامارت سے سپاہ روانہ کی گئی مجبور ہو کر پھر اُس نے مسالمت کی خواہش ظاہر کی امیر نے اُس کی خواہش کو قبول نہیں کیا مگر اس شرط پر کہ وہ اپنے بیٹے کو امیر کی خدمت میں بطور ضمانت بھیجدے موسیٰ نے اپنے بیٹے کو بھیجدیا اور امیر کو اُسکی جانب سے اطمینان ہو گیا۔ پھر اُس کو قسطیلہ کا والی مقرر کر دیا گیا اور وہ طمانیت سے اپنے علاقہ کا انتظام کرنے لگا۔

لشبونہ کا محاصرہ

سنہ ۲۳۱ھ میں عبدالرحمٰن نے بلاد ہسپانیہ میں جہاد کرنے کے لیے لشکر تیار کیا یہ لشکر بلاد ہسپانیہ میں داخل ہوا اور دور تک چلا گیا یہاں تک کہ اس نے لشبونہ (لزبن پرتگال کا موجودہ دارالسلطنت) پہنچ کر اس کو محاصرہ میں لے لیا لیکن اُس کو فتح نہ کر سکا اور واپس چلا آیا۔

عبدالرحمٰن کی وفات اور سیرت

عبدالرحمٰن نے سنہ ۲۳۸ھ میں وفات پائی ۶۲ سال کی عمر ہوئی۔ ۳۱ برس تین مہینے حکومت کی اور ۴۵ بچے چھوڑے۔

عبدالرحمٰن نہایت محتاط اور بردبار تھا اور اُس کا عہد حکومت نسبتاً آسایش و سکون کا عہد تھا۔

عبدالرحمٰن کے عمرانی کام

عبدالرحمٰن عمرانی کاموں کا بہت شائق تھا چنانچہ اُس نے متعدد عالیشان قصر تعمیر کیے خوبصورت باغات اور سیرگاہیں بنائیں، سڑکیں اور شاہراہیں تیار کیں، اور ڈاک کا بہترین انتظام کیا مشہور جامع قرطبہ میں اُس نے دو رواق (بڑے کمرے) نئے بنائے ان کے علاوہ

اندلس میں متعدد مساجد اور بہت سے مدرسے تعمیر کیے۔ صرف یہی نہیں اُس نے حربی اعمال کی طرف بھی توجہ کی ایک شاندار بحری بیڑہ تیار کیا جنگی کارخانے قائم کیے اور مقامات قرطاجنہ و قادیس وغیرہ میں ہتھیار بنانے کے کارخانے کھولے اور انہی کارخانوں میں اُس نے اپنا مشہور بحری بیڑہ تیار کیا۔

وزارت اور نظارت

ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں بیان کیا ہے

"اندلس کی اُموی حکومت نے پہلی مرتبہ وزیر کے لفظ کا صحیح استعمال کیا اور وزیر کو رکن دولت شمار کیا پھر اُس نے وزارت کے کاموں کو مختلف اصناف میں تقسیم کر کے ہر صنف کا جُداگانہ وزیر قرار دیا تھا چنانچہ مالیات کا وزیر علیحدہ تھا صیغۂ ترسیل کا وزیر جداگانہ، مظلوموں اور اہل حاجت کے حوائج پر نظر رکھنے والا وزیر علیحدہ اور سرحد کے معاملات و حالات کو نگاہ میں رکھنے والا وزیر جُداگانہ ہوتا تھا

وزارت کی یہ شکل آج کل کی وزارتوں سے بہت مشابہ ہے بہت ممکن ہے عبدالرحمٰن ہی وہ پہلا شخص ہو جس نے وزارت کی یہ صورت اختراع کی ہو۔

پانچواں سبق

اُندلس کا پانچواں اُموی امیر

محمد بن عبدالرحمٰن

امیر عبدالرحمٰن بن حکم کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد ۲۳۸ھ میں تخت نشین ہوا یہ امیر نہایت بہادر اور شجاع تھا۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت

محمد بن عبدالرحمٰن کے عہد حکومت کے اوائل میں باشندگان طلیطلہ نے پھر سر اُٹھایا محمد نے پہلے تو ایک لشکر اپنے بھائی حکم کی ماتحتی میں قلعہ رباح کی اصلاح و درستی کے لئے روانہ کیا جس کو اہل طلیطلہ نے خراب کر دیا تھا۔ پھر قلعہ کی درستی کے بعد ایک اور لشکر باشندگان طلیطلہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا باشندگانِ طلیطلہ اب کی مرتبہ کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے حکومت کی سپاہ جوں ہی اُن کے قریب پہنچی کمین گاہوں سے

نکل کر اُنہوں نے اُس پر حملہ کیا اور سخت شکست دی یہ واقعہ ۲۳۹ھ کا ہے۔

وادی السلیط کا واقعہ

اس شکست کے بعد محمد نے ایک اور لشکر تیار کیا اور خود اُس کا قائد ہو کر طلیطلہ کی طرف بڑھا اہل طلیطلہ کو جب اس فوج کشی کی خبر ملی تو اُنہوں نے ہسپانیہ کے بادشاہوں سے مدد طلب کی لیکن اُنہوں نے کچھ زیادہ امدادی فوج نہیں بھیجی محمد کو طلیطلہ کے قریب پہنچ کر اسکی اطلاع ملی تو اُس نے اپنے لشکر کو تیار کیا اور دشمنوں کو پھانسنے کے لیے وادی سلیط کے اطراف میں کمیں گاہیں قائم کیں پھر تھوڑی سی فوج لے کر وہ طلیطلہ کی جانب روانہ ہوا۔ ہسپانوی اور اہل طلیطلہ قریب ہیں آگئے اور تھوڑی سی فوج کو دیکھ کر حملہ کر دیا۔ جنگ شروع ہوتے ہی امیر کی فوج کے آدمی کمین گاہوں سے نکلے اور ہسپانویوں و اہل طلیطلہ پر چاروں طرف سے جا پڑے اور بے دریغ اُن کو قتل کرنا شروع کیا۔ بیشمار آدمی مارے گئے اور عرصہ دراز تک ان کی نعشیں وادی سلیط میں پڑی رہیں چند سال کے بعد پھر باشندگان طلیطلہ نے بغاوت کی

اور امیر نے بے دریغ اُن کو تہ تیغ کیا غرض طلیطلہ اسی طرح فتن اور بغاوتوں کا مرکز بنا رہا

تورمندیوں کی غارتگری

سنہ ۲۴۵ھ میں تورمندیوں نے پھر بلاد اسلامیہ کا رُخ کیا اپنے بلاد سے وہ بہت سی کشتیوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور مقامات اشبیلیہ، جزیرہ اور تدمیر میں اُتر کر خوب قتل و غارتگری کی، بیشمار مسلمانوں کو مارا اور سخت جرائم کیے۔ امیر کو اس کی اطلاع پہنچی تو اُس نے فوراً اپنا بیڑہ روانہ کیا اُن سے جنگ کی اور اُن کی دو کشتیوں کو جلا دیا آخر وہ منتشر ہو کر بے نیل و مرام بھاگ گئے۔

محمد کے عہدِ حکومت کے بقیہ حوادث

اس کے بعد محمد کے عہد حکومت میں چند اور حوادث پیش آئے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ سنہ ۲۶۱ھ میں باشندگان تباکرتا نے بغاوت کی امیر نے اُن کے خلاف سپاہ کو حرکت دی اور اُن کو اطاعت پذیری پر مجبور کر دیا۔

۲۔ سنہ ۲۶۳ھ میں ابن مروان الجلیقی سے ماردہ میں جنگ کی اور

اُس کو اور اُس کے مددگار ہسپانویوں کو سخت شکست دی۔

۳۔ ۲۶۲ھ میں باشندگان بیسلونہ، سرقسطہ، اور قسطیلہ نے علم بغاوت بلند کیا۔ امیر نے اُن کی خاطر خواہ سرکوبی کی اور آخر وہ اطاعت پذیر ہو گئے۔

۴۔ ۲۶۷ھ میں جبال مالقہ کے اندر عمر بن حفصون نے اظہار تمردی و سرکشی کیا لیکن پھر مصالحت کر لی کچھ عرصہ بعد وہ پھر ۲۷۰ھ میں بغاوت پر کمربستہ ہو گیا آخر امیر کی فوج نے اُس کا محاصرہ کیا اور اُس کو قرطبہ میں رہنے پر مجبور کر دیا۔

بحر محیط میں دخول

امیر محمد کی شجاعت و دلیری اور ہمت اس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی کہ اُس نے بلاد ہسپانیہ پر سامنے سے حملہ کرنے کے لیے بحر محیط میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن تقدیر نے مساعدت نہیں کی اُس نے ۲۶۶ھ میں نہر قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا وہ تیار ہو کر جاری ہی ہوئی تھیں کہ طوفان باد آیا اور بحر حیند کے تمام کشتیوں کو تہ آب کر دیا۔

وفات اور سیرت

امیر محمد نے سنہ ۲۷۳ھ میں انتقال کیا ۶۵ سال کی عمر پائی اور ۳۴ سال ۱۱ مہینے حکومت کی اُس کی اجمالی سیرت یہ ہے کہ وہ نہایت شجاع دلیر۔ باہمت اور صاحب حوصلہ تھا اندلس میں اُس نے ملک کی عظمت کو قائم کیا، حکومت کے اصول و قوانین مقرر کیے اور فضول خرچی سے بچ کر ملک کو فائدہ پہنچایا۔ وہ ولید بن عبدالملک سے بہت مشابہ تھا۔

شیریں پانی کا انتظام

محمد کے عہد حکومت میں عمرانی و علمی کام بہت کم ہوئے اس لیے کہ اُسکی حکومت کا زیادہ زمانہ جنگوں اور بغاوتوں کے فرو کرنے میں صرف ہوا۔ بایں ہمہ وہ پہلا شخص ہے جو قرطبہ میں شیریں پانی کو لایا اُس نے ایک بڑا کارخانہ اس کے لیے قائم کیا۔ جہاں سے لوگ پانی حاصل کرتے تھے۔

اندلس کا چھٹا اُموی امیر

منذر بن محمد

امیر محمد کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا منذر سنہ ۲۷۳ھ میں اورنگ نشین

امارت ہوا لیکن اُس نے زیادہ عرصہ حکومت نہیں کی۔

ابن حفصون کی بغاوت

اس کے آغاز حکومت میں غالب بن عمر بن حفصون نے پھر بغاوت کی۔ منذر ۲۷۴ھ میں اُس کو مطیع کرنے کے لیئے لشکر لے کر گیا اور ببشتر کے قلعہ پر پہنچ کر اُس کو محاصرہ میں لے لیا اور وہاں کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا آخر ابن حفصون اطاعت و صلح پر مجبور ہو گیا منذر نے اُس کو معاف کر دیا لیکن پھر اُس نے سرکشی کی اور ۲۷۵ھ میں دوبارہ اُس کا محاصرہ کیا گیا۔

منذر کی وفات اور سیرۃ

حصار کے دوران ہی میں منذر نے انتقال کیا اور ابن حفصون کے لئے اُس کی وفات گویا غیبی امداد ہو گئی منذر نے پندرہ دن کم دو سال حکومت کی وہ بہادر اور باہمت تھا اُس کا زمانہ ابن حفصون کے ساتھ جنگ میں گذرا اور کوئی دوسرا واقعہ قابل ذکر وقوع میں نہیں آیا۔

اُندلس کا ساتواں اُموی امیر
عبداللہ بن محمد

منذر کی وفات کے بعد اُس کا بھائی عبداللہ بن محمد ۲۷۵ھ میں تخت نشین ہوا اور اُس لشکر کو جو ابن حفصون کا محاصرہ کیے پڑا تھا قرطبہ واپس لے گیا۔

اندلس کے مغلوب باغیوں کی بغاوت

عبداللہ کے اورنگ نشینِ امارت ہوتے ہی تقریباً سارے اندلس میں بغاوت کی آگ بھڑک اُٹھی اور ہر طرف متمرد وسرکش باغی ہی باغی نظر آنے لگے جن میں سے ایک محمد بن تاکیت تھا جو مصمدہ کا رہنے والا تھا۔ اُس نے مارده پر قبضہ کرلیا اور وہاں کا حکمراں بن گیا۔ امیر کے لشکر نے مارده پہنچ کر اُس کا محاصرہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن مروان نے اپنے لشکر سے اُس کو مدد دی نتیجہ یہ ہوا کہ امیر کا لشکر ناکام واپس چلا آیا اس کے بعد ابن تاکیت اور ابن مروان کے درمیان اختلاف رونما ہوا اور باہم کئی مرتبہ جنگ ہوئی ابن مروان کی شان اس سے بہت بڑھ گئی لیکن

تھوڑے دنوں بعد وہ مر گیا۔

ابن حفصون اور عباسی دعوت

باغیوں میں سے ایک ابن حفصون بھی تھا جس کا ذکر اوپر آیا ہے منذر کی وفات کے بعد اُس نے معقول طاقت حاصل کر لی اور اندلس کے مغربی علاقہ پر قابض ہو گیا۔ پھر اُس نے افریقہ کے حاکم ابن اغلب سے خط و کتابت کی اُس سے ہدایت طلب کی اور اندلس میں عباسی دعوت کی تبلیغ شروع کر دی۔ امیر عبداللہ برابر اُس سے لڑتا رہا اور اُس کو محاصرہ میں لیے پڑا رہا۔ یہاں تک کہ اُس نے ابراہیم بن الحجاج اشبیلیہ کے باغی سے مدد طلب کی پھر ابن حفصون نے قیروان کی فاطمی حکومت کی جبکہ اُس نے اغالبہ پر غلبہ حاصل کر لیا اطاعت قبول کر لی لیکن کچھ عرصہ بعد پھر بنو اُمیہ کا مطیع ہو گیا

امن و امان

اس کے بعد اشبیلیہ میں کئی باغیوں نے سر اُٹھایا۔ عبداللہ نے ان سب کی سرکوبی کر کے اپنا مطیع بنا لیا اور ملک میں امن و امان ہو گیا اور اس کے بعد وہ امور مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔

وفات وسیرت

امیر عبداللہ نے ۳۰۰ھ میں انتقال کیا ۷۲ سال کی عمر پائی اور پچیس سال گیارہ مہینے حکومت کی اُسکی امارت کا زیادہ زمانہ اندرونی شورشوں کو دبانے اور بغاوتوں کو فرو کرنے میں صرف ہوا وہ نہایت شجاع اور سخی تھا۔

چھٹا سبق

اندلس کا پہلا خلیفہ

عبدالرحمٰن الثالث الملقب بالناصر

امیر عبداللہ کے بعد ۳۰۰ھ میں اُس کا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد ۲۳ سال کی عمر میں اورنگ نشین خلافت ہوا ہر چند کہ اُس کے چچا اور اس کے والد کے چچا امارت کے قانونی مستحق موجود تھے لیکن تخت اُسی کو نصیب ہوا کہا جاتا ہے کہ عبداللہ اُس کے دادا نے اُس کو اپنی وفات سے قبل ولی عہد قرار دیدیا تھا۔

فتنوں کا استیصال

امیر عبدالرحمٰن ایک شجاع نوجوان تھا جس وقت وہ تخت نشین ہوا ہی اُس زمانہ میں اندلس باغیوں اور سرکشوں کی کثرت سے فتن و فسادات کا گھر بنا ہوا تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے اُس نے جس امر کی جانب توجہ کی وہ فتنوں کا استیصال تھا چنانچہ وہ سپاہ کے دستوں کو تیار کرتا اور باغیوں سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ برابر بیس سال تک اُس نے باغیوں سے جنگ کی اُن کو اطاعت شعار بنالیا اور اُن کے رہنما ابن حفصون کا نام و نشان مٹا ڈالا۔ اُس نے طلیطلہ، قرمونہ، اور اشبیلیہ وغیرہ بہت سے اُن مقامات کو جو خود مختار ہو گئے تھے فتح کیا اور قریب قریب کے دوسرے مقامات پر بھی قبضہ کرلیا اُس کے عہد حکومت میں فتنوں کا قطعی استیصال ہو گیا اور اندلس امن و امان کا گہوارہ بن گیا۔

اُندلس کا پہلا امیر المومنین

امیر عبدالرحمٰن الناصر کے عہد حکومت میں ایشیا (بغداد) کی عباسی خلافت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ ایک طرف خلفاء کے موالی (آزاد کردہ غلام)

مثلاً وصیف اور بغا، اُن کے خلاف جابرانہ کارروائیاں کررہے تھے اور دوسری جانب دیلم کے باشندوں کے ہاتھوں عباسی خلفاء کے قتل کے واقعات وقوع میں آرہے تھے جیساکہ خلیفہ المقتدر کو اس کے خادم مونس نے قتل کیا تھا وغیرہ وہ واقعات جن کی تفصیل تم چوتھے حصّہ میں پڑھ چکے ہو، عبدالرحمن الناصر نے عباسی خلافت کو کمزور پاکر اپنے لئے خلیفہ کا لقب تجویز کیا اور اُسی وقت سے وہ امیر المومنین اور الناصر لدین اللہ کہلانے لگا۔ اندلس کے اموی امراء میں وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے آپ کو خلیفہ کہلوایا اس سے پہلے اندلس میں جتنے اموی امیر ہوئے وہ امراء اور خلفاء کی اولاد کے لقب سے ملقب ہوتے تھے

عبدالرحمن کی بیرونی جنگیں

اندرون ملک کی شورشوں اور بغاوتوں سے فارغ ہوکر عبدالرحمن الناصر نے بیرون ملک کی طرف توجہ کی وہ جہاد وغزوات میں کثرت سے بہ نفس نفیس شرکت کرتا تھا اور جنگ کا بہت شائق تھا چنانچہ اُس کا لشکر افرنجیوں کے بلاد وامصار میں داخل ہوا اور اُن علاقوں تک پہنچ گیا جہاں اُس وقت تک اُس کے پیشرو حکمران و خلفاء نہیں

سے کسی کی اسلامی فوج نے ترک وتاز یا رسائی حاصل نہیں کی تھی
یہاں تک کہ اُس کے گھوڑوں کے قدموں نے جبال بیرنیہ (واقع
مابین ہسپانیہ و فرانس) کو بھی روند ڈالا تھا۔

الناصر یورپ کے اس علاقہ میں برابر جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ
۳۲۷ھ میں جلالقہ سے جنگ کرتے ہوئے اُس کو خندق کے معرکہ
میں سخت شکست اُٹھانی پڑی اس شکست کے بعد اُس نے خود
لڑائیوں میں شرکت کا خیال ترک کر دیا اور ہر سال موسم صیف میں
جلالقہ کی سرکوبی کے لئے لشکر بھیجتا رہا اور اُن سے متعدد جنگیں ہیں
جن میں جلالقہ کے بیشمار آدمی مارے گئے۔

خندق کا واقعہ

خندق کے اُس واقعہ کی کیفیت جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ ہے
کہ عبدالرحمٰن الناصر نے اپنے ایک وزیر کو جس کا نام احمد بن اسحٰق
تھا خیانت کے جرم میں قتل کرا دیا تھا اس وزیر کا ایک بھائی تھا
جس کا نام امیہ بن اسحٰق تھا اور ان بھائیوں کا تعلق بنو اسحٰق کے
اُس خاندان سے تھا جو شام کی اُموی حکومت کے زمانہ میں اندلس

کا عامل تھا۔

احمد بن اسحق کے قتل کے بعد اُس کے بھائی امین نے انتقام کے جذبہ سے متاثر ہو کر ۳۲۵ھ میں مقام شنترین پر علم بغاوت بلند کیا اور سخت شورش برپا کی پھر وہ جلالقہ کے بادشاہ رادمیر کے پاس چلا گیا اور اُس کو اسلامی لشکر کے خلاف جنگ پر آمادہ کر لیا چنانچہ خندق کا مشہور واقعہ وقوع میں آیا جس میں تقریباً پچاس ہزار آدمی مقتول وزیر کے شریر النفس بھائی کی خیانت کے بھینٹ چڑھ گئے پھر اس ہولناک واقعہ کے سلسلہ میں یہ ایک عجیب بات ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس خائن نے رادمیر شاہ جلالقہ کے پنجہ سے چھٹکارا پا کر خلیفہ سے امان طلب کی اور خلیفہ نے نہ صرف اُس کے ناقابل عفو جرم کو معاف کر دیا بلکہ اُس کی عزت افزائی و قدردانی بھی کی۔

بقیہ بیرونی جنگیں

الناصر لدین اللہ جیسا عالی حوصلہ اور باہمت شخص صرف اُن جنگی کارروائیوں ہی پر قناعت نہیں کر سکتا تھا جو اُس نے ہسپانویوں اور اندرون ملک کے باغیوں سے کیں بلکہ اُس کا شوق جہاد اس سے

خوبصورت جوامع تعمیر کیں، تجارت اور صنعت کو ترقی دی اور مختلف قسم کے کارخانے قائم کیے یہاں تک کہ حریر، کپڑے کی چھپائی، اور زردوزی کے کارخانے بھی بنائے اور اندلس کی مصنوعات و پیداوار ایشیا افریقہ اور یورپ تک جانے لگیں۔

یورپ میں پہلا مدرسہ

عبدالرحمٰن نے اشاعت علم کی طرف بھی توجہ کی اور ایک شاندار مدرسہ تیار کیا جو دنیا میں مشہور ہے۔ علم طب کی تعلیم کے لیے بھی ایک جداگانہ مدرسہ قائم کیا تھا جس کی نسبت مورخوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ پہلا مدرسہ تھا جو یورپ میں قائم کیا گیا۔

کتب خانہ غرناطہ

غرناطہ میں عبدالرحمٰن الناصر نے وہ مشہور کتب خانہ قائم کیا جو اس عہد کا دنیا میں سب سے بڑا کتب خانہ تھا۔ اس میں چھ لاکھ کتابیں تھیں۔

دارالروضہ

عبدالرحمٰن الناصر کے اسلاف نے متعدد شاندار قصور تعمیر کیے تھے

بالا و برتر تھا۔ چنانچہ شورشوں اور فتنوں کا قطعی سدباب کر دینے کے بعد اُس نے ملوکِ عدوہ (مغرب اقصیٰ یا مراکش) کی طرف توجہ کی اور ۳۱۹ھ میں مقام سبتہ پر حملہ کر کے اُس کے باشندوں سے اسکو چھین لیا۔ عدوہ کے امراء۔ بنوالدریس اور زناتہ وبربر کے بادشاہوں نے عبدالرحمٰن کی شوکت وقوت کو دیکھ کر خود بخود اطاعت قبول کر لی اور مخالفت سے درگذر کی اس کے بعد عبدالرحمٰن افریقہ کے فاطمیون سے بھی اُس وقت لڑا جبکہ فاطمیوں نے ملوک ادارسہ پر فتح حاصل کر کے معقول طاقت حاصل کر لی تھی اور پھر اُس نے سوڈان مصری کی طرف توجہ کی اور اُس کا لشکر مصری سوڈان کے اندر بھی دور تک چلا گیا۔

عبدالرحمٰن کے عمرانی کام

الناصر کا اقتدار جب اچھی طرح قائم ہو گیا اور اُس کی حکومت کی بنیادیں مضبوط ہو گئیں۔ تو اُس نے اُن عظیم الشان عمرانی کاموں کی طرف توجہ کی جنہوں نے اندلس کو اُس کے عہد میں دلفریب جنت بنا دیا تھا۔ چنانچہ اُس نے متعدد عالیشان قصر اور

جن میں سے قصر منیف، بہو کامل اور مجلس زاہر بہت مشہور ہیں۔
الناصر نے قصر مجلس زاہر کے قریب ایک حیرت انگیز قصر عظیم تیار کیا۔
جس کا نام اُس نے دارالروضہ رکھا۔ اس کی تعمیر کے لئے اُس نے
مختلف امصار و ممالک سے انجنیر و ماہران فن تعمیر کو بلایا تھا یہاں تک کہ
بغداد اور قسطنطنیہ تک کے کاریگر آئے تھے اس قصر کو ان ماہرین فن نے
چار ہزار تین سو سنگ مرمر کے ستونوں پر تعمیر کیا تھا اُس پر چھتر لاکھ دینار صرف
ہوئے اور پانچ سال کی مدت میں تیار ہوا پھر اس قصر اور دیگر قصور کے لئے
پہاڑوں سے پانی لایا گیا۔

مدینۃ الزہراء

پھر انہی ماہرین فن معماروں سے عبدالرحمن الناصر نے مشہور شہر زہرا کو
تعمیر کرایا جس میں عالیشان عمارتیں، شاندار محلات، باغات اور تفریح گاہیں
بنائیں، قصور کے باہر ذخیرۂ آب کا حوض تیار کیا جس میں پہاڑ کی بلندی سے
پانی لایا جاتا تھا، حیوانات کے لئے وسیع چراگاہیں اور چڑیا خانے تیار کئے اور اس شہر
کو اپنے ملک کا دارالسلطنت قرار دیا۔

دارالصناعت

اسی شہر میں الناصر نے ایک دارالصناعت بھی قائم کیا تھا جس میں اسلحہ و آلاتِ حرب اور زیب و زینت کے بے مثل زیورات فراہم کیے گیے تھے اور اس ذریعہ سے صنعتی کاموں کو زندہ کرکے ترقی پر پہنچایا تھا۔ دارالصناعت کے لئے الناصر نے بیرونی ممالک سے جس قدر چیزیں آبنوس، ہاتھی دانت اور پیتل کی نیز سونے چاندی کے برتن، موادِ تلبیس اور آرائشی اشیا مل سکیں بہم پہنچائیں جن میں سے بہت سی چیزیں آج بھی موجود ہیں اور دیکھنے والے کو بتلاتی ہیں کہ دنیا میں انسان نے کس قدر عجیب و حیرت انگیز صنعتی کام انجام دیے ہیں۔

الناصر کی وفات اور سیرت

عبدالرحمٰن الناصر لدین اللہ نے ۳۵۰ھ میں دار فنا سے عالم بقا کو کوچ کیا تہتر سال کی عمر پائی اور پچاس سال چھ مہینے حکومت کی۔

وہ عدل و احسان کو پسند کرتا تھا علم و عمران کا شائق تھا اور ملک کی ترقی و خوش حالی کا صدق دل سے خواہشمند تھا اُس کے زمانہ میں اندلس جنتِ زاہرہ تھی اور رعایا آرام و چین سے بسر کرتی تھی آغاز حکومت ہی سے اُس نے

رعایا کی مشکلات کو رفع کرنے اور خوشحال بنانے کی طرف توجہ کی تھی اُس کی شوکت وقوت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ دوسرے ممالک کے امراء و بادشاہ اُس سے مصالحت و مسالمت کی کوشش کرتے رہتے تھے اُس کے پاس وفود بھیجتے خلوص ومحبت کے اظہار میں نیازنامے لکھتے اور مشورات طلب کرتے رہتے تھے۔ مختصر یہ کہ اندلس کے تمام امرائے بنو امیہ میں عبدالرحمٰن الناصر ایک جلیل القدر امیر تھا۔

صرف چودہ روز

مورخین کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن الناصر کی وفات کے بعد اُس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کاغذ دستیاب ہوا جس میں اُس نے ظاہر کیا تھا کہ زندگی بھر میں اس کو صرف چودہ یوم آرام وسکون یا سرور وراحت کے نصیب ہوئے ہیں۔ بچو! سوچو اور غور کرو ایک جلیل القدر بادشاہ کی یہ کیفیت تھی۔

ساتواں سبق

اندلس کا دوسرا خلیفہ

الحکم بن عبدالرحمٰن الناصر الملقب بالمنتصر

صرف عبدالرحمٰن کی شخصیت کی کمی

عبدالرحمٰن الناصر کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا الحکم ۳۵۰ھ میں اورنگ نشین خلافت ہوا اور المستنصر باللہ کا لقب اختیار کیا وہ بالکل اپنے باپ کی روش پر چلا اور قدم بقدم چلا یہاں تک کہ اُس کی سیرۃ کو دیکھ کر یہ مشہور ہو گیا کہ اندلس نے صرف عبدالرحمٰن کی شخصیت کو گم کر دیا ہے ورنہ اُس کا کام بدستور جاری ہے۔

ہسپانویوں کی طمع اور الحکم کی فتوحات

الناصر کی وفات اور الحکم کی تخت نشینی کے بعد ہسپانویوں نے چاہا کہ اس تغیر سے فائدہ اُٹھا کر سرحدی مقامات کو واپس لے لیں۔ الحکم نے بنفس نفیس اُن سے جہاد کیا اُن کے شہر فرڈنینڈ پر حملہ کیا اور زبردستی مقام اشبین پر قبضہ کر لیا۔ آخر ہسپانویوں نے تنگ آکر الحکم سے مصالحت کر لی اور اس واقعہ کے

بعد الحکم کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔

پھر اُس نے اپنے آزاد کردہ غلام غالب کی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا جس نے جیلیقیہ پر حملہ کیا اور جلالقہ کو شکست فاحش دی اِس کے بعد وہ شانجہ بن رادمیر البشکنس کے بادشاہ سے لڑا اُس کو بھی سخت شکست دی پھر وہ بلاد برشلونہ اور بلاد قومس کی طرف بڑھا اور بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں اِن فتوحات میں سب سے بڑی فتح مقام قلمریہ کی فتح ہے یہ مقام پرتگال کا دارالعلوم تھا اس کے بعد غالب اپنی سپاہ کو لے کر بلاد البہ کی جانب روانہ ہوا اور سارے علاقہ پر چھا گیا پھر ۳۵۴ھ میں اُس نے قلعہ قرباج پر بھی قبضہ کر لیا۔

نورمندی بحر محیط میں

۳۵۵ھ ہی میں مجوسیوں یا نورمندیوں کی کشتیاں بحر محیط میں گشت لگاتی نظر آئیں ان لوگوں نے لشبونہ پر حملہ کیا جس کی مدافعت باشندگان لشبونہ نے قابلیت کے ساتھ کی اور نورمندی ناکام اپنی کشتیوں پر واپس چلے گئے۔ اس واقعہ کے بعد الحکم نے اپنے فوجی افسروں کو ساحل کی حفاظت کا حکم دیا اور پھر ایک مضبوط بحری بیڑہ تیار کر کے امیر البحر کو حکم دیا کہ وہ پوری

قوت سے تورمندیوں کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ امیر البحر نے تمام سواحل پر اُن سے مقابلہ کیا اور سخت گوشمالی کر کے اُن کو منتشر کر دیا۔

مراکش پر الحکم کا قبضہ

اس کے بعد الحکم نے اپنی فوجوں کو بلاد و عدوہ (مغرب اقصیٰ یا مراکش) کی طرف روانہ کیا۔ ملوک زناتہ، مغراوہ، اور مکناسہ نے اطاعت قبول کر لی اور خطبہ میں الحکم کا نام پڑھا جانے لگا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ الحکم کی تبلیغ و دعوت کا کام شروع ہو کر فاطمیوں کی تحریک کا مزاحم ہو گیا۔ پھر آل خزر اور بنو ابو العافیہ کے ملوک الحکم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کی الحکم نے غیر معمولی تعظیم و تکریم کی اس کے بعد بنو ادریس نے اپنے ملک کو جو مراکش میں ریف کے اطراف میں واقع ہے الحکم کے حوالہ کر دیا اور بحری راستہ سے قرطبہ پہنچ گئے اور پھر قرطبہ سے اسکندریہ چلے گئے۔

الحکم کا عہد اور علم و حضارۃ

مورخین باتفاق رائے بیان کرتے ہیں کہ الحکم ایک زبردست عالم تھا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اندلس کی اسلامی مدنیت یا زندگی کا وہ ایک رکن اعظم تھا وہ آثار قدیمہ اور کتب کو جمع کرنے کا خاص شوق رکھتا تھا چنانچہ اُس نے

اپنے خاص کتب خانہ قرطبہ میں اس قدر کتابیں اور آثار جمع کئے تھے کہ اُس زمانہ اور اُس کے عہد تک کسی کو اتنی بڑی تعداد جمع کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اِن کتابوں اور آثار کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اُنکی فہرست چوالیس جلدوں میں تھی اُس نے اطراف و اکناف ملک سے بڑی بڑی قیمتیں دے کر کتابوں کو فراہم کیا تھا اور کتاب کے مقابلہ میں زرِ نقد کی پروا نہ کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ الحکم نے ایک ہزار دینار ابو الفرج اصفہانی کے پاس اُس کی کتاب الاغانی کے لئے روانہ کئے ابو الفرج نے الحکم کے ارشاد کی تعمیل کی اور فوراً اپنی کتاب کا ایک نسخہ عراق میں اشاعت سے قبل اُس کی خدمت میں بھیجدیا۔ الحکم نے اپنے قصر میں بہترین نسّاخ، ماہرین ضبط اور کامل صحّاف فراہم کئے تھے اُس کے زمانہ میں علماء، حکماء، اطباء اور ادباء کا بازار خوب رونق پر تھا اور بہت سی علمی انجمنیں (جن کو آج کل کی اصطلاح میں اکاڈمی کہا جا سکتا ہے) قائم کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ الحکم کے عہد میں اندلس اسلامی مدنیت کا مرکز بن گیا تھا۔ اور یہیں سے یہ مدنیت یورپ میں گئی تھی۔

وفات و سیرت

الحکم نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی ۶۲ سال کی عمر ہوئی اور ۱۶ سال خلافت کی وہ نہایت عالی حوصلہ، باہمت اور بردبار شخص تھا علم و عرفان اور مدنیت سے اُس کو خاص شغف تھا۔

اندلس کا تیسرا خلیفہ
ہشام بن الحکم الملقب بالمؤید
ابن عامر وزیر

الحکم نے اپنے ایام حکومت میں محمد بن عامر کو محکمۂ قضا سے منتقل کر کے اپنا وزیر بنا لیا تھا اور امور سلطنت کی کنجیاں اُس کے حوالہ کر دی تھیں الحکم کے انتقال کے بعد چونکہ مستحق تاج و تخت الحکم کا بھائی مغیرہ تھا اس لیے ابن عامر نے اُس کے خلاف موثر تدبیریں اختیار کیں الحکم کے حاجب جعفر بن عثمان اور آزاد کردہ غلام غالب کو ہموار کر کے اپنا ہمخیال بنایا اور اُنکے ہاتھوں مغیرہ کو قتل کرا دیا۔ مغیرہ کے قتل کے بعد ہشام بن الحکم کے لیے میدان صاف ہو گیا اور ۳۶۶ھ میں جبکہ اُس کی عمر صرف دس سال تھی اُس کے

ہاتھ پر بیعت کرلی گئی۔ بیعت کے بعد اُس نے المؤید کا لقب اختیار کیا۔

خلیفہ وزیر کے اختیار میں

ہشام نے اورنگ نشین خلافت ہونے کے بعد امور سلطنت کو اپنے وزیر ابن عامر کے حوالہ کردیا بہت تھوڑے عرصہ میں وزیر مذکور صاحب امرونہی بن گیا اور سلطنت کے امور جزو کل پر کامل قبضہ کرکے مطلق العنان حاکم کی حیثیت اختیار کرلی ملک میں صرف ہشام کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکہ رائج تھا اس سے زیادہ ہشام کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ وزیر مذکور نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ مملکت میں کامل شرکت کے خیال سے اپنے آپ کو الملک المنصور کے لقب سے بھی ملقب کیا اور خلیفہ کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام بھی پڑھوایا۔ وزیر مذکور پہلا شخص تھا جس نے اندلس کے خلفاء پر اپنا اقتدار قائم کرکے حکومت پر قبضہ کرلیا تھا۔ وہ یورپ میں بالکل اُسی طریقہ پر کاربند ہوا جس طریقہ پر کہ ایشیاء کی خلافت عباسیہ کے خلفاء کے موالی کاربند ہوئے تھے (جس کا حال تم چوتھے حصہ میں پڑھ چکے ہو) وزیر مذکور نے یہ سب اُس وقت کیا جبکہ حکومت کے رجال اور ہواخواہوں کو منتشر کرلیا۔ اُن میں سے بعض کو قتل کردیا اور بعض کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں

دے کر خاموشی پر مجبور کیا اور یہ تمام کارروائیاں ہشام کے حکم، قلمی تحریر اور دستخطوں کے ذریعہ انجام کو پہنچیں یہاں تک کہ وزیر مذکور کے لئے میدان بالکل صاف ہو گیا۔

بربروں کا اقتدار اور عربوں کا تنزل اور سقوط

ارکان و اولیائے خلافت اور مستحقین سلطنت سے جب ابن عامر کے لیے میدان خالی ہو گیا تو اُس نے سپاہ کی طرف توجہ کی اور باشندگان عدوہ میں سے زناتہ اور بربروں کو فراہم کر کے باقاعدہ ایک فوج کو مرتب کیا فوجی افسر تیار کیے اور قبائل صنہاجہ، مغراوہ، بنی یفرن، بنی برزال اور مکناسہ وغیرہ کے ماہرین فن کی خدمات حاصل کیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کا اقتدار گھٹ گیا وہ اپنے مناصب سے علیحدہ ہو گئے اور بربروں کا اقتدار قائم ہو گیا۔ معتصم عباسی نے بھی فارسیوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اس کے بعد ابن عامر نے اپنے لئے ایک شہر تعمیر کرایا جس کا نام مدینۃ الزاہرہ رکھا اور دولت کے تمام خزانے، اسلحہ اور قیمتی اموال منتقل کر کے وہاں لے گیا مختصر یہ کہ وزیر مذکور اندلس کا حاکم مطلق العنان بن گیا۔

غزوات ابن عامر

مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ابن عامر باون لڑائیوں میں نہ صرف شریک ہوا بلکہ لڑا بھی ان تمام لڑائیوں میں اُس نے فتوحات حاصل کیں۔ اور کسی ایک موقع پر بھی شکست سے دوچار نہ ہونا پڑا۔ اُس کی اہم فتوحات میں قشتالہ اور پرتگال کے شہر سانتیاغو کی فتوحات ہیں۔ مورخین نے اُس کی غیر معمولی تعریف کی ہے اور اُس کے کاموں کو بہت سراہا ہے۔

وفات ابن عامر

ملک المنصور محمد بن ابی عامر نے ۳۹۳ھ میں انتقال کیا جبکہ وہ کسی جنگ سے واپس آرہا تھا اُس نے ۶۵ سال کی عمر پائی اور ستائیس ۲۷ سال حکومت کی مدینہ سالم میں دفن کیا گیا جہاں اُس نے وفات پائی تھی اور اُس کے مزار پر یہ شعر لکھے گئے۔

آثاره تنبیك عن اخبارہ	حتی كانك بالعیان تراه
اُسکے آثار تجھ کو اُس کا حال بتلاتے ہیں	گویا کہ تو اُس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے
تالله لا تاتی الزمان بمثله	ابدا ولا یحمی الثغور سواه
خدا کی قسم زمانہ کبھی اُسکی مثل پیدا نہ کرے گا	اور نہ اُسکے سوا کوئی سرحدوں کی حفاظت کریگا

آٹھواں سبق

اندلس کے تیسرے خلیفہ کا بقیہ حال

الملک المظفر

الملک المنصور ابن عامر کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عبد الملک وارث وزارت ہوا اور الملک المظفر کا لقب اختیار کیا اُس نے بھی سیاسی اور جنگی امور میں وہی روش اختیار کی جو اُس کے باپ کی تھی اور خلیفہ المؤید کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ اسی طرح سات برس تک اُس نے حکومت کی اُس کے ایام حکومت راحت و آسائش اور سکون و اطمینان کے ایام تھے ۳۹۹ھ میں اُس نے انتقال کیا۔

الناصر اور مسئلہ ولایتِ عہد

الملک المظفر کی وفات کے بعد اُس کا بھائی عبد الرحمٰن امور حکومت کا منصرم قرار پایا اور الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا خلیفہ کو اپنے قبضہ و اختیار میں رکھنے اور امور حکومت پر بالکلیہ قابض رہنے میں وہ اپنے باپ کے

قدم بقدم چلا پھر اُس نے ملک کو قطعی طور پر اپنے قبضہ میں لے لینے کی سعی شروع کی اور خلیفہ کے مخصوص مراسم کو بھی اپنی طرف منتقل کر لینا چاہا چنانچہ اُس نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ وزارت عظمیٰ کے حق کو وہ مستقل طور پر اُس کے خاندان میں منتقل کر دے اور وزیر کا باقاعدہ ولی عہد قرار دیا جائے خلیفہ نے اس مطالبہ کو قبول کر لیا اور عبدالرحمٰن کا ولی عہد باقاعدہ اکابر دولت کے حضور میں مقرر کر دیا گیا۔

ہشام کا خلع وعزل

عبدالرحمٰن کی اس حرکت یعنی ولی عہدی کی تقرری سے اُمویوں اور قرشیوں میں عام طور پر نفرت و مایوسی پھیل گئی اور انتقام کے جذبات اُن میں بھڑک اُٹھے۔ کچھ دنوں بعد یہ اتفاق پیش آیا کہ عبدالرحمٰن بلاد جلالقہ میں جہاد کے لئے گیا۔ اُموی اور قرشی سرداروں نے اُس کی عدم موجودگی سے فائدہ اُٹھا کر بغاوت کر دی اور امور حکومت کو مضری قبائل سے چھین کر یمانی قبائل کے ہاتھوں میں دیدیا پھر ان لوگوں نے ہشام کو معزول کر کے محمد بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الناصر لدین اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور اُس کو مہدی کے لقب سے ملقب کیا عبدالرحمٰن

وزیر جہاد میں مشغول تھا کہ اس انقلاب کی خبر اُس کو پہنچی اور وہ فوراً قرطبہ کی طرف روانہ ہوگیا لیکن قبل اس کے کہ وہ قرطبہ پہنچے سپاہ کے لوگ اور بربروں کے سردار اُس سے جدا ہوکر قرطبہ میں پہنچ گئے اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرکے اُس سے کہا کہ وہ عبدالرحمٰن کو دھوکے سے قتل کرادے چنانچہ ایک شخص کو اس کام پر مامور کیا گیا وہ اُس کا سر اُتار لایا اور مہدی کی خدمت میں پیش کردیا۔

اندلس کا چوتھا خلیفہ

مہدی محمد بن ہشام

مہدی جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو ۳۹۹ھ میں سریرآرائے خلافت ہوا لیکن اُس کا کامل اقتدار عبدالرحمٰن الناصر بقیۂ بنو عامر کی موت کے بعد قائم ہوا۔

زناتہ اور بربروں کے سردار

تم پڑھ چکے ہو کہ ابن عامر نے اپنے ہواخواہوں اور مددگاروں کو بربروں اور زناتہ میں سے منتخب کیا تھا یہ لوگ برابر عامریوں کے مشیر و مددگار رہے یہاں تک کہ عام لوگوں کو اُن سے نفرت ہوگئی پھر جب مہدی نے زمام خلافت کو اپنے ہاتھوں میں لیا تو اُن سے کوئی تعرض نہیں کیا اور چشم پوشی کرکے اُن کو

اُن کے حال پر چھوڑ دیا پھر کچھ دنوں بعد اُن کی قوت کو توڑنے کے لیے اُن کی تعداد گھٹانے اور سرغنوں کو قتل کرانے کی تدبیر شروع کی بربروں اور زنانہ کو اس کی خبر ملی تو وہ بگڑ کھڑے ہوئے اور ہشام بن سلیمان کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کا ارادہ کر لیا اُن کا یہ راز ظاہر ہو گیا اور مہدی نے اُن کی بڑی جماعت کو آخر اپنی خاص تدبیر سے شہر سے باہر نکال دیا اور پھر ہشام اور اس کے بھائی ابو بکر کو گرفتار کر کے دونوں کو قتل کرا دیا۔

اندلس کا پانچواں خلیفہ
سلیمان المستعین باللہ بن الحکم

مہدی نے جب ہشام اور اُس کے بھائی ابو بکر کو مار ڈالا تو اُن کے بھائی الحکم کا بیٹا سلیمان بربر سرداروں اور اُن کے اتباع سے جا ملا یہ لوگ قرطبہ کے اطراف میں جمع ہوئے اور باہمی مشورہ سے سلیمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور المستعین باللہ کا لقب اُس کو دیا یہ واقعہ ۴۰۰ھ کا ہے۔

مہدی اور المستعین کا مقابلہ

مہدی کو جب المستعین کی مبایعت کی خبر ملی تو وہ قرطبہ سے لشکر کو لے کر

نکلا اور المستعین اور اُس کے مددگار بربروں سے جنگ کی المستعین کو اس جنگ میں شکست ہوئی اور وہ اپنے مددگاروں کو لے کر جزیرۃ الخضراء کی طرف چلا گیا مہدی نے اُس کا تعاقب کیا اور اُس کے ہمراہی بربروں نے سخت مدافعت کی یہاں تک کہ مہدی شکست پاکر بھاگ نکلا۔ المستعین اور بربروں نے اُس کا تعاقب کیا اور باشندگان قرطبہ نے یہ محسوس کرکے کہ کہیں شہر کے اندر فریقین کے درمیان جنگ شروع نہ ہو جائے اور شہریوں کو نقصان پہنچے فوراً شہر کے دروازے المستعین کے لیے کھول دیے۔

ہسپانویوں سے طلب امداد

المستعین نے قرطبہ میں داخل ہو کر جب زمام حکومت کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا تو مہدی طلیطلہ چلا گیا اور الفانسو کے بیٹے شاہ ہسپانیہ سے مدد طلب کی وہ خود فوج لے کر آیا اور مہدی کو ساتھ لے کر قرطبہ گیا اور المستعین باللہ اور اُس کے ہمراہی بربروں سے سخت جنگ کی جس میں المستعین اور بربروں کو شکست ہوئی۔

چوتھے خلیفہ کا دوبارہ اقتدار

المہدی بن محمد ہشام

المستعین اور بربروں کو شکست دے کر مہدی قرطبہ میں داخل ہوا اور ۴۰۰ھ میں دوبارہ سریر خلافت پر قبضہ کرلیا۔

مہدی اور المستعین کے درمیان جنگ

المستعین اور بربر شکست پا کر اطراف قرطبہ میں منتشر ہوگئے اور پھر کچھ دنوں بعد وہ جزیرۂ خضراء چلے گئے مہدی اور الفانسو کے بیٹے دونوں نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ المستعین اور اُس کے ہمراہی بربروں نے فتح حاصل کی اور قرطبہ تک پیچھے ہٹا کر دشمن کو لے گئے اور شہر کا محاصرہ کرلیا۔ باشندگان قرطبہ اس باہمی خونریزی سے بہت پریشان تھے اور اُن کو اس امر کا یقین ہوگیا تھا کہ ان تمام فتن و فسادات کا سبب مہدی ہے اس لئے اُنہوں نے مہدی کو قتل کردیا اور باہمی فسادات کا خاتمہ ہوگیا۔

تیسرا خلیفہ دوبارہ تخت خلافت پر
ہشام بن الحکم المؤید

اہل قرطبہ نے مہدی کو قتل کر کے دوبارہ خلیفہ معزول ہشام بن الحکم المؤید کے ہاتھ پر بیعت کی محض اس خیال سے کہ بربروں کی یورش سے وہ محفوظ و مامون رہیں یہ بیعت ۴۰۰ھ میں ہوئی۔ ہشام نے واضح العامری کو اپنا حاجب اور خیران العامری کو وزیر قرار دیا یہ دونوں شخص اُن بنو عامر کے موالی میں سے تھے جنہوں نے عرصہ دراز تک اندلس کی اموی خلافت پر قبضہ قائم رکھا تھا اور خلیفہ کو محض نام کا خلیفہ بنا رکھا تھا۔

قرطبہ کا محاصرہ اور ہسپانوی

المستعین اور بربر دونوں عرصہ دراز تک قرطبہ کا محاصرہ کیے پڑے رہے پھر اُنہوں نے الفانسو کے بیٹے سے مزید مدد طلب کی ہشام کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے حاجب واضح کو الفانسو کے بیٹے کے پاس بھیجا اور خواہش ظاہر کی کہ اگر وہ المستعین کی امداد سے دست کش ہو جائے تو قشتالہ کے سرحدی مقامات جن پر المنصور نے قبضہ کر لیا تھا اُس کے حوالہ کر دیے جائیں گے الفانسو

کے بیٹے نے اس خواہش کو قبول کر لیا اور المستعین کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

فتح قرطبہ

اس کے بعد المستعین نے قرطبہ کے محاصرہ کو اور سخت کر دیا لیکن وہ عرصہ دراز تک اُس کو فتح نہ کر سکا آخر ۴۰۳ھ میں اُس نے محاصرہ کو اور سخت کیا اور زبردستی شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہشام کا پتہ نہ لگا غالب قیاس یہ ہے کہ اُس کو مار ڈالا گیا۔

پانچواں خلیفہ دوبارہ اورنگ خلافت پر
سلیمان المستعین باللہ بن الحکم

۴۰۳ھ میں المستعین بربروں کے ساتھ قرطبہ میں داخل ہوا اور اورنگ خلافت پر قابض ہو گیا اور تھوڑے عرصہ تک اُس کا معقول اقتدار قائم رہا

بربروں اور عبیدیوں کا غلبہ

اس کے بعد بربروں اور عبیدیوں نے حکومت کے کاموں پر غلبہ حاصل کر لیا اور مختلف بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر کے وہاں اپنی اپنی

مستقل حکومتیں قائم کرلیں ۔

خیران اور بنو حمود

حکومت کی اس کمزوری سے بعض رجال حکومت بہت متاثر ہوئے ان میں خیران العامری ہشام کا وزیر بھی تھا جو سب سے زیادہ فکرمند رہتا تھا آخر ان لوگوں نے علی بن حمود اندلسی حاکم سبتہ کو طلب کیا وہ اور اُس کا بھائی قاسم لشکر جرار کو لے کر عدوہ سے گذرتے ہوئے قرطبہ پہنچے اور اُس کا محاصرہ کرلیا پھر ۴۰۷ھ میں دارالحکومت پر قبضہ کرکے سلیمان المستعین کو مار ڈالا۔

نواں سبق

اندلس میں بنو حمود کی حکومت

علی بن حمود

المستعین باللہ کے قتل کے بعد باشندگان قرطبہ نے ۴۰۷ھ میں ہشام المؤید کی اطاعت پر (جس کو وہ مخفی خیال کرتے تھے) علی بن حمود کے ہاتھ پر بیعت کرلی اسی وقت سے بنو حمود اندلس کے مالک بن گئے اور قرطبہ میں سات سال تک

اُنہوں نے حکومت کی اس کے بعد پھر حکومت پر بنو اُمیہ کا قبضہ ہوگیا اور کچھ عرصہ بعد بنو حمود نے دوبارہ بنو اُمیہ سے حکومت کو چھین لیا (جس کا مفصل بیان بنو حمود کے ذکر میں آئیگا)

المتوکل اور المرتضیٰ

علی بن حمود نے حکومت پر قابض ہو کر اپنا لقب المتوکل علی اللہ اختیار کیا اور امویوں اور اُن کے اتباع کے آثار کو نیست و نابود کرنے کی کوشش شروع کی خیران عامری جو امویوں کا خیر خواہ تھا یہ کیفیت دیکھ کر مایوس ہوگیا اور علی بن حمود کی اطاعت سے سبکدوش ہو کر اُس نے عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الرحمٰن الناصر کے ہاتھ پر بعیت کر لی اور المرتضیٰ کا لقب اُس کو دیا اندلس کی کثیر تعداد خیران کے موافق تھی اور اس بعیت میں شریک تھی۔

علی ابن حمود کا قتل

ابن حمود کو جب اس بعیت کی خبر ملی تو اُس نے عبد الرحمٰن اور خیران کے خلاف لشکر کو تیار کیا جس نے عبد الرحمٰن اور اُس کے لشکر کو ہزیمت دی اس شکست نے بنو اُمیہ کو بالکل مایوس کر دیا آخر اُنہوں نے ابن حمود کے غلاموں سے سازش کر کے اُس کو حمام میں مروا ڈالا۔

دوبارہ بنو اُمیہ کی حکومت

علی بن حمود کے قتل کے بعد اُس کے بھائی قاسم بن حمود نے امور مملکت کو سنبھالا قرطبہ کی فوج نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی لیکن باشندگان قرطبہ نے اُس کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا اور بغاوت کرکے بنو اُمیہ کو حکومت حوالہ کردینے کا ارادہ کرلیا۔

المستظہر عبدالرحمٰن بن ہشام

چنانچہ باشندگان قرطبہ نے عبدالرحمٰن بن ہشام کو ۴۱۴ھ میں خلیفہ منتخب کیا اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور المستظہر کا لقب اُس کو دیا۔ لیکن دو مہینے بعد ہی محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ الناصر نے ایک بڑی جماعت سے اُس پر حملہ کرکے اُس کو قتل کردیا۔

المستکفی محمد بن عبدالرحمٰن

المستظہر کے قتل کے بعد ۴۱۴ھ میں حکومت کی باگ محمد بن عبدالرحمٰن مذکور نے سنبھالی اور المستکفی کے لقب سے ملقب ہوا یہ شخص مشہور ادیبہ "ولادہ" کا باپ ہے۔

یحییٰ بن علی بن حمود

المستکفی سے بیعت کے چھ ماہ بعد یحییٰ ابن علی بن حمود افریقہ سے لشکر جرار لے کر چلا اور اپنے باپ کے ملک کا مطالبہ کیا آخر اُس نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا، لوگوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور اپنے کو المعتلی کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۱۵ھ کا ہے۔ اس واقعہ کے بعد المستکفی بھاگ گیا اور پھر کچھ دنوں بعد مر گیا۔

ابن حمود کا عزل

یحییٰ بن حمود سنہ ۴۱۷ھ تک اندلس پر قابض رہا آخر سنہ ۴۱۷ھ میں اہل قرطبہ نے بغاوت کرکے اُس کو معزول کردیا۔

المعتمد ہشام بن محمد

ابن حمود کے عزل کے بعد اہل قرطبہ نے باتفاق رائے طے کیا کہ بنو اُمیہ میں سے ہشام بن محمد کے ہاتھ پر بیعت کیجائے۔ چنانچہ اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی گئی اور اُس کو المعتمد علی اللہ کا لقب دیا گیا اس کے عہد میں فتنوں کی گرم بازاری رہی آخر سنہ ۴۲۲ھ میں سپاہ نے اس کو معزول کردیا اور وہ لاردہ کی طرف بھاگ گیا جہاں اُس نے سنہ ۴۱۸ھ میں انتقال

کیا۔

آج مجھ سے بیعت کروگے کل مجھ کو مار ڈالوگے

سپاہ نے جب ہشام کو معزول کر دیا تو اہل قرطبہ نے اُمیہ بن عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کا ارادہ کیا اور اُس سے کہا۔ "(اُمیہ) ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں تجھ کو قتل نہ کر دیا جائے اس لئے کہ بنی اُمیہ کا ستارۂ اقبال غروب ہو چکا ہے"۔ اُمیہ نے اس کے جواب میں کہا کہ "آج تم میرے ہاتھ پر بیعت کروگے اور کل مجھ کو مار ڈالوگے"۔ لیکن اُس کی حکومت کا قابل اطمینان انتظام نہیں ہوا وہ کہیں چھپ گیا اور پھر کبھی نظر نہ آیا۔ اندلس میں بنو اُمیہ کا یہ آخری حکمران تھا۔

اندلس میں اُموی خلفاء کی تعداد اور مدتِ حکومت

اندلس میں ۱۶۔ اُموی امیروں اور خلفاء نے حکومت کی اور ۲۸۴ سال تک اُن کی امارت و خلافت رہی امارت کا آغاز ۱۳۸ھ سے ہوا اور اختتام خلافت ۴۲۲ھ میں۔ ان کے عہد حکومت میں اندلس باغ بہشت بنا ہوا تھا

دسواں سبق

اندلس میں طوائف الملوکی انفصال اور اعلان استقلال

بنو اُمیہ کے آخری بادشاہ اُمیّہ کے مخفی ہو جانے کے بعد اُس کی قوم میں سے پھر کوئی شخص حکومت کا دعوے دار نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اب بنو اُمیہ کا اقتدار اُٹھ چکا تھا اور وہ ہر طرف سے خطرہ میں گھرے ہوئے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس کے تمام صوبوں کو خود مختاری اور علیحدگی کا موقع مل گیا۔ اور اُنہوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اب اندلس کا ملک کئی حکمرانوں میں منقسم تھا اور متعدد چھوٹی چھوٹی حکومتیں بن گئی تھیں یہاں تک کہ اُن حکمرانوں کی نسبت یہ قول درست ہو گیا تھا۔

وتفرقوا شیعًا فکل قبیلۃ فیھا امیر المومنین و منبر

بہت سی متفرق جماعتیں ہو گئیں اور ہر ایک جماعت میں امیر المومنین اور منبر تھا۔

مملکت کا مفہوم کے خلاف لقب

اور بڑی بدبختی یہ تھی کہ ان تمام حکومتوں کے حاکموں نے جن کا نام تاریخ نے "ملوک طوائف" رکھا ہے۔ خلفاء کی تقلید اختیار کی تھی اوصاف و القاب میں مبالغہ کرتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش میں رہتے تھے اُنہوں نے حجاب کے اندر مسند نشین رہنا اختیار کیا تھا اور ایک مخصوص ناظر اُن کی جانب سے لوگوں سے گفتگو کرتا تھا یہاں تک کہ اُن کی نسبت کسی نے خوب کہا ہے۔

مما یزھدنی فی ارض اندلس　　اسماء معتصم فیا و معتضد

سرزمین اندلس میں جو چیزیں مجھ کو ذلیل و خوار نظر آتی ہیں وہ معتصم اور معتضد کے نام ہیں

القاب مملکتہ فی غیر موضعھا　　کالھر یحکی انتفاخاً صولۃ الاسد

حکومت کا لقب بالکل غیر محل ہے، بلی کی مانند جو پھول کر شیر کی صولت کا منظر پیش کرتی ہے

ہسپانویوں کو امداد

اس سے زیادہ بدبختی یہ تھی کہ یہ ملوک اپنے وطنی، جنسی بلکہ دینی بھائیوں کے خلاف ہسپانویوں کو امداد و اعانت دینے میں سرگرم تھے یہاں تک کہ ایک اسلامی بادشاہ کی تباہی و بربادی میں حصہ لینے کے لیے خود ہسپانویوں

سے مدد لیتے اور اُس کو تباہ و برباد کر کے دم لیتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے آہستہ آہستہ اپنے بلاد کو ضائع کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کیا آخر ملک اُن کے قبضہ سے نکل گیا اور وہ ایسے مصائب و آفات میں مبتلا ہو گئے جن کے ذکر سے انسان تو انسان حیوان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ہم ذیل میں ان حکومتوں کے مختصر حالات لکھتے ہیں تاکہ سلسلۂ واقعات پر بصیرت رہے۔

اندلس کی دولت حمودیہ

علی بن حمود

دعوت کا مبداء

دولت حمودیہ کا بانی علی بن حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبداللہ بن عمر ہے جس کا سلسلہ نسب بنو ادریس سے ملتا ہے وہ اور اُس کا بھائی قاسم اندلس میں آئے اور اموی خلیفہ المستعین کی جماعت میں شامل ہو گئے المستعین نے علی کو طنجہ کا والی مقرر کیا اور قاسم کو جزیرہ خضراء کا والی چونکہ مغربی لوگوں کے قلوب میں اس وقت تک اولاد ادریس کی عظمت باقی تھی اس لئے علی

بن حمود نے اس سے فائدہ اُٹھایا اور خفیہ طور پر اپنی دعوت کو شروع کر دیا۔

علی الاعلان دعوت کا آغاز

اندلس میں جب بربروں کا فتنہ وقوع میں آیا اور المستعین کی دعوت سے متاثر ہو کر اُنہوں نے قرطبہ کا محاصرہ کر لیا اور پھر قرطبہ کو فتح کر کے ہشام کو قتل کر دیا تو علی بن حمود نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اپنی دعوت کو اُس نے اب علی الاعلان شروع کر دیا اور بربروں کی جماعت کثیر اُس کے ساتھ ہو گئی وہ اُس وقت سبتہ میں تھا اور کافی طاقت اُس نے حاصل کر لی تھی کچھ دنوں بعد اُس نے اندلس پر قبضہ کرنے کی ٹھانی اور وہاں کے اضطراب و فتن سے فائدہ اُٹھانا چاہا چنانچہ اُس نے المستعین کے دشمن خیران عامری کو جو اُس وقت مقام مریہ پر قابض تھا اور وہاں ہشام المؤید کا خطبہ پڑھتا تھا لکھا کہ ہشام نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اُس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے اس خبر کو پا کر خیران نے علی بن حمود کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

المستعین کا قتل

اس کے بعد خیران عامری نے علی بن حمود کو اندلس بلایا اُس نے بجر کو

عبور کیا اور خیران کے پاس پہنچ گیا۔ پھر دونوں نے لوگوں کو جمع کیا اور قرطبہ کی طرف بڑھے لوگوں نے علی بن حمود کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی اور اُس کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا تھا۔ المستعین کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بربروں کی جماعت کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی جس میں المستعین کو شکست ہوئی پھر اُس کو مار ڈالا گیا اور علی بن حمود نے قرطبہ پر قبضہ کر کے المتوکل علی اللہ کا لقب اختیار کیا یہ واقعہ ۴۰۷ھ کا ہے۔

خیران اور ابن حمود میں اختلاف

ابن حمود جب ملک پر قبضہ کر کے امن و امان قائم کر چکا تو اُس نے اُمویوں کے اثر و اقتدار کو محو و نابود اور خیران عامری کو قتل کرنے کی کوشش شروع کی خیران کو اس سازش کا حال معلوم ہو گیا وہ قرطبہ سے فوراً باہر چلا گیا اور ابن حمود سے مخالفت کا اعلان کر کے عبدالرحمٰن اموی کے ہاتھ پر جو اُس وقت مقام حیان میں چھپا ہوا تھا بیعت کرلی اور المرتضیٰ کے لقب سے اُس کو ملقب کیا پھر یہ لوگ غرناطہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور اس کے حاکم زادی بن زیری سے جنگ کی اس مقابلہ میں المرتضیٰ مارا گیا اور خیران ناکام واپس چلا آیا۔ ادھر ابن حمود نے بھی خیران سے

جنگ کی تیاریاں کیں لیکن بنو اُمیہ کے اشارہ سے اُس کو اُس کے غلاموں نے حمام میں مار ڈالا جبکہ لشکر اُس کے انتظار میں قرطبہ کے باہر پڑا تھا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۰۸ھ کا ہے۔

قاسم بن حمود

علی بن حمود کی وفات کے بعد لوگوں نے اُس کے بھائی قاسم کے ہاتھ پر بیعت کی اور المامون کا لقب اُس کو دیا قاسم نے حکومت پر قابض ہو کر عامریوں سے سلسلۂ نامہ و پیام شروع کیا اور اپنی طرف مائل کرنے کی سعی کی وہ سنہ ۴۱۲ھ تک قرطبہ پر قابض رہا پھر اُس کے بھائی کے بیٹوں یحییٰ اور ادریس۔ علی بن حمود کے بیٹے، نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اُن میں سے یحییٰ نے المعتلی کا لقب اختیار کیا اس کے بعد باشندگان قرطبہ نے المامون کے خلاف بغاوت کی اُس کی بیعت توڑ دی اور المستظہر کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر اُس کی بیعت سے بھی منحرف ہو گئے اور بنو اُمیہ میں سے المستکفی کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

المامون قرطبہ سے نکل کر اشبیلیہ پہنچا پھر شریش گیا اور وہاں بربر کی بڑی تعداد اُس سے جُدا کر اُس کے بھتیجے یحییٰ کے پاس چلی گئی اور سنہ ۴۱۳ھ

یں اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر یحیٰی نے اپنے چچا شر لیش پر حملہ کیا اور اُس کو گرفتار کرکے قید کردیا جو اُس کے بھائی ادریس کے پاس اُس کے بعد تک زندہ رہا اور ۴۲۷ھ میں اُس نے انتقال کیا۔

یحیٰی بن علی بن حمود

یحیٰی نے استقلال حاصل کرکے محمد اور حسن اپنے بھتیجوں کو نظر بند کردیا اور کچھ دن اسی طرح بسر کیے یہاں تک کہ اُس نے المستکفی اموی سے ۴۱۶ھ میں قرطبہ کو بھی لے لیا پھر باہم اختلاف رائے پیدا ہوا خیران مقام مریہ کو چلا گیا اور مجاہد دانیہ کی جانب ادھر اہل قرطبہ نے المرتضیٰ کے بھائی المعتمد کے ہاتھ پر بیعت کرلی لیکن پھر اُس کو معزول کردیا اور قرطبہ کا انتظام ابن جہور کے ہاتھ میں رہا یحیٰی یا المستعلی مالقہ میں تھا اور موقع کی جستجو میں رہتا اور مخالفین کو محاصرہ میں لے لینے کے لیے فوجوں کو بھیجتا رہتا تھا یہاں تک کہ بربروں نے اُس کی اطاعت پر اتفاق کرلیا اور اس کا اقتدار بڑھ گیا اور آخر عمر تک اسی حالت میں رہا ۴۲۷ھ میں اُس نے وفات پائی اُس کے انتقال کے بعد قرطبہ سے بنو حمود کا خاتمہ ہو گیا اور صرف مالقہ میں اُنکی حکومت محدود ہو گئی۔

ادریس بن علی بن حمود

یحیی بن علی کی وفات کے بعد بنو حمود کے وزرا اپنے دارالحکومت مالقہ میں چلے گئے اور یحیی کے بھائی ادریس بن علی بن حمود کو سبتہ سے طلب کیا اور اس شرط پر اُس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی کہ اُس کے بھائی یحیی کا بیٹا حسن سبتہ کا والی بنایا جائے۔ ادریس نے اس شرط کو منظور کر لیا اور المتائد باللہ کا لقب اختیار کیا مقام مریہ اور اُس کے مضافات کے باشندوں نیز اہل رندہ اور الجزیرہ نے بھی اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی یہ واقعہ ۴۲۷ھ کا ہے۔

۴۳۱ھ میں مقامات قرمونہ، اشبونہ، استجہ کے حاکم نے اسمٰعیل بن ابوالقاسم بن عباد کے خلاف ادریس بن علی سے فوجی مدد طلب کی اُس نے فوجی اعانت کی اور اُدھر حاکم صنہاجہ نے بھی اپنی سپاہ سے مدد دی۔ فریقین کے درمیان سخت لڑائیاں ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ ابن عباد مارا گیا ادریس کے لیے یہ انجام بالکل خلاف توقع تھا وہ دوران جنگ میں انتہا درجہ کا پریشان اور خوفزدہ رہتا تھا یہاں تک کہ شدت تاثرات سے وہ بیمار ہو گیا پھر جب ابن عباد کا سر اُس کے سامنے لایا گیا تو وہ اپنی تکلیف و اذیت کو زیادہ برداشت نہ کر سکا

اور دو روز بعد مر گیا۔ یہ واقعہ ۳۱؁ھ کا ہے

حسن بن یحییٰ بن علی

ادریس کی وفات کے بعد ابن بقیہ اس کے ایک وزیر نے مالقہ میں یحییٰ بن ادریس کے ہاتھ پر بیعت کی اور نجا الصقلی دوسرے وزیر نے حسن بن یحییٰ کے ہاتھ پر سبتہ میں، دونوں (یعنی حسن بن یحییٰ اور نجا الصقلی) اُس وقت سبتہ میں موجود تھے وہاں سے اپنی جماعت کو لے کر دونوں مالقہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن بقیہ ان کی جماعت کو دیکھ کر مالقہ سے بھاگ گیا لیکن پھر اُس کو سیاسی چال سے کام لے کر اپنی طرف اُنہوں نے مائل کر لیا وہ مالقہ میں چلا آیا اور موقع پا کر حسن بن یحییٰ نے اُس کو قتل کرا دیا پھر حسن نے اپنے چچا زاد بھائی یحییٰ بن ادریس کو بھی مار ڈالا اپنا لقب المستنصر باللہ تجویز کیا اور دو سال بعد یعنی ۳۴؁ھ میں انتقال کیا۔

حسن کی وفات کے بعد نجا الصقلی نے حمودیوں کی حکومت کو بالکل نیست و نابود کر دینا چاہا تاکہ میدان اُس کے لئے خالی ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے حسن کے بیٹے کو قتل کرا دیا بربروں کو جب اُس کے ارادوں کا علم ہوا تو اُنہوں نے اُس کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ادریس بن

یحییٰ بن علی کو لاکر اُس کے ہاتھ پر ۴۳۲ھ میں بیعت کرلی۔

ادریس بن یحییٰ

ادریس بن یحییٰ نے حکومت پر قابض ہوکر عالی کا لقب اختیار کیا اور اپنے چچا ادریس بن علی کے بیٹوں محمد اور حسن کو قتل کرادیا مقام بالقہ میں ان مقتول بھائیوں کا ایک اور بھائی محمد تھا اُس کی تحریک پر حبشیوں نے ادریس بن یحییٰ کے خلاف بغاوت کی آخر جب ادریس نے خطرہ کو قوی پایا اور مشکلات سے نجات ناممکن نظر آئی تو اُس نے ۴۳۸ھ میں ملک سے دستبرداری دیدی اور حکومت محمد کو حوالہ کردی محمد نے اُس کو گرفتار کرلیا اور نظربند کردیا۔

محمد بن ادریس بن علی

محمد بن ادریس نے ملک کی حکومت کو حاصل کرکے مہدی کا لقب اختیار کیا اور اپنے بھائی کو ولی عہد مقرر کرکے سامی کا لقب دیا لیکن کچھ دنوں بعد اُس سے بعض امور خلاف مزاج وقوع میں آنے پر اُس کو عدوہ (مراکش) کی طرف جلاوطن کردیا جہاں اُس نے قبائلِ غمارہ میں اقامت اختیار کی

باہمی اختلاف اور تباہی

محمد بن ادریس یا مہدی نہایت سخت اور تند خو تھا بربر اُس سے خوفزدہ رہتے تھے اور اُس سے نجات حاصل کرنے کی فکر میں تھے چنانچہ اُنہوں نے اُس شخص سے نامہ و پیام شروع کیا جس کی نگرانی میں ادریس بن یحییٰ نظربند تھا اور اُس سے اتفاق رائے ہو جانے پر وہ ادریس کو نکال لائے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ سبتہ و طنجہ میں اقامت پذیر ہوا۔

ادھر مہدی کے بھائی سامی نے جس کو عدوہ میں جلاوطن کیا گیا تھا وہاں کافی اثر و اقتدار حاصل کرلیا اور قبائل غمارہ نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر ادریس بن یحییٰ کی وفات کے بعد ۴۴۶ھ میں بربروں نے محمد بن قاسم کے ہاتھ پر الجزیرہ میں بیعت کی اور مہدی کا لقب اُس کو دیا اس کے بعد حمودیوں میں تقسیم و انقسام کے معاملات نے ملک کے اندر عام شورش و بے چینی پیدا کردی اور یہی واقعہ اُن کی تباہی کا موجب ہوا۔

۴۴۵ھ میں مالقہ کے اندر محمد بن ادریس کی وفات کے بعد ادریس بن محمد نے مالقہ کا رُخ کیا اور اُس پر قبضہ کرلیا لیکن حکومت زیادہ عرصہ تک اُس کے ہاتھوں میں نہ رہی اور صنہاجہ کی طرف منتقل ہوگئی اور اس

انتقال نے حمودیوں کی حکومت کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا یہ واقعہ ۴۵۰ھ کا
ہے حمودیوں کی حکومت اندلس میں صرف ۴۳ سال تک رہی۔

گیارہواں سبق

اشبیلیہ کی دولتِ عبادیہ

تمہید

جس زمانہ میں قرطبہ فتنہ و فساد کا مرکز بنا ہوا تھا اور بنو حمود نے اُس کو اُمویوں کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو اُس وقت قاضی ابوالقاسم محمد بن اسمٰعیل بن عباد اللخمی جو نعمان بن منذر کے خاندان سے تھا اشبیلیہ میں قضا کے عہدہ پر ممتاز تھا اور قاسم بن حمود کے خاص آدمیوں میں سے سمجھا جاتا تھا جب باشندگان قرطبہ نے قاسم بن حمود کے خلاف شورش کی اور المستظہر اموی کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو قاسم بن حمود قاضی ابوالقاسم کے پاس اشبیلیہ چلا گیا۔ اشبیلیہ کے حاکم محمد بن زیری نے قاسم بن حمود کا قیام وہاں مناسب نہ سمجھا اور اپنے علاقہ

سے باہر نکال دیا اُسی وقت سے قاضی ابوالقاسم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس طرح ممکن ہو ملک پر قبضہ کرلیا جائے چنانچہ اُس نے حاکم اشبیلیہ کو وہاں سے نکال دینے کی تدبیریں شروع کیں آخر وہ اپنی تدبیروں میں کامیاب ہوا اور ۴۱۴ھ میں ملک پر قابض ہو کر حکمراں بن گیا۔

عبادیوں کا پہلا بادشاہ

ابوالقاسم محمد بن عباد۔ المؤید کا ظہور

قاضی ابوالقاسم نے اشبیلیہ پر قابض ہو کر رعایا کے ساتھ بہترین سلوک کیا اور سب کو خوش رکھا اُس کے عہد حکومت میں المؤید ہشام بن الحکم کا جو مدتوں سے مخفی ولاپتہ تھا مالقہ میں ظہور ہوا ابوالقاسم نے اُس کو اپنے پاس بُلالیا اُس کی مدد کی اور اندلس کے رُؤساء و حکمرانوں کو اُس کی اطاعت کی دعوت دی مقامات بلنسیہ، قرطبہ، دانیہ، الجزائر اور طرشوشہ کے حکمرانوں نے اس دعوت کو قبول کرلیا اور ۴۲۹ھ میں المؤید کی خلافت کو تسلیم کرلیا

ابن عباد اور زہیر عامری

مذکورہ بالا تمام لوگوں نے المؤید کی خلافت کا اعتراف کرلیا لیکن مقام

مرسیہ کے حاکم زہیر عامری نے اس کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا ابن عباد نے اُس کے خلاف فوجی کارروائی شروع کی اور زہیر نے غرناطہ کے حاکم ابن ماکس سے فوجی اعانت طلب کی غرناطہ سے امدادی سپاہ آئی لیکن ابن عباد لڑے بھڑے بغیر اپنی سپاہ کو لے کر واپس چلا آیا۔

ابن عباد کا دوسرے شہروں پر قبضہ

۴۳۱ھ میں ابوالقاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو لشکر جرار دے کر دوسرے شہروں پر قبضہ کر لینے کے لئے روانہ کیا اس لشکر نے مقامات قرمونہ اور لشبونہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا لیکن دوران جنگ میں اسمٰعیل اور استجہ کا حاکم دونوں مارے گیے اور ابوالقاسم کا لشکر ناکام اشبیلیہ کی طرف لوٹ آیا۔

ابوالقاسم کی وفات

ابوالقاسم محمد بن عباد نے ۴۳۳ھ میں انتقال کیا ۱۹ سال حکومت کی۔ وہ سیاست داں، دوراندیش اور نہایت چالاک آدمی تھا۔ اُس نے صرف اپنی چالاکی ہی سے اندلس کے اکثر ملوک طوائف پر اقتدار حاصل کر لیا تھا۔

المؤید کا ظہور حقیقی نہیں وہمی ہے

ابوالقاسم کی عیاریوں اور سیاست دانی کا یہ ایک نمونہ ہے کہ مورخین

کے نزدیک المؤید کا ظہور حقیقی نہیں وہمی تھا ابوالقاسم نے یہ فطرت محض اس لیے اختیار کی تھی کہ اُس کے نام سے لوگوں پر اقتدار حاصل کرلے اور ملک پر اپنے قبضہ کو مستحکم بنالے۔

المعتضد عباد بن محمد

ابوالقاسم کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عباد بن محمد اورنگ نشین حکومت ہوا اور المعتضد باللہ کا لقب اختیار کیا اُس نے اُن امور حکومت کو انتہائی احتیاط و قابلیت سے ضبط کیا اور جب تمام کاموں پر کامل قبضہ و تسلط کرلیا تو پھر المؤید کے انتقال کی خبر کو شائع کیا اور اشبیلیہ وغیرہ وہ تمام مقامات جو اُس کے اثر میں آگئے تھے بدستور اُس کے اقتدار میں رہے اُس نے ۱۸ سال حکومت کی اور ۴۶۱ھ میں انتقال کیا۔

المعتمد بن عباد

المعتضد عباد بن محمد کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا ابوالقاسم محمد بن عباد ۴۶۱ھ میں تخت نشین ہوا اور المعتمد علی اللہ کا لقب اختیار کیا یہ شخص نہایت متکبر، باعظمت، صاحب ہمت اور حریص تھا اپنے مضبوط ہاتھوں سے اُس نے حکومت کی زمام کو پکڑا اور مقبوضات کو وسعت دینی شروع کی۔

چنانچہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ اکثر بلاد اندلس پر قابض ہوگیا یہاں تک کہ اُس نے قرطبہ پر بھی قبضہ کرلیا۔

مسلمانوں کے معاملات میں ہسپانویوں کی مداخلت

زعامۃ وسیطرۃ یعنی لیڈری یا حکومت کی محبت جب کسی لیڈر یا حکمراں کے قلب واحشاء میں جاگزین ہوجاتی ہے تو وہ مصلحت عامہ اور عقل سے بے پروا ہوجاتا ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ عقل اور مصلحتِ عامہ کے خیال کے دروازے اُس پر بند ہوجاتے ہیں اور خاص قسم کی خواہشات وجذبات اُس پر غالب آجاتے ہیں یہی حال المعتمد بن عباد وغیرہ اندلس کے ملوک طوائف کا تھا جن میں سے ہرایک کے قلب میں زعامۃ عام کے حصول اور دوسرے حکمرانوں پر سیطرۃ واقتدار قائم کرنے کی آرزو تھی اور وہ اپنی اس تمنا کو حاصل کرنے کے لیے اراغون کے بادشاہ الفانسو سے مدد لیا کرتے تھے اس کا انجام یہ ہوا کہ الفانسو کو اندلس کے مسلمان بادشاہوں کے معاملات میں مداخلت کا موقع مل گیا اور اس نے عجیب وغریب مکروحیل سے ایک دوسرے کو لڑانا اور ٹکرانا شروع کردیا یہاں تک کہ اندلس کی تمام چھوٹی چھوٹی حکومتیں لڑلڑ کر کمزور و پاش پاش ہوگئیں اور انہوں نے الفانسو کے ماتحت رہ کر سالانہ خراج دینا

مدد چاہی یوسف امدادی سپاہ لے کر آیا (در زلامہ کے معرکہ میں (جس کا ذکر آگے آئیگا) الفانسو کو اُس نے سخت شکست دی اس کے بعد یوسف بن تاشفین نے خود اندلس پر قابض ہونے کا ارادہ کر لیا چنانچہ اُس نے سنہ ۴۸۴ میں ابن عباد کو قید خانہ میں ڈال دیا اور اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا ابن عباد سنہ ۴۸۸ تک زندہ رہا اور اُس پر دولت عبادیہ کا خاتمہ ہو گیا یہ حکومت ۷۰ سال تک اندلس میں حکمراں رہی۔

بارہواں سبق

بطلیوس کی دولتِ ابن الافطس

ابو محمد عبداللہ بن مسلمہ

بنو اُمیہ کے آخری عہد حکومت میں جبکہ اندلس کے اندر فتنہ وفساد کا بازار گرم تھا اور ملک کی متحدہ طاقت پراگندہ اور پارہ پارہ ہو رہی تھی ابو محمد عبد اللہ بن مسلمہ مکناسی معروف بہ ابن الافطس بطلیوس کا عامل تھا اُس نے بھی فتنہ وفساد سے فائدہ اُٹھایا اور بطلیوس اور اُس کے مضافات پر قابض ہو گیا

قبول کرلیا۔

یوسف بن تاشفین

اندلس کے مسلمان بادشاہ الفانسو کو سالانہ خراج ادا کرتے رہے یہاں تک کہ مغرب اقصیٰ میں مرابطیوں کی حکومت میں ایک زبردست بادشاہ یوسف بن تاشفین سریر آرائے دولت ہوا اس بادشاہ نے کثرت سے فتوحات حاصل کیں اور مغرب میں اپنے ملک کو بہت وسعت دی اُس کی فتوحات کو دیکھ کر اندلس کے مسلمانوں کی مردہ اُمیدوں میں جان پڑ گئی اور اُنہوں نے یقین کر لیا کہ وہ ضرور اُن کی مدد کریگا۔ انہی ایام میں یہ اتفاق پیش آیا کہ الفانسو نے جزیہ وصول کرنے میں غیر معمولی سختی سے کام لیا اور المعتمد بن عباد نے الفانسو کے اُس یہودی معتمد اور افسر کو مار ڈالا جو جزیہ وصول کرنے آیا کرتا تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ یہودی نے المعتمد کے ساتھ سخت کلامی کی اور بعض ناگوار الفاظ استعمال کیے المعتمد غضبناک ہو گیا اور اُس کو مار ڈالا اس واقعہ نے الفانسو کو غیظ و غضب کا پتلا بنا دیا۔ اور اُس نے انتقام لینے کے لئے فوجی تیاریاں شروع کر دیں المعتمد اُس کی تیاریوں کی خبروں کو پاکر بہت گھبرایا اور یوسف بن تاشفین سے

یہ واقعہ ۴۳۱ھ کا ہے۔ ملک پر قابض ہو کر وہ آخر عمر تک حکمراں رہا۔

ابوبکر محمد بن عبداللہ

ابن الافطس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا ابوبکر محمد بن عبداللہ اُس کا جانشین ہوا اور المظفر کا لقب اختیار کیا ابوبکر ملوک طوائف میں بہت بڑا شخص تھا اور خاص عظمت و اقتدار رکھتا تھا اُس نے ابن ذی النون اور ابن عباد سے بہت سی لڑائیاں لڑیں اور ۴۶۰ھ میں وفات پائی۔

عمر بن محمد

محمد بن عبداللہ کے بعد اُس کا بیٹا ابو حفص عمر بن محمد تخت نشین ہوا اور عرصہ تک حکومت کی یہاں تک کہ سرجان یوسف بن تاشفین مرابطیوں کے سردار کے ہاتھوں وہ اور اُس کا بیٹا ۴۸۹ھ میں عید اضحیٰ کے دن مارا گیا جس کا ذکر آگے آئیگا ابن عبدون نے اپنے مشہور قصیدے میں اس کا دردناک مرثیہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

الدھر یفجع بعد العین بالاثر ۔۔۔ فما البکاء علی الاشباح والصور

عمر بن محمد پر دولت ابن الافطس کا خاتمہ ہوگیا یہ حکومت ۶۸ سال تک قائم رہی۔

قرطبہ کی دولت جمہوریہ

ابوالحزم جہور بن محمد

قرطبہ کے اُس فتنہ کا بانی جس میں سپاہ نے بنو اُمیہ کے آخری بادشاہ المعتز کو معزول کردیا تھا ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور ایک شخص تھا ابتداء میں تو یہ شخص فتنہ و فساد سے دور رہتا تھا لیکن پھر اُس نے موقع پاکر قرطبہ پر حملہ کیا اور ۴۲۲ھ میں اُس پر قبضہ کرلیا لیکن قرطبہ کو اس نے امارت و حکومت قرار نہ دیا بلکہ یہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ قرطبہ کا حامی و محافظ ہے جب کوئی مستحق امارت آئے گا وہ اُس کو حوالہ کردیگا۔ اُس نے حکومت کا انتظام نہایت خوبی سے کیا رعایا کے قلوب کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور امن و امان کو قائم رکھا یہاں تک کہ ۴۳۵ھ میں اُس نے انتقال کیا۔

ابوالولید اور عبدالملک

ابوالحزم کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا ابوالولید محمد بن جہور اُس کا جانشین ہوا اور آخری وقت تک اپنے باپ کی روش پر قائم رہا۔

ابوالولید کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا عبدالملک بن محمد اُس کا

جانشین ہوا اُس نے باشندگان قرطبہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ لوگ اُس سے متنفر ہو گئے۔ طلیطلہ کے بادشاہ ابن ذی النون نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور قرطبہ کا محاصرہ کر لیا۔ عبد الملک نے محمد بن عباد حاکم اشبیلیہ سے مدد طلب کی اُس نے فوجی مدد بھیجی لیکن اپنی سپاہ کو یہ ہدایت کر دی کہ وہ باشندگان قرطبہ کو عبد الملک کے عزل پر آمادہ کریں چنانچہ ۴۶۱ھ میں اُس کو معزول کر کے قرطبہ سے نکال دیا گیا دولت جہوریہ کا اُس پر خاتمہ ہو گیا۔ ۳۹ سال یہ حکومت قائم رہی اور اس کے بعد قرطبہ اشبیلیہ سے ملحق ہو گیا اور پھر ابن تاشفین کی ملکیت میں چلا گیا۔ جیسا کہ تم آگے پڑھو گے۔

طلیطلہ کی دولت ذی النون

اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن

بنو اُمیہ کے آخری عہد حکومت میں جبکہ فتن و فسادات کی گرم بازاری تھی اسمٰعیل الظافر ابن عبد الرحمٰن بن سلیمان ذی النون جو قبائل ہوارہ سے تعلق رکھتا تھا قلعہ افلتین کا عامل تھا موقع سے اُس نے فائدہ اُٹھایا

اور قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اُس زمانہ میں طلیطلہ کا حاکم یعیش بن محمد بن یعیش تھا جو آغاز فتنہ سے وہاں موجود تھا سنہ ۴۲۷ھ میں جب یعیش نے انتقال کیا تو سپاہ نے اسماعیل الظافر مذکور کو قلعہ اقلیتین سے طلب کیا اور طلیطلہ کا انتظام اُس کے ہاتھوں میں دیدیا اُس نے ملک کو مزید وسعت دی اور مقام مرسیہ کے قریب جنجالہ تک پہنچ گیا وہ برابر طلیطلہ پر حکمراں رہا یہاں تک کہ سنہ ۴۲۹ھ میں اُس نے انتقال کیا۔

المامون یحییٰ بن اسماعیل

اسماعیل الظافر بن عبدالرحمن کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا یحییٰ بن اسماعیل سنہ ۴۲۹ھ میں تخت نشین ہوا اور المامون کا لقب اختیار کیا اُس نے ملک کو مزید وسعت دے کر ملوک طوائف میں خاص عظمت حاصل کر لی الفانسو اور اُسکے درمیان سخت معرکے وقوع میں آئے وہ آخری وقت تک ملک پر قابض رہا اور سنہ ۴۶۷ھ میں زہر دے کر مار ڈالا گیا۔

القادر یحییٰ بن اسماعیل

المامون یحییٰ بن اسماعیل کی وفات کے بعد اُس کا پوتا القادر باللہ یحییٰ اسماعیل سنہ ۴۶۷ھ میں وارث حکومت ہوا اُس کے عہد شاہ ہسپانیہ الفانسو کے

درمیان سخت معرکے ہوئے الفانسو نے اپنی پوری قوت سے دباؤ ڈالا اور متعدد بار محاصرہ کیا یہاں تک کہ طلیطلہ پر غالب آگیا ۴۷۸ھ میں القادر نے اس شرط پر طلیطلہ کو خالی کر دیا کہ الفانسو مقام بلنسیہ پر قبضہ کرنے میں اُسکی مدد کرے بلنسیہ اُس زمانہ میں ابن ابی عامر کے ہاتھوں میں تھا اہل بلنسیہ نے القادر کے ارادہ کا حال معلوم کیا تو القادر کے خوف سے خود ہی اپنے حاکم کو معزول کر دیا اور القادر نے بلنسیہ میں داخل ہو کر اُس پر قبضہ کر لیا القادر دو سال تک بلنسیہ میں رہا اور ۴۸۱ھ میں قتل کیا گیا۔ دولت بنی ذی النون کا اس پر خاتمہ ہو گیا اور ملک ہسپانیہ کے اقتدار میں چلا گیا۔

حیات کی معیت میں کیونکر حیات ہو سکتی ہے

طلیطلہ پر جب ہسپانیہ کا قبضہ ہو گیا تو عبداللہ بن فرج الیحصبی مشہور بابن العسال نے یہ شعر پڑھے۔

یا اھل اندلس حثوا مطیکم	فما المقام بھا الا من الغلط
الثوب ینسل من اطرافہ وارى	ثوب الجزیرۃ منسولا من الوسط
ونحن بین عدو لا یفارقنا	کیف الحیاۃ مع الحیات فی سفط

تیرہواں سبق

دانیہ اور بلنسیہ کی عامری حکومتیں

تمہید

بنو اُمیہ کی حکومت و اقتدار کے زوال کے بعد جب مملکت اندلس مختلف جماعتوں میں منقسم ہوگئی تو عامریوں نے بھی دو حکومتیں قائم کیں۔ ایک کو مجاہد عامری نے قائم کیا جس کا مرکز دانیہ اور جزائر میورکا و منورکا تھے اور دوسری کو خیران عامری نے جس کا مرکز مرسیہ اور بلنسیہ تھے۔

پہلی دولت عامری

مجاہد عامری

مجاہد منصور بن عامر کا جس کا ذکر ساتویں سبق میں آچکا ہے آزاد کردہ غلام تھا اُس کے باپ کا نام یوسف بن علی تھا منصور نے اپنے دوسرے آزاد کردہ غلاموں کی طرح اُس کی تربیت و تعلیم میں خاص کوشش کی تھی چنانچہ تعلیم پاکر

وہ ایک قابل وفاضل شخص ہوا۔

سنہ ۴۰۰ھ میں جب بربروں کا مشہور فتنہ وقوع میں آیا تو مجاہد عامریوں کے آزاد کردہ غلاموں اور اندلس کی سپاہ کے ساتھ قرطبہ سے نکل کر غرناطہ گیا پھر اہم حوادث و وقائع کے بعد وہ طرطوشہ پہنچا اور اُس پر قبضہ کر لیا لیکن پھر اُس کو چھوڑ دیا اور دانیہ پہنچ کر سنہ ۴۱۲ھ میں وہاں مستقل حکومت قائم کی اور چند روز بعد یعنی سنہ ۴۱۳ھ میں جزائر میورکا و منورکا پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ سارڈینیا پر بحری بیڑہ لے کر گیا اور اُس کے اور اہل سارڈینیا کے درمیان سخت معرکے ہوئے نیز اُس کے اور خیران و ابن ابی عامر مرسیہ و بلنسیہ کے حاکموں کے درمیان بھی اہم معرکے وقوع میں آئے جن کی تفصیل طوالت سے خالی نہیں یہاں تک کہ سنہ ۴۳۶ھ میں اُس نے انتقال کیا اور صرف ۲۴ سال حکومت کی۔

علی بن مجاہد

مجاہد عامری کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا علی بن مجاہد اُس کا جانشین ہوا اور اقبال الدولہ کا لقب اختیار کیا علی سیاست داں اور نہایت دانشمند تھا چنانچہ اُس نے اپنی دانائی سے المقتدر بن ہود کی لڑکی سے شادی کر کے اُس سے اتحاد کا معاہدہ کر لیا عرصہ تک دونوں حکمرانوں میں

اتحاد رہا یہاں تک کہ ۴۶۸ھ میں باہم اختلاف پیدا ہوا اور نوبت بہ جنگ پہنچی ابن ہود نے دانیہ پر حملہ کیا اور ابن مجاہد کو گرفتار کر کے سرقسطہ لے گیا۔ جہاں وہ نظربندی کی حالت میں رہا اور ۴۷۴ھ میں انتقال کیا۔

ابو عامر بن علی

علی بن مجاہد نے جب سرقسطہ کے قید خانہ میں وفات پائی تو اُس کا بیٹا ابو عامر افرنجیوں کے پاس گیا اور ابن ہود کے خلاف ان سے مدد طلب کی افرنجیوں نے اس شرط پر مدد دینا منظور کیا کہ ابو عامر بحیثیت حکمراں اُسکی نگرانی و ماتحتی میں رہے ابو عامر امدادی فوج لیکر گیا اور ابن ہود سے مقابلہ کر کے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا اور سراج الدولہ کا لقب اختیار کر لیا لیکن المؤتمن بن ہود نے ۴۷۷ھ میں پھر اس پر فوج کشی کی در اُسکے سارے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور دانیہ وغیرہ سے بنو عامر کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسری عامری حکومت

خیران عامری

خیران بھی اُن عامریوں کا آزاد کردہ غلام ہے جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے اور جیسا کہ تم پڑھ چکے ہو بربروں کے فتنہ میں اس کا ہاتھ بھی شامل تھا اس فساد کے بعد جب اطراف کے لوگ اُن مقامات پر قابض ہو گئے جو اُن کے اثر و

اقتدار میں تھے تو خیران عامری نے بھی ۴۰۰ھ میں مقام اربولہ پر قبضہ کرلیا پھر ۴۰۷ھ میں اُس نے مرسیہ پر قبضہ کیا اس کے بعد جیان کو تصرف میں لایا اور ۴۰۹ھ میں مریہ کو بھی لے لیا وہ ان بلاد پر عرصہ تک حکمران رہا یہاں تک کہ ۴۱۹ھ میں اُس نے وفات پائی

زہیر عامری

خیران کی وفات کے بعد ابو القاسم زہیر عامری تخت نشین ہوا اور عمید الدولہ کے لقب سے ملقب ہوا۔ ۴۲۹ھ میں اُس نے غرناطہ پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے فوج کشی کی غرناطہ کا حاکم بادیس بن حبوس مقابلہ کو آیا اور فریقین کے درمیان سخت معرکے ہوئے انجام یہ ہوا کہ زہیر کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ ۴۲۹ھ میں غرناطہ کے سامنے مارا گیا۔

المنصور عبد العزیز بن عبد الرحمٰن

زہیر عامری کے قتل کے بعد عبد العزیز بن عبد الرحمٰن بن ابی عامر ملقب بہ المنصور حاکم شاطبہ و بلنسیہ نے اپنے بیٹے محمد کو مرسیہ کی طرف روانہ کیا محمد نے مرسیہ پر قبضہ کرلیا اور باپ کی طرف سے وہاں کا انتظام کرنے لگا گویا اب المنصور بلنسیہ اور مرسیہ دونوں کا حاکم تھا۔ تھوڑے دنوں بعد اُس نے

مقام مریہ کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا اُس کا اثر واقتدار بڑھ گیا اور
اُس کی شہرت کی گونج نے ملوک طوائف کو لرزہ براندام کردیا عرصہ تک
اُس نے حکومت کی اور ۴۵۰ھ میں انتقال کیا۔

محمد بن عبدالعزیز

عبدالعزیز کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد بن عبدالعزیز تخت نشین ہوا
المامون بن اسماعیل بن ذی النون نے جو محمد بن عبدالعزیز کا داماد تھا۔
بلنسیہ پر قبضہ کرلینے کی جدوجہد شروع کی ۴۵۷ھ میں وہ حملہ آور ہوا اور بلنسیہ
پر قبضہ کرلیا اور اس واقعہ نے دوسری عامری حکومت کا بھی خاتمہ کردیا۔

چودھواں سبق

غرناطہ کی دولت زیریہ

تمہید

دولت زیریہ کا بانی زادی بن زیری الضہاجی افریقیہ کے شاہی خاندان
سے تعلق رکھتا تھا اُس کی قوم میں جب فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوا تو اُس

نے قوم کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا اور سمندر کو عبور کر کے وہ اپنے بیٹوں بھتیجوں اور حواشی کے ساتھ اندلس پہنچا اور المنصور بن ابی عامر کی خدمت میں جبکہ وہ دولت امویہ کے سیاہ و سفید کا مالک تھا حاضر ہوا المنصور نے اُس کو اپنے خاص آدمیوں میں شامل کر لیا اور اپنی دولت کا رکن اُس کو بنا دیا۔

زاوی بن زیری

جب دولت عامریہ کا خاتمہ ہو گیا، اندلس میں فتنہ و فساد پھیل گیا اور نظام خلافت میں انتشار پیدا ہو گیا تو زاوی بن زیری نے ابیرہ کا قصد کیا اور غرناطہ پر قبضہ کر کے ۴۰۳ھ میں اُس کو اپنا دار الحکومت قرار دیا وہ اطمینان کے ساتھ حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ عامریوں نے المرتضیٰ مروانی کے ہاتھ پر ۴۰۸ھ میں بیعت کر لی جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو پھر ۴۰۹ھ میں المرتضیٰ نے غرناطہ پر لشکر کشی کی زاوی بن زیری نے صنہاجہ قبائل کے لوگوں کو فراہم کر کے اُس کا مقابلہ کیا اُس کی سپاہ کے اموال و ذخائر کو چھین لیا اور سخت شکست دی۔ اس فتنہ کے دوران میں زاوی بن زیری نے بربروں کی بعض ناشائستہ حرکات کو دیکھا اور اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس کے بربروں

سے اُس کو اس قدر نفرت ہوگئی کہ اندلس کو اُس نے چھوڑ دیا چنانچہ ۴۲۰ھ سنہ میں اُس نے غرناطہ کے تخت پر اپنے بیٹے وانا بن زادی کو بٹھا دیا اور خود اپنی قوم کے بادشاہ۔ شاہ قیران کے پاس چلا گیا۔

وانا بن زادی اور حبوس بن ماکس

وانا حکومت پر قابض ہوگیا لیکن باشندگان غرناطہ کے ساتھ اُس نے اچھا سلوک نہیں کیا اِس کا انجام یہ ہوا کہ اہل غرناطہ نے وانا کے چچا زاد بھائی حبوس بن ماکس بن زیری کو جو کسی قلعہ میں مقیم تھا طلب کیا وہ تیزی سے غرناطہ پہنچا اور ۴۲۱ھ سنہ میں اُس پر قبضہ کر لیا اور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ ۴۲۹ھ سنہ میں اُس نے وفات پائی۔

بادیس بن حبوس اور المظفر ابو محمد

حبوس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا بادیس ۴۲۹ھ سنہ میں تخت نشین ہوا اُسکی اور ذی النون وابن عباد کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بادیس کی حکمرانی میں اُس کا کاتب اسماعیل بن نغزلہ ذمی شریک ہوگیا تھا۔ یعنی حکومت کی ذمہ داری کے تمام کاموں پر اُس نے قبضہ کر لیا تھا بادیس کو آخر اُس سے نفرت ہوگئی اور ۴۵۹ھ سنہ میں اُس کو اور اُس کے ساتھ یہودیوں کی

ایک جماعت کو قتل کرا دیا (جیسا کہ ہارون الرشید نے برامکہ کے ساتھ کیا تھا)

۴۶۷ھ میں بادیس نے انتقال کیا۔ اُس کے بعد اُس کا پوتا المظفر ابو محمد عبداللہ بن بلکین بن بادیس جس کو بادیس نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا تخت نشین ہوا اُس نے اپنے بھائی کو مالقہ کا امیر بنایا دونوں بھائی عرصہ تک غرناطہ اور مالقہ پر حکومت کرتے رہے یہاں تک کہ مرابطیوں نے اُن کو معزول کر دیا اور ۴۸۳ھ میں اُن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

پندرہواں سبق

سرقسطہ کی دولت ہودیہ

سلیمان بن محمد بن ہود

اندلس میں دولت اُمویہ کا شیرازہ منتشر ہو جانے کے بعد جب ملک پر مختلف طوائف و قبائل جو حکومت کے موالی (آزاد کردہ غلام) اور وزراء میں سے تھے قابض ہو گئے تو ابو ایوب سلیمان بن محمد ابن ہود الجذامی نے بھی جو اُس وقت تطیلہ میں تھا تطیلہ پر قبضہ کر لیا اور المستعین باللہ کا لقب

اختیار کیا یہ واقعہ سنہ ۴۳۱ھ کا ہے۔

تطیلہ پر قبضہ کر لینے کے بعد اُس کی نگاہیں سرقسطہ کی طرف بلند ہوئیں اُس وقت وہ المظفر بن منذر التجیبی کے قبضہ میں تھا سلیمان نے اُس سے جنگ کی اور اُس کو قتل کر کے سرقسطہ پر بھی قبضہ کر لیا وہ عرصہ تک حکمراں رہا اور سنہ ۴۳۵ھ میں اُس نے وفات پائی۔

احمد بن سلیمان اور یوسف بن احمد

سلیمان کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا احمد سرقسطہ کا حکمراں ہوا اور المقتدر کا لقب اختیار کیا وہ باپ کے قدم بقدم چلا اور ۳۹ سال تک حکومت کی سنہ ۴۷۴ھ میں اُس نے وفات پائی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا یوسف بن احمد تخت نشین ہوا اور المؤتمن کے لقب سے ملقب ہوا وہ علوم ریاضیہ کا ماہر تھا اور کئی کتابیں مثلاً الاستہلال اور مناظر اس نے اس فن پر لکھی تھیں سنہ ۴۷۸ھ میں اُس نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا

احمد بن یوسف اور عبد الملک بن احمد

یوسف کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا احمد تخت نشین ہوا اور اپنے دادا کی طرح المستعین باللہ کا لقب اختیار کیا اُس کے عہد حکومت میں وسقہ کا وہ

مشہور واقعہ ہوا جو اُس کے اور ہسپانویوں کے درمیان ۴۸۹ھ میں وقوع میں آیا تھا اس معرکہ میں مسلمانوں پر جو کچھ گذرنی تھی وہ گذر گئی اور اُن کو سخت نقصان پہنچا ۵۰۳ھ میں الفانسو ششم شاہ ارغوان نے جس کا نام مورخین عرب نے طاغیہ (ظالم، احمق اور متکبر) رکھا ہے سرقسطہ پر حملہ کیا اور اُس کے اور المستعین کے درمیان سخت معرکے ہوئے جن سے الفانسو کو کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوا لیکن المستعین اس جنگ میں ۵۰۳ھ میں سرقسطہ کے سامنے مارا گیا۔

المستعین کے بعد اُس کا بیٹا عبد الملک تخت نشین ہوا اور عماد الدولہ کا لقب اختیار کیا اس کے عہد میں ۵۱۲ھ میں الفانسو نے پھر سرقسطہ پر لشکر جرار سے حملہ کیا اور عبد الملک سے خونریز و ہولناک لڑائیاں ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ الفانسو نے سرقسطہ پر قبضہ کر لیا اور عبد الملک مقام روطہ میں اپنے ایک قلعہ میں چلا گیا اور آخری وقت تک وہیں مقیم رہا ۵۱۳ھ میں اُس نے وفات پائی۔

احمد بن عبد الملک

عبد الملک کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا احمد حکمراں ہوا اور سیف الدولہ والمستنصر کے القاب اختیار کیے الفانسو سے اُس نے بھی جنگ کی اور اُس کو

سخت مصائب میں مبتلا کیا پھر احمد نے قلعہ روطہ اس شرط پر الفانسو کے حوالہ کردیا کہ وہ بلاد اندلس اس کے حوالے کردیے الفانسو نے اس شرط کو منظور کرلیا اور احمد اس کے ساتھ بڑی شان وشوکت اور سامان و دولت کے ساتھ طلیطلہ آیا جہاں آخری وقت تک وہ رہا ۵۳۶ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی وفات سے اندلس کی دولت ہودیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

پھر ہودیوں میں سے محمد بن یوسف کا ظہور ہوا جس نے دولت موحدین کے خلاف اس وقت بغاوت اختیار کی جبکہ وہ کمزور ہوچکی تھی (اس کا مفصل بیان آگے آئے گا)

سولھواں سبق

مراکش کی دولتِ ملثمین یا مرابطین

تمہید

اس حکومت کا سلسلۂ نسب قبیلہ صنہاجہ سے ملتا ہے جو بربروں کے قبائل البرانس میں سے تھا اس قبیلہ میں دو زبردست حکومتیں قائم ہوئیں

ایک تو ٹیونس میں دولت صنہاجہ اور دوسری دولت الملثمین جس کی حکومت مغرب اقصیٰ اور مغرب اوسط سے گذر کر اندلس تک پہنچ گئی تھی ہم ذیل میں اسی حکومت کے مختصر حالات لکھتے ہیں۔

واضح ہو کہ قبیلہ صنہاجہ فتح اندلس کے بعد اسلام لایا اس کی سرداری کا معیار تدین تھا یعنی قبیلہ میں جو شخص زیادہ متدین ہوتا تھا اسی کو سردار بنا لیا جاتا تھا اس قبیلہ کے پرجوش مجاہدین نے سیاہ رنگ کی متعدد قوموں سے نہایت حسن و خوبی کے ساتھ جہاد کیا۔ اسلام کی تبلیغ کی اور بہت سی قبیلوں کو مسلمان بنا لیا۔ ایک سو بیس سال تک اس قبیلہ کے لوگوں نے اتحاد و اتفاق سے زندگی بسر کی اور اسلام کی غیر معمولی خدمت انجام دی لیکن پھر ان کے اندر اختلاف و افتراق پیدا ہو گیا۔

ملثمین کی وجہ تسمیہ

اس قبیلہ کے لوگوں کو ملثمین کیوں کہا جاتا ہے مورخین نے اس کے مختلف اسباب بیان کیے ہیں چنانچہ بعض کا خیال ہے کہ اس قبیلہ کے دشمنوں کی ایک جماعت تھی جو ہمیشہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے گھروں پر چھاپہ مارتی اور ان کی عورتوں اور مال و اسباب کو لوٹ لیجاتی تھی آخر دشمنوں

کے ان چھاپوں سے تنگ آ کر بعض مشائخ نے لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی عورتوں کو تو مردانہ لباس میں ادھر اُدھر بھیجدیں اور خود زنانہ لباس میں منہ پر کپڑا ڈال کر گھر میں بیٹھ رہیں اور جب دشمن اُن پر عورتیں سمجھ کر حملہ آور ہوں تو وہ اُن پر جا پڑیں اور اُن کو تباہ کر دیں چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح اپنے دشمنوں کو سخت نقصان پہنچایا اور پھر منہ پر کپڑا ڈالنا یعنی مُنہ کو کپڑے سے چھپائے رکھنا موجب برکت خیال کر کے اپنی معاشرت میں داخل کر لیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قبیلہ صنہاجہ ایک بدوی قبیلہ ہے اور بدویوں کی بڑی تعداد گرمی اور لوہ کی اذیت سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے چہروں پر کپڑا ڈالے رہتی ہے یہاں تک کہ اب یہ عادت اُن کی معاشرت میں شامل ہو گئی ہے۔

اب ہم تفصیل کے ساتھ اس حکومت کے بادشاہوں کے حالات لکھتے ہیں۔

محمد بن تیفاوت

امیر محمد بن تیفلعت المعروف بہ تاسرت اللمتونی سنہ ۴۴۰ھ میں ملثمین کا سردار، رہنما یا حاکم ہوا وہ اہل فضل، دیندار اور جہاد کا شایق تھا تین سال تک اُس نے

سرداری کی اور اس کے بعد سنہ ۴۲۰ھ میں کسی غزوہ میں مارا گیا۔

یحییٰ بن ابراہیم الکدالی

ابن تیغاوت کی وفات کے بعد سرداری و زعامت یحییٰ بن ابراہیم الکدالی کو سنہ ۴۲۰ھ میں حاصل ہوئی وہ سنہ ۴۲۷ھ تک سرداری و زعامت کرتا رہا اور اپنے دشمنوں سے جہاد میں مشغول رہا۔

اس کے بعد اسی سال قبائل صنہاجہ کی سرداری یحییٰ کے بیٹے ابراہیم کو ملی وہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور حج سے فارغ ہو کر قیروان سے گذرا جہاں اُس کی ملاقات شیخ فقیہ ابا عمران الفاسی سے ہوئی۔ شیخ سے اُس نے درخواست کی کہ وہ چند طلبار کو اس کے ساتھ کردے تاکہ وہ اُس کے قبیلہ کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیں لیکن کوئی طالب علم اُس کے ساتھ جانے پر راضی نہ ہوا آخر شیخ نے فقیہ واجاج بن زلوا کے نام جو شہر نفیس میں درس دیتا تھا ایک خط لکھ کر ابراہیم کے حوالہ کیا جس میں فقیہ سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ چند طلبہ کو ابراہیم کے ساتھ بھیجدیں ابراہیم خط لے کر شہر نفیس میں داخل ہوا اور فقیہ سے ملاقات کی جس نے اُس کے ساتھ اپنے ایک طالب علم عبداللہ بن یسین الجزولی کو کردیا اور دونوں صحراء کی طرف

روانہ ہوئے قبائل کدالہ اور لمتونہ نے ان کا شاندار استقبال کیا اور بہت خوش ہوئے پھر عبداللہ نے قبائل کے لوگوں کو قرآن مجید اور مذہب کی تعلیم دینی شروع کی۔

ترک عادت مشکل ہے

قبائل بربر میں بعض ایسی عادات جڑ پکڑ چکی تھیں جو روح قرآن کے خلاف تھیں اس لیے عبداللہ کی تعلیم بربروں کو ہموار نہ کر سکی اور وہ اپنی عادتوں کو ترک نہ کر سکے آخر قبائل کے لوگوں نے جب عبداللہ کی تعلیم کو پسند نہ کیا اور وہ واپس جانے پر آمادہ ہو گیا تو امیر یحییٰ نے اُس کو روک لیا اور کہا "میں تو تم کو اپنی ذات خاص کے لیے لایا ہوں تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اُٹھاؤں"

امیر اور فقیہہ کا ترکِ دنیا

پھر امیر ابراہیم نے فقیہ عبداللہ سے عرض کیا کہ دنیا سے تعلق منقطع کر کے قریب کے جزیرہ میں سکونت اختیار کیجیے اور خدا کی عبادت میں مشغول رہیے دونوں کا اس پر اتفاق ہو گیا اور قبیلہ کدالہ کے سات آدمیوں کے ساتھ دونوں جزیرہ میں چلے گئے

مرابطین کا لقب

پھر فقیہ عبداللہ نے جزیرہ میں رابطہ کا سلسلہ قائم کیا یعنی ایک سلسلۂ وابستگی اور ایک مکان اس غرض کو حاصل کرنے کے لیے تیار کر کے اُس میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ عبادت شروع کی چند روز میں ان لوگوں کی شہرت ہو گئی اور کثرت سے معتقدین وہاں آنے لگے پھر قبیلہ صنہاجہ کے وہ لوگ بھی جو عبداللہ سے علیحدہ ہو گئے تھے تائب ہو کر حاضر ہو گئے۔ مختصر یہ کہ تھوڑے عرصہ میں معتقدوں اور شاگردوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہو گئی۔ جن میں قبیلۂ صنہاجہ کے اشراف و وجوہ بھی تھے ان لوگوں کا نام مرابطین رکھا گیا اس لیے کہ وہ ہر وقت رباط میں رہتے تھے اور عبداللہ نے اُن کو پڑھانا شروع کیا۔

جہاد کی دعوت

عبداللہ نے جب اپنے معتقدوں اور شاگردوں میں تقوے کو محسوس کیا تو اُن کو ہدایت کی کہ وہ قبائل صنہاجہ میں تبلیغ و ارشاد کی خدمت انجام دیں چنانچہ اُنھوں نے وعظ و نصیحت کی لیکن اُن پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ آخر عبداللہ خود گیا اور وعظ و نصیحت کا باقاعدہ کام شروع کیا لیکن

قبائل پر اُس کے وعظ کا بھی کوئی اثر نہ ہوا غرض جب وہ قبائل کے لوگوں سے بالکل مایوس ہوگیا تو اُس نے اپنے معتقدوں اور شاگردوں کو اُن سے جہاد کرنے کا حکم دیا اُنہوں نے جہاد کیا اور قبائل پر فتح حاصل کی۔ اس کے بعد قبائل کے لوگوں نے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور سمع وطاعت پر بیعت کر لی۔

فراہمی سپاہ اور صحرا پر قبضہ

عبداللہ بن یاسین نے جب کافی طاقت حاصل کر لی تو قبائل سے جہاد کرنے کے لیے اُس نے اسلحہ کو خرید کیا اور فوج کی فراہمی شروع کی یہاں تک کہ وہ تمام صحرا پر قابض ہوگیا اور تمام قبائل کو مطیع کر لیا اور سارے بلاد مغرب میں اُس کا طوطی بولنے لگا۔ اس کے بعد ۴۴۳ھ میں امیر صنہاجہ یحییٰ بن ابراہیم نے وفات پائی۔

سترہواں سبق

بقیہ حالاتِ دولتِ مرابطین

یحییٰ بن عمر اللمتونی

یحییٰ بن ابراہیم کی وفات کے بعد عبداللہ بن یسین نے ابوزکریا یحییٰ بن عمر اللمتونی کو امور جہاد میں مرابطین کی سربراہی و زعامت کے لیے انتخاب کیا اور اُس نے اس خدمت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا وہ درحقیقت عبداللہ کا پیش دست تھا امیر و حاکم اصل میں عبداللہ ہی تھا چنانچہ یحییٰ اُس کے احکام کی اس طرح تعمیل کرتا جس طرح کسی بزرگ کا ادنیٰ خادم کرتا ہے اس طرح عبداللہ نے تمام قبائل کو مطیع و وفادار بنا لیا اور صحرا کے چپہ چپہ پر قبضہ کر لیا۔

سجلماسہ اور درعہ پر قبضہ

۴۴۷ھ کے آغاز تک عبداللہ بن یسین اور اُس کے ہمراہی مرابطین کا مغرب اقصیٰ (مراکش) میں طوطی بولنے لگا اور ہر جگہ اُن کا ذکر ہونے لگا

چنانچہ اُن کی شاندار کامیابیوں کا حال معلوم کرکے مقامات سجلماسہ اور درعہ کے فقہاء نے باہمی مشورہ سے عبداللہ، یحییٰ اور شیوخ مرابطین کو ایک خط لکھا جس میں اُن سے درخواست کی گئی کہ وہ اُن کے شہروں میں آئیں اور منکرات وظلم سے اُن کو پاک کردیں عبداللہ مرابطین کا لشکر جرار لے کر بلاد درعہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس پر قبضہ کرلیا پھر اُس نے سجلماسہ کے حاکم مسعود بن وانود بن الخزرونی سے جنگ کی اور سخت معرکوں کے بعد اُس کو شکست دے کر سجلماسہ پر بھی قبضہ کرلیا پھر اُس نے ملک میں اصلاحات جاری کیں اور کتاب وسنت کے احکام نافذ کیے اور قبیلہ لمتونہ میں سے ایک شخص کو وہاں کا عامل مقرر کرکے وہ صحرا میں واپس چلا آیا۔

اسی سال (۴۴۷ھ) میں امیر ابوذکریا یحییٰ نے بلاد سوڈان کے کسی غزوہ میں انتقال کیا۔

ابوبکر بن عمر اللمتونی

امیر یحییٰ کی وفات کے بعد عبداللہ بن یٰسین نے اُس کے بھائی ابوبکر بن عمر کو ۴۴۷ھ میں اُس کا جانشین مقرر کیا۔

مقامات سوس، مصامدہ اور برغواطہ کی فتح

۴۴۸ھ میں عبداللہ نے مرابطیوں کا ایک لشکر بلاد سوس کی فتح کے لیے تیار کیا اور مقدمتہ الجیش پر یوسف بن تاشفین کو مقرر کیا جو ابوبکر بن عمر کا چچازاد بھائی تھا لشکر نے اِن بلاد پر حملہ کیا اور قبضہ کرلیا پھر ان شہروں میں اہل السنت والجماعت کے مذہب کی اشاعت کی گئی اس کے بعد لشکر بلاد مصامدہ کی طرف بڑھا اور اُن پر بھی قابض ہوگیا پھر بلاد قبائل برغواطہ پر قبضہ کیا گیا۔

عبداللہ کی وفات اور تجدید بعیت

قبائل برغواطہ کی جنگ میں مرابطین کا سردار عبداللہ بن یسین زخمی ہوا اور زخموں کی شدت سے ۴۵۱ھ میں وفات پائی اُس کے بعد امیر ابوبکر کے ہاتھ پر بعیت کی تجدید کی گئی اور اُس کو مستقل حکمراں تسلیم کرلیا گیا امیر ابوبکر قبائل برغواطہ کو مطیع کرکے شہر اغمات میں آیا اور ماہ صفر ۴۵۲ھ تک وہاں قیام کیا۔

بلاد زناتہ اور مکناسہ

اسی سال (۴۵۲ھ) میں امیر ابوبکر لشکر جرار لے کر جہاد کے لیے روانہ ہوا اور مقامات و بلاد فزاز، بلاد زناتہ، مدائن اور مکناسہ کو فتح کرلیا پھر اُس نے

شہر لوانتہ پر اپنی قوت سے زبردستی قبضہ کیا اور اس کے بعد شہر اغمات کو واپس چلا گیا۔

یوسف بن تاشفین کی حکومت کا آغاز

اسی سال (۴۵۲ھ) ابوبکر کو یہ خبر ملی کہ صحرا میں اختلاف رونما ہو گیا ہے رفع اختلاف کے لئے وہ خود صحرا گیا اور مغرب کے مقبوضات کا والی اپنے چچازاد بھائی یوسف بن تاشفین کو مقرر کر دیا یوسف فاضل اور شجاع آدمی تھا اُس نے نہایت قابلیت کے ساتھ حکومت کی اُس کی عظمت کو لوگوں نے تسلیم کر لیا اور وہ رعایا کے قلوب کا مالک ہو گیا۔

ابوبکر کی ریاست سے دست برداری

صحرا کے احوال کی اصلاح اور مفسدین کی گوشمالی و سرکوبی کے بعد ابوبکر کو معلوم ہوا کہ اُس کے عمزاد بھائی یوسف بن تاشفین کی عظمت بہت بڑھ گئی ہے اور رعایا میں وہ ہردلعزیز ہوتا جاتا ہے اس خبر سے وہ خوفزدہ ہو گیا اور یوسف کو معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا یوسف کی بیوی جس کا نام زینب بنت اسحٰق النفزاویہ تھا اور پہلے وہ ابوبکر کے نکاح میں بھی رہ چکی تھی نہایت حسین اور چالاک تھی اس نے اپنے شوہر یوسف کو بتایا کہ وہ اپنے

چچازاد بھائی ابوبکر کا .... اس طرح استقبال کرے چنانچہ یوسف نے اُسکی رائے پر عمل کیا اور ابوبکر یوسف کے حق میں ریاست سے دست بردار ہوگیا نصف سپاہ مرالطین کی ابوبکر نے یوسف کو حوالہ کردی اور نصف سپاہ خود ساتھ لے کر صحرا میں اہل سوڈان سے جہاد کرنے کے لئے چلا گیا یہاں تک کہ وہ ۴۸۰ھ میں زہر آلود تیر سے زخمی ہوکر شہید ہوگیا۔

اٹھارواں سبق

مراکش کی دولتِ مرالطین کا بقیہ حال

امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین

یوسف بن تاشفین نہایت باعظمت وسیع الخیال اور دور اندیش شخص تھا توسیع ملک اور دوسرے ممالک پر قبضہ کی خواہش اُس کو ہر وقت بےچین رکھتی تھی ۴۵۳ھ میں جب وہ ریاست پر قابض ہوگیا اور شیوخ مرالطین نے اُس کے ہاتھ پر بعیت کرلی تو مرالطیوں کے نصف لشکر کو لے کر وہ روانہ ہوا مغرب کے ایک ایک شہر میں گیا اور ہر مقام کے باشندوں کے ایک ایک قبیلہ

کا پیچھا کیا بعض مقامات کے باشندوں نے اُس سے جنگ کی اور اُس کی فوج نے اُن پر فتح پائی بعض لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور بعض قوموں نے اُس کی اطاعت قبول کر کے اپنی مسالمت پسندی کا ثبوت دیا یہاں تک کہ بلاد مغرب بہت جلد اُس کے آگے سرنگوں ہو گیا۔ اور بربروں کی بڑی تعداد نے اُسکی اطاعت قبول کرلی۔

مراکش کی تعمیر

مغرب میں جب یوسف بن تاشفین کا اقتدار اچھی طرح قائم ہو گیا اور ملک میں اُس کا طوطی بولنے لگا تو اُس نے ایک ایسے شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا جس میں وہ، اُس کے ارکان و مشیر اور سپاہ اطمینان کے ساتھ اقامت اختیار کر سکے چنانچہ اُس نے اُس علاقہ کی زمین کو خرید کیا جہاں پر آج کل مراکش آباد ہے اور شہر مراکش کو تعمیر کیا لفظ مراکش کے معنی بربری زبان میں "تیز چلنا" ہیں یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا کہ یہ جگہ چوروں اور ڈاکوؤں کا مسکن تھا۔

فاس میں قبائل زناتہ کا محاصرہ

پھر ۴۵۴ھ میں یوسف نے ایک لشکر جرار تیار کیا جس کی تعداد ایک لاکھ

سے زیادہ تھی اور شہر فاس پر حملہ کیا قبائل زناتہ نے پوری قوت سے اُسکی فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور وہ شہر صدنیہ میں جاکر شہر بند ہو کر بیٹھ رہے یوسف کی سپاہ نے بزور بازو شہر پر قبضہ کرلیا اور اندر داخل ہوگئی پھر سپاہ فاس کی جانب بڑھی اور اُس کو محاصرہ میں لے کر فتح کرلیا یہ سب سے پہلی فتح تھی جو یوسف کو حاصل ہوئی پھر یوسف نے فاس کا عامل قبیلہ لمتونہ کے ایک شخص کو مقرر کیا۔

دوبارہ فاس میں جنگ

پھر یوسف بلاد غمارہ کی طرف روانہ ہوا اور بہت سے شہروں کو فتح کرکے اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا یہاں تک کہ طنجہ کے قریب تک پہنچ گیا پھر وہ قلعۂ فازاز کی طرف گیا اور اس موقع سے تمیم بن معنصر المغراوی نے فائدہ اُٹھاکر اپنے جتھے سے فاس پر حملہ کیا اور یوسف کے عامل کو قتل کرکے اُس پر قبضہ کرلیا۔ یوسف کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے تمیم سے لڑنے کے لئے سپاہ کو روانہ کیا۔ جس نے فاس پہنچ کر تمیم کو محاصرہ میں لے لیا یہاں تک کہ وہ مارا گیا۔ تمیم کی وفات کے بعد اُس کا جانشین قاسم مکناسی ہوا جس نے قبائل زناتہ کو فراہم کرکے مرابطیوں سے سخت مقابلہ

کیا۔ اس جنگ میں مرابطیوں کو شکست فاش ہوئی فاس سے اُنکو نکال
دیا گیا اور قاسم مکناسی فاس پر قابض ہو گیا

قلعۂ فازاز

ان ایام میں یوسف قلعۂ فازاز کا محاصرہ کیے پڑا تھا اُس کو جب فاس
کے سامنے اپنے لشکر کی شکست و ہزیمت کی خبر ملی تو وہ خود مرابطیوں کی
ایک معقول تعداد محاصرہ پر چھوڑ کر ۴۵۶ھ میں فاس کی طرف روانہ ہوا۔
قلعۂ فازاز کا محاصرہ نو سال تک جاری رہا پھر ۴۶۵ھ میں یوسف صلح
کر کے قلعہ میں داخل ہوا۔

مغرب اقصیٰ کی فتح اور فاس پر دوبارہ قبضہ

یوسف بن تاشفین قلعہ فازاز سے روانہ ہو کر بنی مراسن پہنچا اور اُن
کے شہروں کو فتح کر کے بلاد فندلاوہ کی طرف بڑھا یہاں کے بھی تمام شہروں
پر اُس نے قبضہ کر لیا اس کے بعد بلاد ورغہ کی جانب توجہ کی اور اُن کو
بھی فتح کر لیا یہ تمام فتوحات ۴۵۸ھ میں ہوئیں ۴۶۰ھ میں اُس نے بلاد غمارہ
کے تمام مقامات اور پہاڑوں کو ریف سے طنجہ تک فتح کیا پھر وہ فاس کی جانب
بڑھا اور بزور شمشیر اُس کو بھی زبردستی فتح کر لیا اس معرکہ میں بنو مغراوہ انیفرن

اور مکناسہ کے بہت سے آدمی مارے گیے۔ شہر فاس کی یہ دوسری فتح ہے۔ اس فتح نے بلاد مغرب کی فتوحات کو کامل کردیا اور صرف دو شہر یعنی سبتہ و طنجہ مغرب میں یوسف کے اقتدار سے باہر رہ گئے۔

خلیفہ ثانی کے سے عادات و خصائل

مغرب اقصیٰ پر کامل قبضہ اور امن و امان قائم ہوجانے کے بعد یوسف بن تاشفین نے شہروں کا دورہ رعایا کے حالات اور ولاۃ و عمال کی سیرت معلوم کرنے کے لیے شروع کیا اس دورہ سے بہت سی اُن امور کی اصلاح ہوگئی جو رعایا سے تعلق رکھتے تھے بہت سے سرکش لوگ ہموار ہوگئے اور ملک میں امن و امان قائم ہوگیا۔ اس دورہ میں یوسف کے عادات و خصائل بالکل خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے سے تھے اور وہ ہر شخص سے باخلاق پیش آتا تھا۔

سبتہ اور طنجہ

مقامات سبتہ اور طنجہ خاندان ادریس کے بنو حمودیوں کے قبضہ میں تھا جنہوں نے دولت امویہ کے خاتمہ کے بعد اندلس پر قبضہ کرلیا تھا بنو حمود سبتہ و طنجہ پر اپنی طرف سے اُن لوگوں کو والی مقرر کرتے تھے جن پر اُن کو

اعتماد ہوتا تھا اور اُن میں اکثر صقلبی غلام ہوتے تھے یہاں تک کہ اُن دونوں مقامات پر حاجب سکوت برغواطی نے قبضہ کرلیا اور اپنی حکومت قائم کرلی حاجب مذکور کے ایام حکومت امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کی حکومت کے عہد سے مطابق تھے یوسف نے قبائل غمارہ کے خلاف جدو جہد کرنے کے لئے حاجب کو دعوت دی تھی لیکن اُس نے دعوت کو قبول و منظور نہیں کیا۔

طنجہ کا معرکہ

مغرب کے امور سے فارغ ہو کر یوسف نے حاجب سکوت کی طرف توجہ کی چنانچہ ۴۷۰ھ میں اُس نے بیالیس ہزار جنگ آزما سپاہیوں کا لشکر تیار کیا اور صالح بن عمران کی قیادت میں دے کر اُس کو طنجہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ لشکر جب طنجہ کے قریب پہنچا حاجب سکوت مقابلہ کو آیا اور یہ قسم کھا کر آیا کہ یا تو وہ فتح حاصل کر کے شہر میں داخل ہو گا یا میدان جنگ میں جان دے دیگا اُس وقت اُس کی عمر نوّے سال کے قریب تھی۔ طنجہ کے سامنے دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا سکوت کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ کے اندر معرکہ میں مارا گیا۔

مرابطیوں نے طنجہ پر قبضہ کر لیا اور حاجب سکوت کا بیٹا ضیاء الدولہ یحییٰ سبتہ میں جا چھپا۔

مغرب اوسط

۴۷۲ھ میں امیر یوسف بن تاشفین نے معزولی بن تلکان کی قیادت میں مغرب اوسط پر قبضہ کرنے کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ یہ لشکر یہاں سے روانہ ہو کر تلمسان پہنچا جس کا حاکم امیر العباسی بن تحیی المغراوی تھا اور مغرب اوسط پر قابض ہو کر یعلی بن الامیر العباسی کو موت کے گھاٹ اتار دیا پھر سپاہ واپس چلی آئی۔

انیسواں سبق

یوسف بن تاشفین کی حکومت کا بقیہ حال

معتمد بن عباد کا امداد طلب کرنا

اندلس کی اسلامی حکومتوں کے جو حالات اوپر لکھے جا چکے ہیں اُن میں تم نے پڑھا ہو گا کہ اُن کے امراء و زعماء کے باہمی اختلافات کا کیا نتیجہ ہوا

اور اُن کی باہمی کشاکش سے فائدہ اُٹھا کر کس طرح افرنجیوں نے اندلس کی اکثر حدود پر قبضہ کر لیا اُندلس اسی دار و گیر میں گرفتار تھا کہ یوسف بن تاشفین کی فتوحات اور شوکت و اقتدار کا غلغلہ بلند ہوا، اندلس کے مسلمانوں کے قلوب میں اس غلغلہ نے بیشمار آرزوؤں اور تمناؤں کو پیدا کیا اور بے اختیار اُن کی زبان سے یہ نکل گیا کہ کاش یوسفؒ اُنکی مدد پر آمادہ ہو جائے اور اُن کو اپنوں اور غیروں کے مظالم سے نجات دلائے۔

حُسن اتفاق سے انہی ایام میں یہ واقعہ رونما ہوا کہ الفانسو ششم شاہ ارغوان نے جزیہ وصول کرنے میں اندلس کے امراء پر غیر معمولی سختی کی اور معتمد بن عباد نے الفانسو کے معتمد یہودی کو جو جزیہ وصول کرنے آیا کرتا تھا اس کی بدزبانی اور سخت کلامی سے متاثر ہو کر مار ڈالا اس واقعہ سے الفانسو غضبناک ہو گیا اور اشبیلیہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں المعتمد بن عباد جنگ کے انجام سے ڈر گیا اور یوسف بن تاشفین کو مدد کے لیے لکھا یوسف نے اس کے جواب میں اطلاع دی کہ:" اگر خداوند تعالیٰ نے سبتہ پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہاری امداد کو پہنچونگا۔

بن تاشفین کی خدمت میں پہنچے تو اُس نے اپنے بیٹے المعز کو مرابطیوں کا لشکر دے کر
سبتہ کی طرف روانہ کیا (اس لیے کہ اندلس کو سبتہ سے ہو کر راستہ جاتا تھا۔
المعز نے خشکی کی جانب سے سبتہ پر حملہ کیا لیکن ابن عباد نے اُس کو مشورہ
دیا کہ بحری بیڑہ سے اُس پر حملہ کیا جائے۔ المعز نے اس مشورہ کو قبول کرلیا
اور بحری بیڑہ سے سبتہ کا محاصرہ کیا گیا یہاں تک کہ ۷۷ھ میں المعز زبردستی
سبتہ کے اندر داخل ہوگیا اور ضیاء الدولہ یحییٰ بن سکوت کو مار ڈالا۔

جہاد کی تیاریاں اور اندلس کی جانب روانگی

یوسف بن تاشفین فاس میں جہاد کی تیاریاں کررہا تھا کہ اُس کو فتح
سبتہ کی خبر ملی وہ فوراً ہی فاس سے باہر نکلا اور سبتہ کی طرف روانہ ہوگیا تاکہ
وہاں سے اندلس میں داخل ہوسکے ادھر فتح سبتہ کے بعد معتمد بن عباد اندلس
سے کشتی میں سوار ہوا اور مغرب کی طرف چلا تاکہ یوسف سے مل کر اُس کو جہاد
پر آمادہ کرے دونوں کی ملاقات طنجہ میں ہوئی یوسف نے ابن عباد کو حکم دیا۔
کہ وہ اندلس واپس جائے اور جس قدر جمعیت اُس کے پاس ہو اُس کو تیار رکھے
یہاں تک کہ وہ اُس سے آکر مل جائے پھر یوسف نے لشکر جرار فراہم کیا اور
سمندر کو عبور کرکے جزیرۂ خضرا میں داخل ہوا اور اُس کو اپنی فوجی کارروائیوں

بلاد اندلس کا یہ آخری شہر ہے

الفانسو شاہ ارغوان نے ۴۷۸ھ میں بیشمار لشکر سے اندلس پر حملہ کیا اور بلاد اشبیلیہ، شدونہ وغیرہ اندلس کے اکثر مقامات پر قبضہ کرلیا اور اُن کو تباہ و برباد کرتا ہوا جزیرہ طریف تک پہنچا جہاں اُس نے اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال کر کہا۔ "یہ بلاد اندلس کا آخری شہر ہے جس کو میرے گھوڑے کے قدموں نے پامال کیا ہے"۔ اس کے بعد سرقسطہ آیا اور اُس کا محاصرہ کرلیا پھر طلیطلہ کی طرف رخ کیا اور اُس کو بھی چھین لیا یہ تمام واقعات ۴۷۸ھ سے ۴۷۸ھ تک وقوع میں آئے۔

عام امداد طلبی

مسلمانان اندلس کی کمزوری جب اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ اپنے ملک کی مدافعت سے عاجز ہو گئے تو اتفاق رائے سے قرار پایا کہ یوسف بن تاشفین کو مدد کے لیے لکھا جائے چنانچہ اندلس کے عوام و خواص سب نے متفقہ درخواست لکھی اور فریادرسی کی التجا کی

سبتہ پر بحری اور بری حملہ

جب باشندگان اندلس کے کثرت سے خطوط اور قاصد و وفود یوسف

کامرکز بنالیا۔

ابن عباد آتش جنگ کے شعلوں کو بھڑکانیوالا ہے

الفانسو سرقسطہ کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ اُس کو یوسف بن تاشفین کی تیاریوں کی خبر ملی فوراً اُس نے افرنجی امراء کو امداد کے لیے لکھا اور اُنہوں نے لشکر جرار امداد کے لیے بھیجدیا۔

غرض الفانسو نے یوسف کی طرف اور یوسف نے الفانسو کی جانب اپنی اپنے لشکروں سے رُخ کیا۔ بطلیوس کے قریب دونوں لشکر مقابل ہوئے دونوں فوجوں کے درمیان نہر بطلیوس جاری تھی اور اُس کے دونوں کناروں پر سپاہیوں کا بحر ذخار موجیں لے رہا تھا۔ یوسف کا لشکر موضع زلاقہ میں خیمہ زن تھا اور ابن عباد کی جمعیت دوسرے مقام پر۔ اور دونوں کے درمیان بلندی یا پہاڑ کا پشتہ حائل تھا۔

الفانسو نے اپنی سپاہ کو آراستہ کر کے ابن عباد کی فوج پر حملہ کا ذیل کے الفاظ میں حکم دیا۔

"ابن عباد ہی اس جنگ کی آگ کو مشتعل کرنے والا ہے

بھلا یہ بدوی لوگ (مرابطین) اس ملک کو کیا جانیں ابن عبا

ہی اِن کو یہاں لایا ہے اگر تم نے ابن عباد پر غلبہ پالیا تو ان
بدویوں سے معاملہ کو سُلجھا لینا آسان ہے۔"

زلاقہ کا مشہور واقعہ

ابن عباد کے جاسوس الفانسو کی تیاریوں کی خبر لے کر حاضر ہوئے اور حقیقتِ حال سے اُس کو آگاہ کیا اُس نے یوسف سے مدد طلب کی لیکن کسی قسم کی مدد اُس کو نہ پہنچ سکی نتیجہ یہ ہوا کہ الفانسو کی سپاہ نے چاروں جانب سے ابن عباد کو محاصرہ میں لے لیا اور انتہا درجہ کی سختی کی ابن عباد نے تمام تکالیف کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیا۔ درحقیقت یہ ہے کہ بے مثل عدیم النظیر صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ اُس کی فوج کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔

وہ وقت اب قریب آگیا تھا کہ ابن عباد کی فوج کا بقیہ حصہ بھی موت کے گھاٹ اُتر جائے کہ یوسف بن تاشفین کی فوج میدان میں پہنچ گئی اور اُس کے طبول و دہل کی آوازوں سے فضا گونجنے لگی الفانسو نے جب اِس آفت ناگہانی کو دیکھا تو اپنی سپاہ کا رُخ یوسف کی سپاہ کی طرف کر دیا یوسف کی سپاہ نے اس قدر سخت حملہ کیا کہ الفانسو کی فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا یہاں

تک کہ وہ اپنے اصلی مرکز پر پہنچ گئی اس کے بعد فریقین کے درمیان سخت معرکے ہوئے جن میں الفانسو مجروح ہو کر بھاگ نکلا اور اُس کی سپاہ تباہ و برباد ہو گئی۔ اسلامی سپاہ نے افرنجیوں کے تمام سامان، آلات اور اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور اس واقعہ کا نام واقعہ زلاقہ اُس موضع کے نام کی مناسبت سے رکھا گیا جہاں یوسف کی سپاہ قیام پذیر تھی۔

امیر المسلمین کا اندلس پر قبضہ

اس عظیم الشان فتح کے بعد یوسف بن تاشفین کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔ اور اُسی روز سے لوگ اُس کو امیر المسلمین کہنے لگے۔ یہاں تک کہ عباسی خلیفہ "المقتدی بامراللہ" کی تقلید میں اس فتح پر اُس کو ناصر الدین کے لقب سے بھی ملقب کیا گیا۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین مغرب کو واپس چلا گیا ۴۸۳ھ میں یوسف کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ اندلس کے باشندے اور حکمراں ضعیف و کمزور ہیں اس لیے اُس پر قبضہ کر لینا چاہیئے چنانچہ اس نے میر بن ابی بکر کی قیادت میں ایک لشکر اندلس کی طرف روانہ کیا جس نے سب سے پہلے مقام مرسیہ اور اُس کے مضافات پر قبضہ کیا پھر شہر دوانیہ اور اُس کے اعمال کو قبضہ میں لایا اور اس کے بعد اشبیلیہ کی طرف

بڑھا جہاں کا حاکم المعتمد بن عباد تھا ابن عباد نے یوسف کے لشکر سے مقابلہ کیا اور بہادروں کی طرح مدافعت کی لیکن کامیاب نہ ہوا پھر اُس نے شاہ مراغون سے اس شرط پر مدد طلب کی کہ ملک اُس کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ اُس نے ابن عباد کو مدد دی لیکن مرابطین نے اس امدادی لشکر کو بالکل تباہ کر دیا اور پھر پوری قوت سے آگے بڑھ کر زبردستی شہر اشبیلیہ میں داخل ہو گئے ابن عباد کو اُنھوں نے گرفتار کر لیا اور یوسف کی خدمت میں بھیج دیا یوسف نے اُس کو قید خانہ میں ڈال دیا جہاں اُس نے ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

اشبیلیہ کو فتح کر کے سیر بطلیوس کی جانب روانہ ہوا اور اُس کے حاکم عمر بن الافطس کو گرفتار کر کے عید الاضحیٰ کے دن ۴۸۹ھ میں مع اُس کے بیٹوں کے مار ڈالا ابن عبدون شاعر نے اُس کے مرثیہ میں ایک مشہور تاریخی قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

الدھر یفجع بعد العین بالاثر   فما البکاء علی الاشباح والصور

اس کے بعد یوسف بن تاشفین کے سپہ سالار سیر نے اپنی ماتحت سپاہ سے مختلف مقامات پر حملے شروع کیے اور بہت تھوڑے عرصہ میں ساری اندلس

پر قبضہ کرلیا اور ملوک طوائف کے اثر و نشان کو نیست و نابود کردیا البتہ ایک شخص ان میں سے باقی رہ گیا تھا یعنی المستعین بن ہود حاکم سرقسطہ جو جان بچا کر بھاگ گیا تھا اور افرنجیوں کی پناہ میں چلا گیا تھا۔

یوسف بن تاشفین کی وفات

یوسف بن تاشفین نے ۵۰۰ھ میں جبکہ مشرق سے مغرب تک اُس کی عظمت و شوکت کے نغموں سے فضا معمور تھی وفات پائی وہ نہایت محتاط، باہمت، اور اہل علم و علمائے مذہب کا قدردان تھا دولت مرابطین کے حکمرانوں میں وہ سب سے بڑا بادشاہ تھا یہاں تک کہ مورخین کی ایک بڑی تعداد نے اُس کو اس اعتبار سے کہ وہ خاص عظمت و شہرت رکھتا تھا اور اُس سے پہلے کے بادشاہ کوئی شہرت نہ رکھتے تھے مرابطین کا پہلا بادشاہ یا دولت مرابطین کا بانی لکھا ہے۔

بیسواں سبق

دولت مرابطین کا بقیہ حال

علی بن یوسف

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا علی بن یوسف جس کو اُس نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اورنگ نشین حکومت ہوا باشندگان مغرب اور اندلس نے اُس کے ہاتھ پر بعیت کی اور تعزیت و تہنیت کے وفود اُسکی خدمت میں روانہ کیئے مگر شہر فاس کے باشندوں نے نہ تو بعیت کی اور نہ کوئی وفد روانہ کیا فاس کا امیر علی بن یوسف کا برادر زادہ یحییٰ بن ابو بکر تھا جس کو اُس کے دادا یوسف نے مقرر کیا تھا اُس نے اپنے چچا کی بعیت کو پسند نہیں کیا اور فاس میں اطمینان سے بیٹھا رہا آخر علی نے اُس پر فوج کشی کی اور جب اُس کا لشکر فاس کے قریب پہنچا تو یحییٰ نے انجام کار پر غور کر کے فاس کو اپنے چچا کے حوالہ کر دیا علی نے اُس کو اول تو مراکش میں نظر بند رکھا اور پھر جزیرہ حضرا میں جلاوطن کر دیا جہاں کچھ دنوں بعد

اُس نے انتقال کیا۔

اب ہم مختصر طور پر اُن واقعات کو لکھتے ہیں جو علی بن یوسف کے عہد حکومت میں رونما ہوئے

فتح طلابوت

۵۰۳ھ میں امیر علی بن یوسف جہاد کی نیت سے اندلس گیا اور قرطبہ تک پہنچ گیا پھر اُس نے بزور شمشیر شہر طلابوت کو فتح کیا اور اس کے بعد متعدد قلعوں کو فتح کر کے اپنے قبضہ میں لایا یہاں تک کہ وہ طلیطلہ پہنچ گیا اور اُس کو محاصرہ میں لے لیا لیکن اُس کو فتح نہ کر سکا پھر وہ قرطبہ چلا گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی جانب روانہ ہو گیا۔

مغربی اندلس پر قبضہ

۵۰۴ھ میں علی بن یوسف کے عامل امیر سیر بن ابو بکر نے شہر شنترین بطلیوس۔ برتقال اور لشبونہ وغیرہ واقع مغربی اندلس کو فتح کیا اور اس فتح کی اطلاع امیر المسلمین علی بن یوسف کو پہنچائی

سرقسطہ اور شاہ ہسپانیہ

بلاد اندلس میں سرقسطہ بنی ہود کے قبضہ میں تھا جس پر اُنھوں نے پانچویں

صدی ہجری میں قبضہ کیا تھا اور اموی حکومت کے بعد سے جیسا کہ تم پہلے پڑھ چکے ہو برابر وہ اُن کے قبضہ و اقتدار میں رہا یہاں تک کہ ملک کے حکمراں نسلاً بعد نسلٍ ہوتے رہے اور یہ سلسلہ عبدالملک عماد الدولہ الملقب بہ المستعین تک پہنچا اُس کے زمانہ میں شاہ ہسپانیہ نے اُس کے ملک پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا اور ابن اودمیر سے متحد ہو کر اُس نے ۵۱۲ھ میں سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا اور محاصرہ میں غیر معمولی سختی سے کام لیا۔

امرائے اندلس کا اتحاد

امیر المسلمین علی بن یوسف کو جب سرقسطہ کے سخت محاصرہ کی خبر ملی تو اُس نے مغربی اندلس کے امراء کو لکھا کہ وہ اُس کے بھائی تمیم بن یوسف کے ساتھ متحد ہو جائیں (اُس زمانہ میں تمیم بن یوسف مشرقی اندلس کا امیر تھا) تاکہ سب مل کر سرقسطہ اور لارن کو ہسپانوی خطرہ سے محفوظ رکھ سکیں چنانچہ اس ہدایت کے موافق سب متحد ہو گئے اور ہسپانویوں سے سخت جنگ کی جس میں کبھی ان کو فتح ہوتی تھی اور کبھی شاہ ہسپانیہ کو یہاں تک کہ تمیم بن یوسف مایوس ہو کر بلنسیہ کو واپس چلا گیا۔

فتح سرقسطہ اور قلعۂ ایوب

تمیم بن یوسف کی واپسی کے بعد شاہ ہسپانیہ اور ابن رودمیر نے سرقسطہ کے محاصرہ کو اور سخت کر دیا یہاں تک کہ ۵۱۲ھ میں اُنھوں نے بزور قوت اُس کو فتح کر لیا پھر ۵۱۳ھ میں ابن رودمیر مشرقی اندلس کی طرف بڑھا اور اس علاقہ کے شہروں اور قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ قلعۂ ایوب پر بھی جو اندلس کے مشہور قلعوں میں سے ہے قابض ہو گیا۔

امیر المسلمین اندلس میں

امیر المسلمین علی بن یوسف کو جب یہ خبریں پہنچیں تو اُس کو ان سے بہت تکلیف ہوئی اور وہ اُسی سال اندلس گیا (اندلس کا اُس کا یہ دوسرا سفر تھا) ہسپانویوں سے لڑا اور متعدد مواقع پر اُن کو شکست دے کر فتح حاصل کی پھر اُس نے اندلس کے انتظام واصلاح کی طرف توجہ کی اور تمام ضروری کاموں سے فارغ ہو کر اپنے بھائی تمیم بن یوسف کو اپنا جانشین مقرر کیا اور ۵۱۵ھ میں واپس چلا آیا۔

تمیم کی وفات اور تاشفین کی جانشینی

۵۲۰ھ میں امیر تمیم بن یوسف نے وفات پائی اور امیر المسلمین نے

اُس کی جگہ اندلس کا حکمراں اپنے بیٹے تاشفین کو مقرر کیا جو ملک کا بہترین محافظ اور جہاد کا دلدادہ تھا۔

دولت موحدین کا آغاز

امیر المسلمین علی بن یوسف کے عہد حکومت میں جبال مصامدہ میں محمد بن تومرت المعروف بہ المہدی کا ظہور ہوا اس شخص کا ظہور دولت المرابطین پر ضرب کاری اور دولت موحدین کی تاسیس کا مبدا تھا جیسا کہ عنقریب تم کو معلوم ہوگا علی بن یوسف نے محمد بن تومرت سے مقابلہ کیا لیکن اس سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا۔

امیر المسلمین کی وفات

امیر المسلمین علی بن یوسف نے ۵۳۷ھ میں وفات پائی عدل و انصاف میں وہ اپنے باپ کا سچا جانشین اور خلف الرشید تھا۔

تاشفین بن علی

علی بن یوسف کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا تاشفین جس کو اُس نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا ۵۳۷ھ میں تخت نشین ہوا اور المعز کے لقب سے ملقب ہوا۔

موحدین کی عظمت و اقتدار میں اضافہ

تاشفین بن علی کے عہد حکومت میں محمد بن تومرت کے خلیفہ عبدالمومن بن علی کا اقتدار بلاد مصامدہ میں بہت بڑھ گیا یہاں تک کہ عبدالمومن کو ایک روز یہ رائے قائم کرلینی پڑی کہ مغرب اقصیٰ کو مرابطیوں کے ہاتھوں سے چھین لیا جائے اور اپنے قبضہ و تصرف میں لایا جائے چنانچہ کچھ عرصہ بعد وہ جم غفیر لے کر بڑھا اور مرابطیوں کو معرکہ آرائی کی دعوت دی تاشفین بن علی مقابلہ پر آیا اور فریقین کے درمیان سخت لڑائیاں ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ مرابطیوں کو شکست فاحش ہوئی اور تاشفین موحدین کے حملوں کی مدافعت سے مایوس ہو کر ۵۳۹ھ میں وہران کی طرف بھاگ گیا موحدین نے اُس کا تعاقب کیا اور ۲۷۔ رمضان ۵۳۹ھ میں اُس کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اسحٰق بن علی۔ بن یوسف

مراکش کا محاصرہ

امیرالمسلمین تاشفین بن علی کے قتل کے بعد اُسکے بھائی اسحٰق بن علی نے تخت حکومت کو سنبھالا لیکن کچھ زیادہ عرصہ وہ حکومت نہ کرسکا موحدین کے لشکر نے اُسکو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ۵۴۰ھ میں جبکہ وہ مراکش کے اندر تھا موحدین نے

مراکش کا محاصرہ کیا جسکا سلسلہ نو مہینے تک جاری رہا یہاں تک کہ باشندگان مراکش کی بڑی تعداد بھوک اور خوف سے تباہ حال اور پست ہو گئی۔

ملثمین کا قتل عام

آخر جب محاصرہ کو زیادہ دن گذر گیے تو باشندگان مراکش جان پر کھیل کر موحدین سے مقابلہ کے لیے باہر نکلے موحدین نے اُن کو شکست دی اور شوال ۵۴۱ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد موحدین نے مرابطین یا ملثمین کا قتل عام شروع کیا یہاں تک کہ تمام بلاد و امصار سے اُن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا ملثمین نے ایک سو اکتالیس سال تک حکومت کی۔

اکیسواں سبق

مراکش کی دولت موحدین

تمہید

دولتِ موحدین کا بانی محمد بن تومرت معروف بمہدی تھا جو بلاد مغرب کے انتہائی علاقہ جبل السوس کے قبیلہ ہرغہ سے جو قبائل مصامدہ کے بطون سے

تھا تعلق رکھتا تھا اُس نے جبل السوی میں پرورش و تربیت حاصل کی پھر وہ حصول علم کے لئے مشرق کی طرف روانہ ہوا اور عراق پہنچ کر امام غزالی کے حلقۂ تلمذ میں داخل ہو گیا۔ جہاں اُس نے مختلف علوم و فنون میں معقول دستگاہ حاصل کی اس کے بعد اُس نے حج کیا اور مکہ میں اقامت اختیار کی وہ نہایت متقی اور محتاط عالم تھا اور مخالف شرع امور پر لوگوں کو زجر و توبیخ کیا کرتا تھا اگرچہ اُس کی اس سختی سے اُس کو تکالیف و مصائب بھی برداشت کرنا پڑتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد وہ مکہ سے روانہ ہو کر مصر، اسکندریہ، مہدیہ ہوتا ہوا بجایہ پہنچا جہاں اُس کی ملاقات عبدالمومن بن علی سے ہوئی اور اُس کو نجیب و ہوشمند پا کر اُس نے اپنے ہمراہ لے لیا اور امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین کے عہد حکومت میں دارالسلطنت مراکش میں پہنچا جہاں اُس نے سختی کے ساتھ حسب معمول امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام شروع کیا چند روز میں اُس کے عقیدتمند دل ہوا خواہاں اور مریدوں کی تعداد بہت بڑھ گئی امیر المسلمین نے اُس کے مریدوں کی غیر معمولی تعداد کو دیکھ کر اپنی حکومت اور ملک کو خطرہ میں پایا اور محمد بن تومرت پر سختیاں شروع کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ۵۱۴ھ سنہ میں جبل السوی چلا

گیا جہاں اُس نے اپنی دعوت کو علانیہ شروع کیا اور دولت موحدین کی بنیاد رکھ دی جیسا کہ تم کو آگے معلوم ہوگا۔

محمد بن تومرت. المہدی

محمد بن تومرت جب جبل السوسؔ میں پہنچ گیا اور اطراف و جوانب کے لوگوں کو اُس کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ہر طرف سے جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے اور عقیدتمندوں کی جماعتیں اُس کے حضور میں رہنے لگیں وہ ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا اور بتلاتا کہ دنیا ظلم و فساد سے معمور ہے شرع شریف کے اوامر و نواہی کی توہین و تذلیل کی جارہی ہے اور یہ کہ موجودہ ظلم و فساد اور توہین شرع کو دیکھتے ہوئے موجودہ حکومتوں میں سے کسی دولت کا اتباع درست نہیں اس لیے کہ ایسی حالت میں اُنکی اطاعت و وفاداری کے معنی باطل پرستی کا اتباع ہوگا اور یہ کہ نہ صرف اُن کا اتباع حرام و ممنوع ہے بلکہ اُن سے جنگ اور مقابلہ کرنا واجب ہے۔

محمد بن تومرت ایک سال تک اسی طرح دعوت و تبلیغ میں مشغول رہا یہاں تک کہ قبیلہ ہرغہ کے تمام لوگوں نے اُس کو اپنا سردار بنالیا اور اُس کی اطاعت کا حلف اُٹھالیا اُس نے اپنے مریدوں، عقیدتمندوں اور

ہواخواہوں کا نام موحدین رکھا اور اُن کی مذہبی زندگی کو آراستہ کیا۔
کچھ عرصہ بعد محمد بن تومرت نے اپنے متبعین کو تبلایا کہ نبی صلعم نے ایک مہدی کے آنے کی بشارت دی ہے اور اُس کے اوصاف بھی بیان کیے ہیں اُس کے ان الفاظ کو سُن کر اُس کے اتباع میں سے دس آدمی جن میں عبدالمومن بن علی بھی تھا کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے کہا کہ "ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ تو مہدی ہے" اور اس کے بعد سب نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُس کو مہدی تسلیم کر لیا۔

امیرالمسلمین کی لشکرکشی

امیرالمسلمین علی بن یوسف نے جب محمد بن تومرت کی بیعت کی خبر سُنی تو لشکر جرار کو اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اگرچہ امیرالمسلمین کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن مہدی کے پرجوش اتباع نے اُس کو شکست دی اور بُری طرح شکست دی۔ اس کامیابی نے عوام کی اُس عقیدت کو بہت بڑھا دیا جو وہ مہدی سے رکھتے تھے اور اُس کی عظمت بہت بڑھ گئی اس کے بعد امیرالمسلمین نے اُس کو گرفتار کر لینے کی کوشش کی لیکن اُس میں بھی اُس کو ناکامی ہوئی۔

بیعت عام اور نشر دعوت

مہدی نے جب ان مشکلات کو دیکھا جو امیر المسلمین کی طرف سے اُس کی راہ میں پیدا کی جا رہی تھیں تو وہ اپنے اتباع کو لے کر شہر ہمینلل میں چلا گیا۔ جہاں اُس نے مستقل اقامت اختیار کی چند روز میں اُس نے اس علاقہ میں بھی کافی شہرت حاصل کر لی اور جبل ورن کے سارے علاقہ میں اُس کا طوطی بولنے لگا اُس کے متبع روز بروز بڑھنے لگے اُس نے وہاں کے لوگوں سے باقاعدہ بیعت لی اور اُن کو بتلایا کہ مہدی منتظر وہی ہے یہاں تک کہ اُس کی بیعت تمام لوگوں نے کر لی پھر اُس نے بلاد مصامدہ کے باشندوں کو دعوت دی اور بہت تھوڑے عرصہ میں اُس نے عوام و خواص کے قلوب پر قبضہ کر لیا

جہاد کی دعوت

جب اُس کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اُس کی دعوت لوگوں کے قلوب میں گھر کر چکی ہے تو اُس نے عوام کو مخاطب کیا اور اُن کو مرابطین سے جہاد کرنے کے لیے طلب کیا چنانچہ لوگوں نے جہاد کے لئے اُس کے ہاتھ پر بیعت شروع کی اور عہد کیا کہ وہ میدان سے زندہ واپس نہ آئیں گے جب تک فتح

حاصل نہ کرلیں گے مہدی نے ان میں سے دس ہزار بہادر موحدین کو منتخب کیا
اور ابو محمد البشیر کو اُن کا افسر بنایا یہ لشکر یہاں سے شہر اغمات کی طرف بڑھا
اُدھر امیر المسلمین کو ان کی تیاریوں اور روانگی کی خبر پہنچی تو اُس نے بھی
لشکر کو تیار کیا دونوں فوجوں کے درمیان ۵۱۶ھ میں سخت معرکے ہوئے نتیجہ
یہ ہوا کہ موحدین نے مرابطین پر شاندار فتح حاصل کی۔

عام جہاد اور فتح

اس فتح کے بعد مہدی کی شہرت مغرب اور اندلس میں عام ہوگئی اور
تمام بلاد و امصار میں اُس کا ذکر ہونے لگا پھر اُس نے مراکش کا رُخ کیا اور
تین سال تک یعنی ۵۱۶ھ سے ۵۱۹ھ تک اُس کا محاصرہ کیے پڑا رہا آخر جب
وہ محاصرہ سے تنگ آگیا تو جہاد کی نیت سے وہ وادی نفیس کی طرف روانہ
ہوا اور وادیوں اور پہاڑوں کی آبادیوں نے اُس کی اطاعت قبول کرلی
پھر وہ بلاد المصامدہ گیا اور جن لوگوں نے اُس کی اطاعت سے انحراف کیا
تھا اُن سے جنگ کی اور بہت سے شہروں کو فتح کرلیا اس کے بعد اُس نے
شہر اغمات پر حملہ کیا اور بلاد ہزرجہ اور وہاں کے باشندوں سے بھی معرکہ آرا
ہوا پھر اُس نے قلعوں کا رُخ کیا اور متعدد قلعے فتح کیے۔

مراکش پر دوبارہ حملہ

کچھ عرصہ بعد جب اُس کے ہمراہی آرام لے چکے تو اُس نے دوبارہ مراکش کی مہم سپرد کرتے ہوئے اُن کو مرابطیوں سے جنگ کا حکم دیا اور عبدالمومن بن علی کو لشکر کی قیادت حوالہ کی ابوبکر بن علی بن یوسف مرابطیوں کا بادشاہ بھی اُن سے مقابلہ کے لیئے لشکر جرار لایا اور مقام اغمات میں فریقین معرکہ آرا ہوئے آٹھ روز تک سخت جنگ جاری رہی نتیجہ یہ ہوا کہ مرابطیوں نے شدید نقصانات برداشت کرنے کے بعد فرار کو پسند کیا چنانچہ وہ مراکش بھاگ گئے۔

مہدی کی وفات

اس اہم معرکہ آرائی کے بعد ۵۲۴ھ میں مہدی نے وفات پائی وہ عالم و فاضل اور فقیہ و راوی حدیث تھا اور اُس کی فصاحت و ادبیت مشہور تھی باایں ہمہ وہ نہایت چالاک، دانشمند، شجاع اور سیاست داں تھا۔

بائیسواں سبق

عبدالمومن بن علی الکوفی

مہدی کی وفات کے بعد مہدی کے اُن خاص دس آدمیوں میں سے جنہوں نے سب سے پہلے اُس کے مہدی ہونے کی شہادت دی تھی ہر ایک شخص اپنے آپ کو خلافت کا مستحق خیال کرتا تھا اور یہ سب لوگ مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے آخر جب اُنہوں نے باہمی نفاق وشقاق کے خطرہ کو محسوس کیا تو عبدالمومن بن علی الکوفی کی خلافت کو باتفاق رائے تسلیم کرلیا کیونکہ وہ اُن کے قبائل مصامدہ سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا اور بالکل اجنبی شخص تھا۔ مہدی کی وفات سے دو سال کے بعد اس رائے پر اتفاق ہوا اور ۵۲۶ھ میں عبدالمومن کے ہاتھ پر عام لوگوں نے بیعت کرلی

امیرالمومنین کا لقب

امیرالمومنین کا لقب خلیفہ اعظم کے لیے مخصوص تھا لیکن سب سے پہلے جس شخص نے اس لقب میں خلفاء سے مزاحمت کی وہ فاطمیوں کا پہلا

بادشاہ عبداللہ المہدی حاکم افریقہ تھا پھر اندلس کے اموی بادشاہ عبدالرحمن الناصر نے امیر المومنین کے لقب کو اختیار کیا یہ دونوں شخص قریشی اور خاندان عبدمناف سے تھے اس کے بعد کسی شخص کو امیر المومنین کا لقب اختیار کرنے کی جرأت وجسارت نہیں ہوئی پھر جب یوسف بن تاشفین مرابطیوں کے جلیل القدر بادشاہ نے حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور مغرب اوسط واقصی اور اندلس پر قابض ہو گیا تو خلیفہ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُس نے امیر المسلمین کے لقب کو اختیار کیا اس کے بعد جب موحدین کا بادشاہ عبدالمومن ہوا تو اُس نے خلفاء کے ادب واحترام اور نسب کی کوئی پروا نہ کی اور ۵۲۸ھ میں امیر المومنین کے لقب کو اختیار کر لیا اور اُس کے بیٹے اور جانشین بھی اس لقب سے ملقب ہوتے رہے

مغربین کی فتح اور مرابطین کا خاتمہ

عبدالمومن نے حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے کر جب ملک پر اپنا اقتدار قائم کر لیا تو بلاد مغرب کو فتح کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کر لینے کی تجویز کو عمل میں لانا چاہا چنانچہ اُس نے جنگ کے سلسلہ کو چھیڑا اور مسلسل سات برس تک لڑتا رہا یہاں تک کہ اُس نے مغرب اوسط و مغرب اقصیٰ دونوں

کو فتح کرلیا جنگوں کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ ۵۳۷ھ میں مرابطیوں کے بادشاہ امیر المسلمین علی بن یوسف نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا تاشفین تخت حکومت پر بیٹھا وہ بھی باپ کی طرح موحدین سے برابر لڑتا رہا لیکن موحدین نے مختلف مواقع پر اُس کے لشکر کی قوت کو تباہ کردیا آخر جب وہ مایوس ہوگیا تو وہران میں جاکر پناہ گزین ہوا اور ۵۳۹ھ میں وہاں قتل کیا گیا اُسکے بعد اُس کا بھائی اسحٰق بن یوسف تخت نشین ہوا عبدالمومن نے اول تلمسان پہنچ کر بزور شمشیر اُس کو فتح کیا اور پھر فاس کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اُس کو فتح کرلیا اس کے بعد وہ مراکش گیا اور سخت محاصرہ کے بعد اُس کو بھی فتح کرلیا اور مرابطیوں کے آثار کو بالکل نیست و نابود کردیا اُن کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور مغربین پر دولت موحدین کا پرچم لہرانے لگا۔

ایک جدید دشمن

عبدالمومن نے مرابطیوں کی سلطنت کا خاتمہ کرکے ملک پر قبضہ کرلیا لیکن ابھی اُس کا اقتدار قائم نہ ہوا تھا کہ اُس کی جماعت میں سے ایک شخص اُس کا مخالف ہوگیا اس شخص کا نام محمد بن ہود السلاوی تھا جو بلافانہ کا رہنے والا تھا اُس نے اپنے آپ کو خلیفہ ظاہر کیا اور الہادی کا لقب اختیار کرکے لوگوں

کو بیعت کی دعوت دی اُس کی دعوت نے عوام میں غیر معمولی اثر کیا اور اکثر خواص بھی اُس کی طرف متوجہ ہوگئے یہاں تک کہ اکثر قبائل نے اُس کو خلیفہ تسلیم کرکے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی عبدالمومن نے اُس کی سرکوبی کے لیے لشکر کو حرکت دی لیکن محمد بن ہود کے اتباع نے اس لشکر کو شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا عبدالمومن نے دوسرا لشکر تیار کیا اور اس لشکر نے السلادی کے لشکر کو شکست دی اور سلادی بھی جنگ میں مارا گیا اور خدا نے عبدالمومن ہی کے اقتدار کو قائم رکھا۔

موحدین کا اندلس پر قبضہ

عبدالمومن نے جب مغرب اوسط و مغرب اقصیٰ پر قبضہ کرلیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو تو اندلس سے وفود اُس کی خدمت میں آنا شروع ہوئے جنہوں نے یہ خواہش پیش کی کہ اندلس پر بھی قبضہ کرلیا جائے اور مرابطیوں سے ملک کو چھین لیا جائے عبدالمومن نے اُنکی خواہش کے مطابق متعدد لشکروں کو اندلس کی طرف روانہ کیا۔

موحدین کی فوجوں نے اندلس میں داخل ہوکر سب سے پہلے مقام شریش پر قبضہ کیا پھر مقام لبلہ کو فتح کیا اور اس کے بعد مقامات شلب،

بطلیوس، باجہ، اشبیلیہ (اشبیلیہ کو بحری و بری محاصرہ کے بعد قبضہ میں لایا گیا تھا) قرطبہ اور غرناطہ کو فتح کرکے موحدین کے پرچم کو نصب کیا یہاں تک کہ سارے اندلس پر موحدین کا قبضہ ہوگیا اور اندلس ۵۴۵ھ سے دولت موحدین کے مقبوضات میں شامل ہوگیا۔

عبدالمومن کے اہم و عظیم الشان کام

۵۵۰ھ میں عبدالمومن نے تمام بلاد میں مساجد کی تعمیر اور مسکرات کے استعمال کی ممانعت کا حکم جاری کیا پھر یہ حکم نافذ کیا کہ مسائل فروع کی کتب کا مطالعہ ترک کیا جائے صرف کتب حدیث مطالعہ میں رکھی جائیں اور احکام کو کتب حدیث ہی سے استنباط کیا جائے اور اس کی اطلاع تمام بلاد اندلس و مغرب کے علماء و طلباء کو دیدی

۵۵۵ھ میں عبدالمومن نے امیر المومنین عثمان بن عفان کے قرآن مجید کو جو قرطبہ میں تھا مراکش میں منتقل کردیا اور مراکش میں جامع الکتبیین کو تعمیر کیا

بلاد افریقہ کی فتح

۵۵۳ھ میں عبدالمومن نے افریقہ میں جہاد شروع کیا اور مقامات مہدیہ طرابلس، صفاقس، سوسہ، جبال، نفوسہ اور قابس وغیرہ کو اُن کے

حکمرانوں سے نجات دلاکر فتح کرلیا۔

مغرب میں تکسیر کا موجد

۵۵۵ھ میں عبدالمومن نے بلاد افریقیہ میں فرسنخ و میل کے ذریعہ طول و عرض میں تکسیر کا حکم دیا پھر تکسیر کے بعد پہاڑوں، نہروں اور بنجر و شور زمینوں کو مستثنیٰ کرکے بقیہ علاقہ پر ٹیکس و خراج قائم کیا اور ہر ایک قبیلہ پر ٹیکس کی ایک مقدار کو مقرر کیا۔ یہ تکسیر وہی عمل ہے جس کو آج کل کی اصطلاح میں مساحت اور احصاء سے تعبیر کیا جاتا ہے اور عبدالمومن پہلا شخص ہے جس نے مغرب میں اس طریقہ کو جاری کیا تھا۔

مغربی اندلس یا پرتگال

۵۵۶ھ میں عبدالمومن اندلس گیا۔ جبل طارق یا جبل فتح میں دو ماہ تک قیام کیا اور ملک کے احوال کو دیکھا اندلس کے فوجی افسر اُسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس نے اُن کو مغربی اندلس (بلاد پرتگال) پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ قرطبہ سے شیخ ابومحمد عبداللہ بن ابی حفص الحفستانی لشکر لے کر روانہ ہوا اور قلعۃ المرنکش کو فتح کرکے وہاں کے تمام باشندوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا الفانسو اُس کی مدد کو آیا لیکن اُس کو بھی شکست و ہزیمت کا منہ

دیکھنا پڑا۔

چار سو جنگی کشتیاں

جب مغرب اوسط و اقصیٰ، افریقہ اور اندلس پر عبدالمومن کا قبضہ مکمل ہو چکا تو اُس نے جہاد کی طرف توجہ کی اور لشکر کی تیاری، کشتیوں کی تعمیر اور سامان جنگ کی فراہمی کا حکم دیا چنانچہ چار سو جنگی کشتیاں تیار کی گئیں اور مراکش سے اندلس کی جانب جہاد کے لیے روانہ ہو گیا۔

عبدالمومن کی وفات

رباط پہنچ کر عبدالمومن بیمار ہوا اور اُس کی علالت روز بروز سخت ہوتی گئی یہاں تک کہ ۸ جمادی الثانی ۵۵۸ھ کو جمعہ کے دن اُس نے انتقال کیا وہ زبردست عالم اور نہایت فصیح شخص تھا سیاست داں اور باہمت تھا اور جرأت و اقدام تو گویا اُس کے خاص اوصاف تھے۔

تیئیسواں سبق

یوسف بن عبدالموٴمن بن علی

عبدالموٴمن بن علی کی وفات کے بعد ۵۵۹ھ میں اُس کے بیٹے یوسف کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی ابتداءً میں تو اُس کے بھائیوں حاکم بجایہ اور حاکم قرطبہ نے بیعت سے انکار کیا لیکن جب عام لوگوں نے بیعت کر لی تو اُنہوں نے بھی بیعت کر لینا مناسب خیال کیا اور بیعت کر لی۔

مزدوع الغریب نصرہ اللہ عنقریب

اسی سال (۵۵۹ھ میں) بلاد غمارہ میں قبیلہ صنہاجہ کے ایک شخص مزدوع الصنہاجی نے بغاوت اختیار کی اور اپنے نام کا سکہ جاری کر دیا۔ جس پر ثبت تھا (مزدوع الغریب نصرہ اللہ عنقریب) مخلوق کثیر نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی امیرالموٴمنین نے اُس کی سرکوبی کے لئے موحدین کا لشکر روانہ کیا جس نے اُس کو مار ڈالا اور اُس کے سر کو مراکش لے گئے۔

جلاب کا واقعہ

۵۶۱ھ میں اندلس کے اندر جلاب کا مشہور واقعہ وقوع میں آیا اس معرکہ میں امیر المومنین کے لشکر کا سپہ سالار ابو سعید کا بھائی اور افرنجیوں کے لشکر کا قائد محمد بن مردنیش تھا دونوں لشکروں کے درمیان سخت معرکے ہوئے افرنجیوں کو شکست فاحش ہوئی اور مسلمانوں نے فتح کامل حاصل کی۔

غمارہ میں ایک اور بغاوت

۵۶۱ھ میں بلاد غمارہ کے اندر جبل تیزیران میں سبع بن منغفاد نے بغاوت کی اور قبائل کے اندر اس سے سخت فتنہ رونما ہو گیا یوسف نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے شیخ ابو حفص کی قیادت میں لشکر روانہ کیا لیکن فتنہ وفساد کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ آخر امیر المومنین نے خود ادھر کا رُخ کیا اور سبع بن منغفاد کو قتل کر کے فتنہ کا استیصال کر دیا۔

مشرقی اندلس پر قبضہ

۵۶۵ھ میں یوسف نے اپنے بھائی ابو حفص کو بیس ہزار سپاہ دے کر مشرقی اندلس کی جانب روانہ کیا جس نے ابن مردنیش کے اکثر شہروں

پر حملہ کرکے اُن کو فتح کرلیا۔ امیر المومنین کو جب ان فتوحات کی خبریں پہنچیں تو وہ خود بھی ایک لاکھ سپاہیوں کا جرار لشکر لے کر اندلس کی جانب روانہ ہوا اور ۵۶۷ھ میں قرطبہ پہنچا اور قرطبہ سے اشبیلیہ گیا۔ ابن مرونیش اس یلغار سے ڈر گیا اور بیمار ہو کر مر گیا پھر اُس کی اولاد اور بھائی امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرقی اندلس کے تمام بلاد کو امیر المومنین کے حوالہ کر دیا امیر المومنین نے اُن کے ساتھ بہترین سلوک کیا اور اُن کی بہن سے شادی کرلی۔

جامع اشبیلیہ

اسی سال (۵۶۷ھ میں) امیر المومنین نے مشہور جامع اشبیلیہ کی تعمیر شروع کی اور ماہ ذی الحجہ میں یہ تعمیر اختتام کو پہنچی امیر المومنین نے اُس میں جمعہ کی نماز ادا کی۔

یوسف کی عہد حکومت کے بقیہ حوادث کا بیان

۵۷۱ھ میں خلیفہ اشبیلیہ سے مراکش واپس آیا اور ۵۷۵ھ میں افریقہ کے مقام قفصہ کے باشندوں میں سے قبیلہ بنو الرند کے ایک شخص نے اُسکے خلاف علم بغاوت بلند کیا خلیفہ اُس کی سرکوبی کے لیے ۵۷۶ھ میں خود گیا اور

اُس کو قتل کر کے ۵۷۸ھ میں مراکش واپس چلا آیا۔ پھر خلیفہ کی اطلاع ملی کہ الفانسو اندلس کے شہروں میں گھس گیا ہے اور لوٹ اور غارتگری سے اہل ملک کو پریشان کر رکھا ہے۔ ۵۷۹ھ میں خلیفہ خود لشکر لے کر گیا اور مغربی اندلس کے شہر شنترین کا محاصرہ کر لیا اثنائے محاصرہ میں بعض اُن احکام پر جو سپاہیوں کو دیے گیے تھے باہم سوء فہم اور اختلاف پیدا ہوا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سپاہی خلیفہ کو اطلاع دیے بغیر محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے اور خلیفہ کے ساتھ اُس کے مخصوص آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی۔

خلیفہ کا زخمی ہونا اور انتقال

محصور افرنجیوں نے جب یوسف کے آدمیوں کی تھوڑی سی تعداد کو دیکھا تو وہ باہر نکلے اور مسلمانوں سے سخت مقابلہ کیا۔ اس معرکہ میں خلیفہ مجروح ہوا اور اُس کے ہمراہی فرار ہو گئے بعض مخصوص ساتھی اُس کو اشبیلیہ لے گیے اور وہاں سے مغرب لیجانا چاہا لیکن زخموں کی شدت سے وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۵۸۰ھ میں اُس نے راستہ ہی میں انتقال کیا۔

وہ علوم و فنون کا قدر دان اور علم دوست تھا اور بہترین سیرت و سیاست

کا مالک۔

چوبیسواں سبق

المنصور باللہ یعقوب بن یوسف

یوسف بن عبد المومن کی وفات کے بعد اُس کے بیٹے یعقوب کے ہاتھ پر ۵۸۰ھ میں بیعت کی گئی وہ لوگوں کے ساتھ اشبیلیہ گیا اور وہاں بیعت کی تجدید ہوئی اور المنصور باللہ کا لقب اختیار کیا گیا پھر اُس نے لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کیا اور اُس کا لشکر دشمنوں کے شہروں میں گھس گیا اور بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

مغرب کی جانب واپسی

پھر اُس نے بحر کو عبور کیا اور مغرب پہنچا وہاں کے مظالم کو رفع کیا علماء کی عزت کی اور باشندگان ملک سے ہمدردی کا اظہار کیا۔

بنو غانیہ کی بغاوت

المنصور باللہ کے عہد حکومت میں اہم واقعہ بنو غانیہ کی بغاوت تھی

جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے اپنے عہد حکومت میں بلاد اندلس کے مشرقی جزائر میورقہ، منورقہ، اور یابسہ پر محمد بن علی السوقی معروف بہ ابن غانیہ ایک شخص کو عامل مقرر کیا تھا اُس کی وفات کے بعد منصور کے عہد حکومت تک اُس کے بیٹے وہاں کے عامل رہے المنصور باللہ کے حکمراں ہونے کے بعد ان لوگوں نے اُس کی اطاعت سے انکار کر دیا اور باشندگان جزائر مذکورہ کا امیر یحییٰ بن اسحٰق بحری کشتیاں لیکر آگے بڑھا اور ۵۸۰ھ میں اچانک مقام بجایہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کی آبادی کو بیعت لینے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد اُس نے مقامات مازونہ، ملیانہ اور قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا منصور کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اُس نے ابوزید ابو حفص کی قیادت میں لشکر تیار کیا اور ابن غانیہ کی سرکوبی پر مامور کیا ابن غانیہ صحراء کے اندر چلا گیا اور مدتوں اِدھر اُدھر پھرتا رہا پھر اُس نے اپنی جماعت سے بلاد افریقیہ پر حملہ کیا منصور اُس کی سرکوبی کے لیے خود افریقیہ سے روانہ ہوا اور ابن غانیہ کو بھگا دیا جو مدتوں ادھر اُدھر مارا مارا پھرتا رہا جسکی تفصیل طوالت کو چاہتی ہے پھر ۵۸۴ھ میں منصور مراکش کو واپس

چلا آیا۔

افریقیہ میں عربوں کی توطن پذیری

المنصور باللہ کے عہد حکومت میں عرب اپنے بلاد سے سکونت ترک کر کے افریقیہ پہنچے اور وہیں توطن اختیار کر لیا اُسی وقت سے ارضِ مغرب دو قوموں میں منقسم ہوئی یعنی قوم عرب اور قوم بربر کے درمیان اس سے پہلے عرب لوگ افریقیہ میں توطن اختیار نہ کرتے تھے بلکہ حکمراں طبقہ کی طرح اقامت اختیار کر لیتے تھے۔

اندلس میں منصور کے غزوات کا آغاز

۵۸۵ھ میں خود منصور بہ نفس نفیس مغربی اندلس کی جانب گیا اور شہر لشبونہ اور اُس کے اطراف پر سخت حملے کر کے افرنجیوں کو بہت پریشان کیا اور امن وامان قائم کر کے فاس کو واپس چلا آیا۔

القاب خرابی کا موجب ہیں

انہی ایام میں صلیبی جنگیں شام میں پوری قوت سے جاری تھیں۔ افرنجیوں نے بیت المقدس وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور بطل اسلام صلاح الدین الایوبی اُن کے مقابلہ کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔ صلاح الدین نے

یعقوب المنصور کی خدمت میں قیمتی ہدایا و تحائف روانہ کیے اور یہ درخواست کی کہ وہ اپنی بحری جنگی کشتیوں سے افرنجیوں کی مدافعت میں مدد دے تاکہ افرنجیوں کو بلاد اسلامیہ سے نکالا جاسکے اس مراسلہ میں چونکہ صلاح الدین نے المنصور کو امیرالمومنین کے لقب سے مخاطب نہیں کیا تھا اس لیے اُس نے اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔

ابن غانیہ اور افرنجی

۵۸۶ھ میں ابن غانیہ پھر افریقہ میں نمودار ہوا اور اُس پر قابض ہو گیا منصور اُس کی سرکوبی کے لیے فاس سے روانہ ہوا لیکن ابن غانیہ اس کی آمد کی خبر سُن کر پھر صحرا میں بھاگ گیا۔ افرنجیوں کو جب اس کا علم ہوا کہ ابن غانیہ نے منصور کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے تو اُن کو پھر جرأت ہوئی اور اُنہوں نے مغربی اندلس کے مقامات شلب۔ باجہ اور مابورہ پر قبضہ کرلیا۔

قلعۂ ارک کا ہولناک واقعہ

منصور کو جب افرنجیوں کی تاخت و تاراج کا حال معلوم ہوا تو وہ غضبناک ہو گیا فوراً فاس واپس آیا اور وہاں سے اندلس کی جانب کوچ

گیا یہاں تک کہ اسلامی لشکر قلعہ ارک کے قریب پہنچ گیا جہاں افرنجیوں کا لشکر پڑا ہوا تھا منصور نے سپاہیوں کو بہادری سے لڑنے کا جوش دلایا۔ الفانسو نے اسلامی لشکر دیکھتے ہی اپنی سپاہ کے ایک دستہ کو مسلمانوں پر حملہ کرنے اور اُن کو آگے بڑھنے سے روکنے کا حکم دیا افرنجی دستہ نے پوری قوت سے حملہ کیا اور اگر شیخ ابو یحییٰ بن ابو حفص اپنی شجاعت و بسالت اور حُسن تدبیر سے کام نہ لیتا تو قریب تھا کہ مسلمان مغلوب ہو جاتے اور نصرانی فتح حاصل کر لیتے شیخ ابو یحییٰ نے معاملہ کی نزاکت کو محسوس کیا۔ اور فوراً آگے بڑھ کر حملہ آور افرنجی دستہ کو گھیر لینے کی کوشش شروع کردی چنانچہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا اور افرنجی دستہ کو گھیر کر اُس نے بالکل تباہ کر دیا صرف سن رسیدہ اشخاص اُس میں سے زندہ بچے۔ شیخ بھی اس معرکہ میں اپنی بسالت کے سبب شہادت کے درجہ کو پہنچا اس واقعہ کے بعد الفانسو نے اپنی پوری طاقت سے یکبارگی مسلمانوں پر حملہ کیا سخت جنگ ہوئی آخر مسلمانوں نے شاندار فتح حاصل کی اور الفانسو بھاگ گیا اور منصور فاتحانہ انداز سے اشبیلیہ میں داخل ہوا۔

پانچ سال کے لئے التوائے جنگ

الفانسو نے اپنے دارالسلطنت طلیطلہ میں پہنچ کر ایک اور لشکر تیار کیا اور دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کیا منصور نے پھر اُس کے حملوں کے جواب دیے اور اُس پر فتح حاصل کی آخر الفانسو نے منصور سے پانچ سال کے لئے التوائے جنگ کی درخواست کی منصور نے اس کو قبول کر لیا اور سنہ ۵۹۴ھ میں مراکش واپس چلا آیا۔

منصور کی وفات اور سیرت

منصور نے ۵۹۵ھ میں وفات پائی وہ محتاط سیاست داں اور مذہبی آدمی تھا بہت سے شعراء نے اُسکی تعریف میں قصائد لکھے ہیں۔

پچیسواں سبق

الناصر لدین اللہ محمد بن یعقوب

منصور کی وفات کے بعد ممالک مغرب، افریقہ اور اندلس کی آبادی نے اُس کے بیٹے محمد کے ہاتھ پر بیعت کی اور الناصر لدین اللہ کا لقب اُس

گو دیا یہ واقعہ ۵۹۵ھ کا ہے۔ محمد بن یعقوب کے عہد حکومت کے واقعات کا خلاصہ یہ ہے۔

علوودان الغماری

محمد بن یعقوب کے آغاز حکومت میں جبال غمارہ کے اندر علوودان الغماری نے بغاوت کی وہ خود اُس کے مقابلہ پر فوج لے کر گیا اور جبال غمارہ کو فتح کرکے مراکش واپس چلا آیا۔

ابن غانیہ کے اقتدار کی عظمت اور قتل

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ابن غانیہ منصور کے خوف سے صحرا میں بھاگ گیا تھا منصور کی وفات کے بعد وہ پھر رونما ہوا اور اپنی جمعیت سے مقامات طرابلس، مہدیہ اور بلاد جرید پر قبضہ کرلیا پھر اُس نے بزور شمشیر ٹیونس کو فتح کیا اور اس کے بعد باشندگان قیروان خود اُس کی حکومت میں داخل ہو گئے اُس کی عظمت بہت بڑھ گئی اور اُس نے بغداد کے عباسی خلیفہ کا خطبہ اپنے مقبوضہ ملک میں پڑھوایا

الناصر کو جب یہ خبریں پہنچیں تو اُس نے قرار دیا کہ اُس پر حملہ کرکے اپنے مقبوضات کی مدافعت کیجائے چنانچہ ۶۰۰ھ میں وہ سپاہ کو لیکر روانہ

ہوا اور بحری بیڑہ بھی اُس کے مقابلہ پر بھیجا ابن غانیہ کو اس لشکر کشی کا علم ہوا تو وہ ٹیونس سے نکل کر قیروان چلا گیا اس کے بعد قفصہ گیا اور پھر جبل بنی دمر میں پہنچ کر متحصن ہو گیا۔

الناصر مراکش سے سپاہ لے کر ٹیونس گیا پھر ابن غانیہ کے تعاقب میں روانہ ہوا اس کے بعد مہدیہ واپس آکر اُس کا محاصرہ کر لیا اور اپنے ایک فوجی افسر کو ابن غانیہ سے معرکہ آرا ہونے کے لیے روانہ کیا اُس نے ابن غانیہ کو جبل تاجورہ واقع اطراف قابس میں جا لیا اُس کو قتل کیا اور اُس کا سر الناصر کی خدمت میں بھیج دیا الناصر اس کے بعد بھی المہدیہ کا محاصرہ کیے پڑا رہا یہاں تک کہ سنہ ۶۰۲ھ میں بزور شمشیر اُس کو فتح کر لیا پھر وہ ٹیونس واپس آیا اور وہاں سے مغرب کو روانہ ہو گیا۔

ٹیونس کی دولت حفصیہ کا جد امجد

الناصر جب ٹیونس سے روانہ ہونے لگا تو وہاں کا عامل اُس نے اپنے ایک فوجی افسر شیخ ابو محمد عبدالواحد بن ابو حفص النہتانی کو مقرر کیا یہی شخص ٹیونس کی دولت حفصیہ کا جد امجد یا بانی ہے۔

فتح میورقہ

یحییٰ بن اسحٰق کے قتل کے بعد الناصر نے بحری بیڑہ کو جزیرہ میورقہ پر قبضہ کرنے اور بنو غانیہ کے ہاتھوں سے چھین لینے کے لیے روانہ کیا اس بیڑہ نے قوت کے زور سے جزیرہ کو چھین لیا اور اُس کے حاکم عبید اللہ بن اسحٰق المسوفی کو مار ڈالا۔

القحطانی

الناصر کے عہد حکومت میں بلاد جزولہ کے ایک عالم نے جس کا نام عبدالرحیم بن عبدالرحیم بن فرس تھا یہ دعویٰ کیا کہ جس قحطانی کا ذکر حدیث میں بایں الفاظ آیا ہے۔

لاتقوم الساعۃ حتی	قیامت آنے سے پہلے قحطان میں سے ایک
یخرج رجل من قحطان	شخص کا ظہور ہوگا جو اپنے عصا سے لوگوں
یسوق الناس بعصاہ	کو چلائیگا اور زمین میں اسی طرح عدل و
یملاؤھا عدلاً کما ملئت جوراً	انصاف پھیلائیگا جس طرح وہ جور و ستم سے معمور ہوگی

وہ میں ہی ہوں الناصر نے اُس کی سرکوبی کے واسطے لشکر کو روانہ کیا اُس کو مار ڈالا گیا اور اُس کا سر الناصر کے پاس مراکش میں بھیج دیا گیا اور یہ فتنہ فرو

ہو گیا۔

عقبان کا ہولناک واقعہ

پھر الناصر کو معلوم ہوا کہ اندلس میں افرنجیوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور مسلمانوں کو پریشان کر رہے ہیں اُن کی سرکوبی کے لیے وہ خود چھ لاکھ کا لشکر جرار لے کر روانہ ہوا افرنجیوں نے کئی مرتبہ صلح کی درخواست کی لیکن الناصر نے اُن کی درخواست کو قبول نہیں کیا اور قشتالہ پہنچ کر قلعہ سیطرہ کا محاصرہ کر لیا جو وہاں کا نہایت مستحکم قلعہ تھا اور چالیس منجنیقیں وہاں لگا دیں باوجود کوشش بلیغ کے قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ اور الناصر آٹھ ماہ تک وہاں بے فائدہ پڑا رہا اُس کا تمام سامان ختم ہو گیا امداد آنا بند ہو گئی اور موسم سرما کی مشکلات نے احاطہ کر لیا الفانسو کو اسلامی سپاہ کی جب ان مشکلات کا علم ہوا تو اُس نے لشکر جرار کو فراہم کیا اور الناصر کی مخالفت میں اندلس کے مشہور و مضبوط اسلامی قلعہ ارباح کا محاصرہ کر لیا قلعہ کے افسر یوسف بن قادس نے شجاعانہ مدافعت کی اور الناصر کو مدد کے لیے لکھا لیکن الناصر کے وزیر ابن جامع نے ابن قادس کے خطوط کو چھپا لیا اور الناصر کو خبر تک نہ دی اور اس سے اُس کا منشاء صرف یہ تھا

کہ ابن قادس کے خطوط کو پڑھ کر کہیں الناصر قلعہ سیطرہ کے محاصرہ کو
ترک کر کے ابن قادس کی مدد کو نہ چلا جائے آخر جب محاصرہ نے طوالت
اختیار کی تو ابن قادس نے مجبور و مایوس ہو کر قلعہ حوالہ کر دیا اور الناصر
کے پاس چلا گیا اور حقیقت حال سے اُس کو آگاہ کیا الناصر نے اُس کو
اور اُس کے داماد مع ابن جامع کو قتل کرا دیا اور اس قتل کا نتیجہ یہ ہوا
کہ سپاہ الناصر اور اُس کے وزیر کی دشمن ہو گئی اور آخر ان دونوں نے
اُن تمام آدمیوں کو جن سے اُن کو خطرہ تھا دور دور بھیج دیا۔
الفانسو نے قلعہ ارباح پر قبضہ کر کے الناصر کی طرف رُخ کیا۔
دونوں فوجوں کا مقابلہ مقام حصن عقیان پر ہوا اور ۶۰۹ھ میں نہایت
ہولناک جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست فاحش ہوئی اور بیشمار
مسلمان سپاہی مارے گئے نہ صرف یہی بلکہ اندلس میں اُن کی طاقت تباہ
ہو گئی اور کوئی یار و مددگار اُن کا باقی نہ رہا اس کے بعد اندلس میں شاذ و
نادر ہی مسلمانوں کو کبھی کامیابی ہوئی ورنہ اُن کے اقتدار کا ہمیشہ کے لیے
خاتمہ ہو گیا اس شکست و ہزیمت کا الناصر پر غیر معمولی اثر ہوا اور وہ مراکش
کی جانب روانہ ہو گیا اور رباط الفتح مقام پر پہنچ کر ۶۱۰ھ میں انتقال کیا

چھبیسواں سبق

المنتصر باللہ یوسف بن محمد

الناصر محمد بن یعقوب کی وفات کے بعد اُس کے بیٹے یوسف کے ہاتھ پر بیعت کی گئی جس کی عمر اُس وقت ۱۶ سال کی تھی اور المنتصر باللہ کا لقب اُس کو دیا گیا یہ واقعہ ۶۱۰ھ کا ہے

حکومت میں ضعف کا آغاز

المنتصر چونکہ چھوٹی عمر کا حکمران تھا اس لئے اُس نے ناعاقبت اندیشی سے موحدین کے زعماء پر سختی و استبداد شروع کیا اور خود لہو ولعب اور عورتوں کے ساتھ عشرت میں پڑ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اطراف کے والی و حکمران خود سر ہو گئے اور افرنجیوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اندلس کے اسلامی شہروں پر قبضہ کر لینا چاہا چنانچہ اُنہوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ دولت موحدین میں ضعف کے آثار نمایاں ہو گئے۔

مغرب میں دولت مرینیہ کی بنیاد

۶۱۳ھ میں فاس کے اطراف میں بنو مرین کا ظہور ہوا (یہ ایک قبیلہ تھا جو صحرائے فیجیج میں متوطن تھا) اور بہت جلد وہ مغربی بلاد پر چھا گیا المنتصر نے اپنے عامل فاس کو اُن سے جنگ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ لشکر لے کر اُن کے مقابلہ پر گیا لیکن اُنہوں نے ایسی سخت شکست دی کہ دولت موحدین کے اقتدار کو اس سے شدید صدمہ پہنچا اور دولت مرینیہ کی بنیاد قائم ہو گئی یہی وہ دولت مرینیہ ہے جو موحدین کی حکومت کے بعد ملک میں قائم ہوئی تھی۔

المنتصر کی وفات

المنتصر نے زیادہ عرصہ حکومت نہیں کی ۶۲۰ھ میں ایک آوارہ گائے کے سینگ سے وہ زخمی ہوا اور وفات پائی اُس کو حیوانات کی پرورش اور ان سے بچہ لینے کا بڑا شوق تھا اسی کے ساتھ عیش پسند اور عشرت خواہ تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندرون ملک میں اضطراب و بےچینی اور بیرون حکومت میں ضعف نمایاں ہو گیا تھا اور سلطنت بہت کمزور ہو گئی تھی۔

عبدالواحد بن یوسف

المنتصر کی وفات کے بعد سید ابو محمد عبدالواحد بن یوسف، منصور کے بھائی کے ہاتھ پر ۶۲۰ھ میں بیعت کی گئی دو ماہ تک ملک میں اسکی حکومت رہی اور مقام مرسیہ کے سوا موحدین کے سارے مقبوضات میں اُس کا خطبہ پڑھا گیا۔

العادل کی بیعت

مرسیہ کے حاکم سید ابو محمد عبداللہ بن منصور نے نہ صرف عبدالواحد کے ہاتھ پر بیعت ہی سے انکار کیا بلکہ اپنے وزیر شیخ ابو زید بن برجان المعروف بہ اصغر کی تحریک و سازش سے اُس نے حصول خلافت کی جدوجہد بھی شروع کی باشندگان مرسیہ نے اُسکو خلیفہ تسلیم کر کے اُسکے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی اور خفیہ طور پر اُس کے بھائی ادریس بن یعقوب المنصور الملقب بہ ابوالعلاء الاصغر حاکم قرطبہ، ابوالحسن صاحب غرناطہ اور ابو موسیٰ والی مالقہ نے بھی بیعت کرلی اور اُس کو العادل فی احکام اللہ کا لقب دیا گیا پھر ابو محمد البیاسی صاحب جیان نے بھی بیعت کرلی لیکن اُس کے بھائی ابو زید والی بلنسیہ و شاطبہ و دانیہ نے بیعت سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد العادل اشبیلیہ گیا اور وہاں سے مراکش کے شیوخ موحدین کو لکھا کہ وہ اُسکی بیعت کرلیں اُن کو اموال و ولایات دی جائینگی۔

عبدالواحد کا عزل و قتل

موحدین کے شیوخ نے العادل کی دعوت کو قبول کرلیا اور اُنکی ایک جماعت نے عبدالواحد کے پاس پہنچ کر کہا کہ اگر وہ سلطنت سے دست بردار ہو کر العادل کے ہاتھ پر بیعت خلافت نہ کریگا تو اُس کو قتل کردیا جائیگا عبدالواحد نے اُن کے مطالبہ کو قبول کرلیا چنانچہ وہ قاضی، فقہاء اور مشائخ کی ایک جماعت کو لائے اور عبدالواحد نے اُن کے سامنے حکومت سے دست برداری کا عہد کیا اور العادل کے ہاتھ پر بیعت کرلی پھر مشائخ موحدین کی جماعت عبدالواحد کے عزل سے ۱۲ دن کے بعد اُس کے پاس گئی اور گلا گھونٹ کر اُس کو مار ڈالا اور اُس کے قصر کو لوٹ لیا عبدالواحد موحدین کا پہلا حکمراں تھا جس کو سنہ ۶۲۱ھ میں معزول کر کے قتل کیا گیا تھا۔

العادل عبداللہ المنصور

العادل کے ہاتھ پر پہلی بیعت وسط صفر سنہ ۶۲۱ھ میں مرسیہ کے اندر

کی گئی پھر دوسری عام بعیت اواخر شعبان سن مذکور میں کی گئی۔

البیاسی کی بغاوت

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ البیاسی کے بھائی نے العادل کے ہاتھ پر بعیت سے انکار کر دیا تھا البیاسی اس انکار سے متاثر ہوا اور اُس نے بھی اطاعت سے منحرف ہو کر بیاسہ میں علم بغاوت کو بلند کر دیا مقامات قرطبہ، جبان، قیجاطہ اور تغراوسط کے قلعہ جات بھی اس بغاوت میں شامل ہو گئے۔ اعلان سرکشی کے بعد البیاسی نے الظافر کا لقب اختیار کیا اور البیاسی اپنے نام میں شامل کر لیا اس لیے کہ وہ مقام بیاسہ سے جہاد آزادی کا علم لے کر کھڑا ہوا تھا۔ العادل نے اُس کی سرکوبی کے لیے اپنے بھائی ابوالعلار الاصغر کو لشکر جرار دے کر مامور کیا چنانچہ اس نے بیاسہ پہنچ کر البیاسی کو محاصرہ میں لے لیا اور محاصرہ کی سختی سے عاجز آ کر آخر البیاسی نے اطاعت قبول کر کے العادل کے ہاتھ پر بعیت کر لی۔

افرنجیوں سے امداد طلبی

محاصرہ اُٹھا لیے جانے کے بعد البیاسی نے پھر بعیت کو توڑ دیا اور الفانسو سے اس شرط پر العادل کے خلاف مدد طلب کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو مقامات

بیاسہ اور قیجاطہ اُس کو دیدے گا الفانسو نے بیس ہزار مردان نبرد آزما اُس کو دیے اور وہ اُن کو اور اپنی سپاہ کو لے کر اشبیلیہ کی طرف بڑھا العادل کا بھائی ابو العلاء الاصغر اپنی فوج لے کر اس کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں فوجوں کے درمیان سخت معرکے ہوئے اور البیاسی کے لشکر نے فتح حاصل کی۔

العادل کی حکومت میں اضطراب

العادل نے جب اپنے بھائی اور اُس کے لشکر کے انجام پر نظر ڈالی تو اُس کو اس امر کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں البیاسی کا اثر و اقتدار مغرب سے گذر کر اندلس تک نہ پہنچ جائے اس خطرہ کی بنا پر اُس نے اپنے بھائی ابو العلاء کو البیاسی کے مقابلہ پر چھوڑا اور خود مراکش کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں اُس کو عربوں سے سخت تکالیف اُٹھانی پڑیں اور مراکش کے اطراف میں عرب الخلط و عسکورہ نے اُس کے خلاف متحدہ بغاوت کر کے اُس کے لشکر کو سخت شکست دی اور اُس کو معزول کر دینے پر سب متفق ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ العادل کی حکومت خطرہ میں پڑ گئی۔

ابو العلاء المامون

اندلس میں جب ابو العلاء الاصغر کو اُن واقعات کی خبر ملی جو اُس کے بھائی العادل کو مراکش میں پیش آئے تھے اور اُس نے محسوس کیا کہ اُسکے بھائی کی حکومت متزلزل ہو گئی ہے تو اُس نے اپنی دعوت شروع کی اور اشبیلیہ میں اُس کے ہاتھ پر اشبیلیہ کے تمام لوگوں اور اندلس کے اکثر آدمیوں نے ۶۲۴ھ میں بیعت کر لی یہاں تک کہ البیاسی کے بھائی نے بھی اُس کی اطاعت و بیعت کو قبول کر لیا بیعت کے بعد ابو العلاء نے المامون کا لقب اختیار کیا۔

لاموت الا امیر المومنین

بیعت کی تکمیل کے بعد ابو العلاء نے مراکش کے موحدین کو اپنی بیعت کی دعوت دی اور اُن کو آگاہ کیا کہ اندلس کے عام باشندوں اور تمام موحدین نے اُس کی خلافت کو تسلیم کر کے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے وہ بھی اُس کی خلافت کو تسلیم کر لیں دربارہ خلافت داد و دہش سے اُن کو خوش کر دیگا اول تو مراکش کے موحدین نے اس جانب توجہ نہ کی لیکن پھر اس امر پر سب متفق ہو گئے کہ ابو العلاء کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے

اور اُس کے بھائی کو معزول کر دیا جائے چنانچہ اس کے بعد وہ العادل کے قصر میں گئے اور اُس سے مطالبہ کیا کہ وہ حکومت سے دست بردار ہو جائے اُس نے انکار کیا آخر لوگوں نے اُس کو پکڑ کر اُس کے سر کو پانی میں رکھ دیا اور کہا "جب تک تم حکومت سے دست برداری نہ دو گے اُس وقت تک ہم تم کو نہ چھوڑیں گے"۔ اُس نے کہا "جو تمہارا جی چاہے کرو خدا کی قسم ہیں امیر المومنین ہی مرونگا" غرض لوگوں نے گلا گھونٹ کر اُس کو مار ڈالا یہ واقعہ سنہ ۴۲۲ھ کا ہے۔

ستائیسواں سبق

الحجاج ثانی

ملک پر اقتدار قائم ہو جانے کے بعد المامون سختی و درشتی میں بالکل حجاج بن یوسف ثقفی بن گیا وہ اندلس ہی میں تھا کہ اُس کے مزاج کی برہمی و درشتی کو دیکھ کر موحدین مراکش اپنے اس فعل پر نادم ہوئے کہ اُنھوں نے کیوں اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن کو اس امر کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں

وہ اپنے چچا اور بھائی کے خون کا انتقام اُن سے نہ لے چنانچہ خطرہ کو پیش نظر رکھ کر اُنہوں نے عام رائے کے اتفاق سے یحییٰ بن الناصر کے ہاتھ پر مراکش میں بیعت کر لی جو اُس وقت سولہ سالہ نوجوان تھا لیکن عرب الخلط اور قبائل ہسکورہ نے اُس کی بیعت نہیں کی۔

مغرب میں اضطراب و بےچینی

المامون کو اندلس سے آنے میں دیر ہوئی جس کے اسباب تم کو آگے چل کر معلوم ہونگے اور اس عرصہ میں یحییٰ کا اقتدار ایک حد تک مراکش میں قائم ہو گیا اُس نے امن و امان قائم کر کے عرب الخلط اور قبائل ہسکورہ سے لڑنے اور اپنا مطیع بنانے کے لئے فوج کو فراہم کیا اور اُن سے جنگ کی اس جنگ میں یحییٰ کو شکست ہوئی اور وہ خائب و خسران واپس چلا آیا۔ اس کے بعد یحییٰ کا اقتدار جاتا رہا مشکلات نے اُس کو گھیر لیا اور ملک میں عام فساد پھیل گیا باغیوں کی کثرت ہو گئی اور ہر طرف سے غارتگری کی خبریں آنے لگیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنو مرین کی جڑ مضبوط ہو گئی اور اُن کا اقتدار بڑھنے لگا۔

اندلس میں المامون کے خلاف عام شورش

ادھر اندلس میں المامون کے خلاف عام شورش پیدا ہوئی اور تمام امرائے اندلس اُس کے خلاف ہو گئے اور جو علاقہ جس کے ہاتھ میں تھا اُس پر اُس نے قبضہ کر لیا نہ صرف یہی بلکہ ہر ایک شخص نے افرنجی بادشاہوں سے مدد طلب کی اور اعانت کے معاوضہ میں بہت سے قلعے اُن کے حوالہ کر دیے مختصر یہ کہ باشندگان اندلس کے قلوب میں موحدین سے عام طور پر نفرت پیدا ہو گئی پھر سنہ ۶۲۵ھ میں اندلس کے ملوک طوائف میں سے سرقسطہ کی ہودی حکومت کا ایک رکن محمد بن یوسف بن ہود نے موحدین کے خلاف بغاوت کی اور طویل معرکہ آرائیوں کے بعد جن کا ذکر اس موقع پر طوالت کو چاہتا ہے اُس نے اقتدار حاصل کر لیا اور اس کے بعد موحدین کا اقتدار اندلس سے تقریباً بالکل اُٹھ گیا۔

بنو احمر کے اقتدار کا آغاز

سنہ ۶۲۹ھ میں محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ ابن احمر نے جو قرطبہ کے اطراف میں قلعہ ارجونہ پر قابض تھا بغاوت کی اور افریقہ کے حاکم ابوزکریا الحفصی کو بلا لیا اور پھر اُس کی اطاعت قبول کر لی۔

اُندلس دو حکومتوں کے درمیان

پھر ابن الاحمر اور ابن ہود کے درمیان اندلس کی حکومت پر جھگڑا ہوا اور دونوں نے حکومت کی باگ کو مضبوطی سے پکڑ لیا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی باہمی پھوٹ سے فائدہ اُٹھا کر ہسپانویوں نے اندلس کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ملک میں ابن الاحمر کے قدم جم گئے اور اُس کی اولاد ملک کی وارث ہوئی جن کی حکومت کا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔

المامون کی ناکامی

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ موحدین نے مراکش میں العادل کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور اُس کے بھائی المامون کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی پھر المامون کی بیعت پر نادم ہو کر اُس کے بھتیجے یحییٰ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی المامون اپنی بیعت کی خبر پا کر مراکش کی طرف روانہ ہوا لیکن جزیرۃ الخضرا پہنچ کر اُس کو معلوم ہوا کہ موحدین نے اُس کی بیعت کو توڑ دیا ہے یہ خبر سُن کر وہ پتھر کی مانند بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا۔

موحدین کے خلاف افرنجیوں کو استعانت

فوراً اُس نے مسیحی حاکم قشتالہ (کستیلیہ) کو موحدین کے خلاف استعانت

کے لئے لکھا حاکم قشتالہ نے ایسی شرائط پیش کیں جن کو کوئی خوددار شخص ہرگز ہرگز قبول نہیں کرسکتا تھا چنانچہ اُن میں بعض شرائط یہ تھیں۔

۱۔ قشتالہ کے قریب کے دس قلعوں کو حاکم قشتالہ کے حوالہ کردیا جائیگا۔ جن کا انتخاب خود حاکم قشتالہ کریگا۔

۲۔ مراکش میں اپنی اس مسیحی سپاہ کے لئے جو وہ امداد کو بھیجیگا ایک کنیسہ تعمیر کرلے گا۔

۳۔ نصاریٰ میں سے جو شخص اسلام کو قبول کرے اُس کے اسلام کو تسلیم نہ کیا جائے گا اور اُس کو اُس کے ہم مذہب بھائیوں کے حوالہ کردیا جائیگا تاکہ وہ اُس کو اپنے مذہب کے مطابق سزا دے سکیں۔

المامون نے اِن تمام شرائط کو تسلیم کرلیا۔

یحییٰ بن الناصر کا فرار

یحییٰ نے جب حالات کی خرابی کو دیکھا تو مقام تینملل کی جانب بھاگ گیا اور موحدین کے شیوخ نے دوبارہ المامون کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کرکے اُس کو اطلاع دیدی اس کے بعد موقع پاکر یحییٰ مراکش پہنچا اور المامون کے عامل کو مار ڈالا اور پھر جبل جبلیز پہنچ کر اپنی جمعیت کے ساتھ المامون

کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

افرنجیوں کو پہلی مرتبہ مراکش میں داخل کرنیوالا شخص

حسبِ معاہدہ و شرائط بالا حاکم قشتالہ نے بارہ ہزار سپاہ المامون کی مدد کے لئے روانہ کی المامون اُس کو لے کر جزیرہ خضرا سے گذرتا ہوا سبتہ پہنچا اور وہاں سے مراکش کی طرف بڑھا یحییٰ نے موحدین کے لشکر سے اُس کا مقابلہ کیا اور جو کچھ اُس پر گذرنی تھی گذر گئی وہ شکست کھا کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا۔ المامون مراکش پہنچ گیا اور موحدین نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی المامون پہلا شخص ہے جو افرنجیوں کے لشکر کو ارض مغرب میں لایا تھا۔

مہدی صرف عیسیٰؑ ہے

المامون پہلا شخص ہے جس نے موحدین کی بعض اُن رسوم و امور میں جن کو محمد بن تومرت مہدی نے وضع کیا تھا تبدیلی کی اور وہی پہلا شخص ہے جس نے سکہ اور خطبہ سے اپنے نام کو علیحدہ کیا اور اس امر کا اعلان کیا کہ مہدی عیسیٰؑ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

حجاج کے اصول کا اجراء

مراکش میں جب المامون کا اقتدار پورے طور پر قائم ہو گیا تو اُس

نے موحدین کے اُن شیوخ کو جنہوں نے اُس کی بیعت کو توڑ دیا تھا قتل کا
حکم دیدیا چنانچہ اُن سب کو چُن چن کر مار ڈالا گیا اور اُن کے سروں کو شہر پناہ
کے برجوں پر لٹکا دیا گیا یہاں تک کہ اُن میں ناقابل برداشت تعفن پیدا
ہو گیا (بعض اشخاص کا بیان ہے کہ مقتولین کی تعداد چار ہزار تھی)

مراکش میں کنیسہ کی تعمیر

اس کے بعد المامون نے اُن مسیحیوں کو جو اُس کی امداد کو آئے تھے شرائط
بالا کے موافق کنیسہ تعمیر کرنے کا حکم دیا چنانچہ سجیشہ نامی مشہور جگہ پر کنیسہ تعمیر کیا گیا

المامون کے خلاف بغاوتوں کا تسلسل

۶۲۶ھ میں افریقیہ کے امیر ذکریا ابن الشیخ ابو محمد بن حفص نے موحدین
کی اطاعت کا جُوا کاندھوں سے اتار پھینکا اور خود مختار ہو گیا۔ ۶۲۹ھ میں
شہر سبتہ کے اندر المامون کے بھائی سید ابو موسیٰ عمران بن المنصور الملقب
بہ المؤید نے علم بغاوت بلند کیا المامون فوج لے کر اُس کے مقابلہ پر گیا
لیکن ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ اُس کو یہ خبر ملی کہ قبائل بنو فزار اور بکلاتہ
نے مکناسہ کا محاصرہ کر لیا ہے وہ فوراً پلٹ گیا اور اُن کی سرکوبی کر کے راہ
راست پر لے آیا پھر اُس نے سبتہ پہنچ کر اپنے بھائی کو محاصرہ میں لے لیا اس

اثنا میں یحییٰ نے موقع سے فائدہ اُٹھایا پہاڑی علاقہ سے اُترا اور عرب سفیان وغیرہ کی جمعیت سے زبردستی مراکش میں داخل ہو گیا اور مسیحیوں کے کنیسہ کو تباہ و برباد کر کے زمین کے برابر کر دیا المامون کو جو سبتہ کا محاصرہ کیے پڑا تھا جب اس کی خبر ملی تو وہ فوراً مراکش کی طرف روانہ ہو گیا المویدنے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور سبتہ سے نکل کر اندلس چلا گیا اور ابن ہود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سبتہ اُس کے حوالہ کر دیا اُس نے اس کے معاوضہ میں اُس کو مقام مریہ دیدیا جہاں وہ آخری عمر تک رہا۔

جان لیوا صدمات

المامون راستہ ہی میں تھا کہ اسی قسم کی خبریں چاروں طرف سے اُس کو ملنے لگیں آخر وہ ان جانکاہ خبروں سے بیمار پڑ گیا اور وادی العبید میں اُس نے ان دنیاوی مصائب و مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان ۶۲۹ھ کے آخری دن جان آفریں کو سپرد کر دی۔ المامون کا عہد حکومت مصائب و بدبختی اور نزاع باہمی کا عہد تھا۔

اٹھائیسواں سبق

رشید بن مامون

المامون بن المنصور کی وفات کے بعد اُس کے بیٹے عبدالواحد بن المامون کے ہاتھ پر وادی العبید میں المامون کی وفات کے دوسرے دن یعنی ۶۳۰ھ کے پہلے دن میں بیعت کی گئی اور الرشید کا لقب دیا گیا۔ بیعت کے بعد وہ اپنے والد المامون کی نعش کو تابوت میں لے کر مراکش کی طرف روانہ ہوگیا۔

یحیٰی کا خروج

یحیٰی بن الناصر نے الرشید کے خلاف خروج کیا الرشید نے اُس سے مقابلہ کیا اور اُس کو شکست دیکر مراکش پر قابض ہوگیا اور یحیٰی پہاڑوں کی جانب چلا گیا۔ پھر ۶۳۲ھ میں الرشید کو قبائل خلط کے بعض روساء نے مصائب میں مبتلا کیا وہ یحیٰی ابن حمیدان کی قیادت میں مجتمع ہوئے اور یحیٰی بن الناصر کی دعوت کا اعلان کر کے اُس کو پہاڑوں میں سے لے آئے

اور پھر مراکش کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوئے الرشید کے لشکر نے اُن سے مقابلہ کیا اُنہوں نے الرشید کو شکست دیکر بھگا دیا اور مراکش کا محاصرہ کر لیا۔ آخر الرشید سجلماسہ چلا گیا اور یحییٰ اور اُس کے ہمراہیوں نے مراکش کو فتح کر لیا۔

یحییٰ کا قتل

۶۳۳ھ میں الرشید مراکش کے ارادہ سے سجلماسہ سے روانہ ہوا ادھر یحییٰ اُس کے مقابلہ پر آیا فریقین میں جنگ ہوئی جس میں الرشید نے فتح حاصل کی اور یحییٰ بھاگ کر عرب معقل کے پاس چلا گیا اِن عربوں میں سے کسی نے اُس کو دھوکہ سے مار ڈالا اور اُس کا سر الرشید کے پاس بھیج دیا۔

اندلس میں الرشید کی بعیت

۶۳۵ھ میں اہل اشبیلیہ نے ابن ہود کی بعیت کو توڑ دیا اور الرشید کی بعیت کر لی اور ۶۳۶ھ میں محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے بھی اُسکی خلافت کو تسلیم کر لیا۔

افرنجیوں کا قرطبہ پر قبضہ

۳۔ شوال ۶۳۶ھ کو افرنجیوں نے اندلس کے مرکزی شہر اور دارالحکومت قرطبہ پر قبضہ کرلیا۔

الرشید کی وفات

الرشید نے ۶۴۰ھ میں اپنے باغ کے ایک حوض میں ڈوب کر وفات پائی۔

المعتضد بن المامون

الرشید کی وفات کے بعد اُس کے بھائی ابو الحسن السعید علی بن المامون کے ہاتھ پر بعیت کی گئی اور اُس نے المعتضد باللہ کا لقب اختیار کیا۔

بنو مرین اور الحفصی

ملک میں عام اضطراب

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ۶۱۳ھ میں بنو مرین کا ظہور ہوا اس کے بعد وہ برابر طاقت حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ الرشید کے عہد حکومت میں وہ ملک کے اندر پھیل گئے اور کئی مرتبہ انہوں نے الرشید کے لشکر کو شکست

دی پھر جب المعتضد تخت نشین ہوا تو بنومرین کا اقتدار بہت بڑھ گیا المعتضد ۶۴۲ھ میں اُن کی طرف گیا اور اُن سے التوائے جنگ کر لیا پھر ۶۴۳ھ میں دوبارہ اُس نے اُن پر حملہ کیا لیکن کامل فتح حاصل نہ کر سکا اِس اثناء میں ابوذکریا الحفصی کا زور بھی بڑھ گیا۔ باشندگان اشبیلیہ وسبتہ نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اُس نے تلمان پر قبضہ کر کے مراکش کے تخت خلافت کے حصول کی کوشش شروع کر دی۔

موحدین کے اتحاد کی کوشش

المعتضد نے جب دیکھا کہ حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مختلف ہاتھوں میں چلی گئی ہے اور اب اُس کی زندگی خطرہ میں ہے تو اُس نے موحدین کو جمع کیا، اُن کے اجتماع میں تقریر کی اور اُن کو اس امر پر آمادہ کیا کہ اطراف کے خودمختار باغیوں کا استیصال اُن کے استحکام سے پہلے کر دینا چاہیئے تاکہ حکومت تباہی سے بچ جائے موحدین نے اس کی تائید کی اور سب متفق ہو گئے۔

باغیوں کی اطاعت اور المعتضد کی وفات

المعتضد نے موحدین کے اتفاق رائے سے لشکر کو فراہم کیا اور ۶۴۵ھ کے

آخر میں فوج لے کر مراکش سے روانہ ہوا اُس کے سامنے تین بڑے دشمن تھے جن پر اُس نے حملہ آوری کی ترتیب یہ رکھی تھی کہ

۱۔ مراکش سے روانہ ہو کر وہ اول مکناسہ پہنچ کر بنو مرین پر حملہ آور ہو۔

۲۔ پھر تلمسان جائے اور یغراش بن زیان وہاں کے حاکم سے لڑے

۳۔ اس کے بعد افریقیہ جا کر ابن ابو الحفص سے معرکہ آرا ہو۔

چنانچہ حسب قرارداد وہ پہلے مکناسہ گیا بنو مرین کے زعیم ابو بکر بن عبد الحق نے جب اُس کے لشکر جرار کو دیکھا تو ملک کو خالی کر کے المعتضد کے حوالہ کر دیا۔ باشندگان مکناسہ نے اُس سے عفو تقصیر کی درخواست کی المعتضد نے اُن کے قصور کو معاف کر دیا اور پھر ابو بکر اور اُسکے ہمراہیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا ابو بکر اُس کے تعاقب سے ڈر گیا اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کر کے معافی کا خواستگار ہوا المعتضد نے اُس کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا اس کے بعد المعتضد تلمسان کی طرف بڑھا یغراش حاکم تلمسان نے بھی اطاعت قبول کر لینے کی درخواست کی لیکن المعتضد نے کہلا بھیجا کہ جب تک وہ خود حاضر ہو کر معافی نہ چاہیگا اُس کی معافی کو قبول نہ کیا جائیگا۔ یغراش جان کے خوف سے اُس کے پاس نہ گیا آخر المعتضد نے

اُس کو محاصرہ میں لے لیا چوتھے روز محاصرہ کی حالت میں قیلولہ کے وقت جبکہ لوگ غافل تھے المعتضد گھوڑے پر سوار ہوا اور قلعہ کے گرد یغراش کا پتہ لگانے کے لئے گھومنے لگا وہ جستجو میں پھر رہا تھا کہ بنو عبد الواد کے ایک سوار نے اُس کو دیکھ لیا اور خنجر سے اُس کو مار ڈالا یہ واقعہ ۶۴۶ھ کا ہے۔ المعتضد کے لشکر کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ بغیر جنگ کیے ہوئی بھاگ کھڑا ہوا اور بنو عبد الواد نے جو یغراش کی قوم سے تھے اُس کے لشکر گاہ پر قابض ہو کر تمام سامان کو چھین لیا۔

عمر المرتضیٰ ابن ابی ابراہیم

المعتضد کے انتقال کے وقت عمر بن المرتضیٰ بن ابی ابراہیم بن یوسف بن عبد المومن المعتضد کی جانب سے رباط الفتح کا والی تھا جب المعتضد مارا گیا تو مراکش کے موحدین جمع ہوئے اور عمر بن المرتضیٰ کی بیعت کرلی اور اُس کو رباط سے طلب کیا وہ فوراً مراکش چلا آیا اور ۶۴۶ھ میں حکومت پر قابض ہو کر المرتضیٰ کا لقب اختیار کیا۔

عمر کے قبضہ سے بلاد کا خروج

المعتضد کی وفات کے بعد مرینیوں کے سردار ابو بکر بن عبد الحق نے مقامات

رباط، تازہ اور مکناسہ پر اور ۶۴۷ھ میں فاس اور اُس کے متعلقات پر قبضہ کرلیا گویا المرتضیٰ کے ہاتھ سے مغرب کا سارا علاقہ نکل گیا اور صرف بلاد جوز واقع سلا سے سوس تک اُس کے اقتدار میں رہ گیا۔

اندلس میں ہسپانی اور مسلمان

المرتضیٰ کے عہد حکومت کے آغاز میں ہسپانویوں کی حکومت نے اندلس کے مشہور مقام اشبیلیہ پر قبضہ کرلیا تھا اور اب اندلس میں مسلمانوں کی حکومت صرف غرناطہ کے علاقہ پر رہ گئی تھی جس کے حکمراں بنو احمر تھے۔

المرتضیٰ اور بنو مرین

۶۵۳ھ میں المرتضیٰ نے بنو مرین کے ہاتھوں سے فاس اور اُس کے متعلقات کو واپس لینے کی کوشش کی ایک لشکر جرار مرتب کیا اور بنو مرین سے معرکہ آرا ہوا لیکن ناکام رہا اس لیے کہ اُس کے لشکر کے سپاہیوں کے قلوب میں بنو مرین کا خوف بیٹھ گیا تھا اور وہ اُن کے مقابلہ سے جان چُراتے تھے پھر ۶۵۵ھ میں بنو مرین کے زعیم ابوبکر نے سجلماسہ پر بھی قبضہ کرلیا اور اسکے بعد اُس کا انتقال ہوگیا اور اُس کا جانشین اُس کا بیٹا یعقوب بن عبدالحق ہوا جس نے موحدین کو بہت پریشان کیا اور مراکش کا محاصرہ

کرلیا لیکن پھر محاصرہ کو اُٹھالیا۔

المرتضیٰ اور ابودبوس

پھر المرتضیٰ کے خلاف اُس کا چچا ابو العلاء ادریس ملقب بہ ابی دبوس اُٹھا بنو مرین نے پانچ ہزار نبرد آزما سپاہیوں سے اُس کو مدد دی وہ اپنی جمعیت کو لے کر مقام سلا پہنچا اور موحدین و مصامدہ کے شیوخ کو لکھا کہ وہ اُس کی بیعت کرلیں اُن کے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے گا موحدین و مصامدہ نے اُس کی دعوت کو قبول کرلیا اور ملک کے اطراف میں فوجوں کو پھیلا کر ابودبوس سے درخواست کی کہ وہ سرعت کے ساتھ پیشقدمی کرے چنانچہ وہ تیزی سے مراکش کی طرف بڑھا اور ۶۶۵ھ میں مراکش کے اندر داخل ہوگیا المرتضیٰ اپنی جدوجہد میں ناکام رہا اور مقام ازمور کی طرف بھاگ نکلا لیکن ازمور کے والی نے اُس کو گرفتار کرلیا اور ابودبوس نے اُس کو ۶۶۵ھ میں قتل کرادیا۔

الواثق باللہ المعروف بہ ابی دبوس

ابودبوس جب مراکش میں داخل ہوگیا اور المرتضیٰ بھاگ گیا تو تمام موحدین نے ابودبوس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ۶۶۵ھ میں مملکت مراکش

پر ابودبوس کا قبضہ ہوگیا۔

ابودبوس اور بنومرین

یعقوب بن عبدالحق مرینی کو جب ابودبوس کی فتوحات کا علم ہوا تو اُس نے اُس کو مبارکباد بھیجی اور اُن شرائط کی تکمیل کا مطالبہ کیا جن پر اُس کو مدد دی گئی تھی ابودبوس کی خدمت میں حاضر ہوکر جب قاصد نے یعقوب کا پیغام پہنچایا تو ابودبوس نے قاصد کو مخاطب کر کے کہا "یعقوب سے جاکر کہدو کہ وہ اپنی سلامتی کو غنیمت سمجھے اور میری خلافت کو تسلیم کر کے مجھ سے بیعت کرلے"۔ یعقوب اس پیام کو سُن کر غضبناک ہوگیا اور فوراً بنومرین کی سپاہ کو لے کر مراکش پہنچا ابودبوس کا محاصرہ کرلیا اور پوری قوت سے سختی کو عمل میں لایا۔

حاکم تلمسان سے امداد طلبی

ابودبوس نے جب دیکھا کہ وہ بنومرین کے حملوں کی مدافعت کے قابل نہیں ہے تو اُس نے یغراسن بن زیان حاکم تلمسان سے خواہش کی کہ وہ بنومرین کے شہروں پر حملہ آور ہو چنانچہ اُس نے اُس کی خواہش کے مطابق حملہ کیا اور یعقوب نے مجبور ہوکر مراکش کو چھوڑ دیا تاکہ یغراسن سے

مقابلہ کیا جا سکے یغراش پر اُس نے سخت حملہ کیا اور اُس کو شکست دے کر بھگا دیا۔

دولت موحدینؔ کا خاتمہ

اس کے بعد یعقوب نے پھر مراکش کا رُخ کیا اور ابو دبوس موحدین کی جمعیت لے کر اُس کے مقابلہ کو نکلا فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی جس نے موحدینؔ کو تباہ و برباد کر دیا اور ابو دبوس شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ راستہ میں بنو مرینؔ کے سواروں نے اُس کو گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ یعقوب مراکش میں داخل ہو کر پہلی محرم ۶۶۸ھ میں مراکش پر قابض ہو گیا۔ یعقوب کے قبضہ کے بعد وہ موحد جو مراکش میں تھے پہاڑ کی طرف چلے گئے اور المرتضیٰ کے بھائی اسحٰق بن ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو ۶۷۴ھ تک جبل تینملل میں رہا پھر اُس کو گرفتار کر لیا گیا اور سلطان یعقوب بن عبدالحق کی خدمت میں لایا گیا جہاں اُس کو مار ڈالا گیا۔ اسحٰق بن ابراہیم کے قتل سے بنو عبدالمومن کی دولتِ موحدین کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ حکومت ۱۴۸ سال تک رہی اور اُس کی جگہ بنو مرینؔ کی حکومت قائم ہوئی خداوند تعالیٰ ہی زمین اور زمین والوں کا حقیقی وارث و مالک ہے

انتیسواں سبق

اندلس کی دولتِ نصریہ احمریہ
اندلس کی آخری اسلامی حکومت

تمہید

مغرب میں جب موحدین کے اقتدار کو صدمہ پہنچا اور حکومت بہت کمزور ہوگئی تو اُن کی جگہ بنو مرین نے لے لی جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو اور ادہر اندلس میں اُن کے مقبوضات پر محمد بن ہود نے دست درازی شروع کی اور موحدین کو وہاں سے نکال دیا لیکن اُسکی حکومت زیادہ عرصہ تک نہ رہی محمد بن یوسف بن نصر اُس کے مقابلہ میں آگیا اور حکومت اُس سے چھین لینے کی کوشش شروع کی چنانچہ اُس نے افرنجیوں سے مدد طلب کی افرنجیوں نے اُس سے یہ شرط کی کہ اندلس کی زمین سے وہ دست بردار ہو جائے شرط کو اُس نے قبول کر لیا اور اُس نے امدادی فوج بھیجدی

محمد بن یوسف نے ابن ہود سے مقابلہ کیا اور اُس کی قوت کو توڑ دیا اور ابن احمر کی حکومت صرف غرناطہ کے علاقہ پر قائم ہو گئی اور اندلس کے بقیہ علاقے اُس نے حسب شرائط ہسپانویوں کے حوالہ کر دیے جیسا کہ تم آگے پڑھو گے۔

شیخ محمد بن یوسف بن نصر
بنو احمر کی اصل

بنو احمر مقام ارجونہ واقع قرطبہ کے رہنے والے تھے اُن کے سلف جو بنو نصر کے نام سے مشہور تھے فوجی آدمی تھے اور سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار سے سلسلہ نسب ملاتے تھے۔

ابن احمر کی حکومت کا آغاز

محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ ابن احمر اور ملقب بہ الشیخ ابتداء میں ابو ذکریا حفصی حاکم ٹیونس کا عامل تھا پھر بنو نصر سے ابو ذکریا کی قرابت ہو جانے اور بنو اسقیلولہ سے دامادی کا رشتہ قائم ہو جانے پر اُس کا اقتدار بڑھ گیا پھر جب ابن ہود نے طاقت حاصل کر لی تو وہ اُس کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے اشبیلیہ کے حاکم ابو مروان الباجی

سے بیعت کی اور اُس سے اتحاد کر کے ابن ہود کے خطبہ کو منقطع کر دیا اور
اشبیلیہ پر قبضہ کر کے ابن باجی کو مار ڈالا اس کے کچھ دنوں بعد باشندگان
اشبیلیہ نے بغاوت کی اور اُس کو شہر سے باہر نکال دیا اور ابن ہود کی
بیعت کرلی۔

ابن احمر اور ہسپانویوں میں اتحاد

ابن احمر نے جب دیکھا کہ اُس کی حکومت اُس وقت تک قائم نہیں
ہو سکتی جب تک کہ ابن ہود کا خاتمہ نہ کر دیا جائے چونکہ خود اُس میں اتنی
طاقت نہ تھی اس لئے اُس نے ہسپانویوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور اُنہوں
نے اس شرط پر کہ اندلس کا سارا علاقہ اُن کو حوالہ کر دیا جائیگا جنگ کو
منظور کر لیا چنانچہ اس شرط پر معاملہ طے ہو گیا ہسپانویوں نے فوجی مدد
دی اور اُن کی اعانت سے ابن احمر ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر قابض ہو گیا۔
اور وہاں اُس نے حصن الحمراء نام ایک قلعہ تعمیر کیا پھر اُس نے مقامات
مالقہ اور المریہ وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

اشبیلیہ کا محاصرہ

غرناطہ کے علاقہ میں جب ابن احمر کے قدم جم گئے تو اُس نے ہسپانویوں

کے ساتھ شریک ہو کر اشبیلیہ میں ابن ہود کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ سنہ ۶۴۳ھ میں ہسپانوی اُس پر قابض ہو گئے اس کے بعد ابن احمر برابر ہسپانویوں کو مدد دیتا رہا یہاں تک کہ اُنہوں نے ابن ہود کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کی حکومت صرف غرناطہ کے علاقہ میں رہ گئی۔

ابن احمر کو اپنی غلطیوں کا احساس

اس کے بعد ابن احمر کو اپنی غلطیوں کا احساس ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ہسپانویوں نے اُس کو اپنی خواہشات اور مطامع کا آلۂ کار بنا رکھا ہے اس احساس کے بعد اُس نے ہسپانویوں سے عہد کو توڑ دیا اور جزیرہ کو ہسپانویوں کے ہاتھوں سے نجات دلانے کی کوشش شروع کی چنانچہ وہ کئی مرتبہ اُن سے لڑا لیکن ان جنگوں سے کوئی نفع نہ ہوا۔

مرینیوں سے استعانت

پھر ابن احمر نے مغرب کے بادشاہ یعقوب بن عبدالحق مرینی سے مدد طلب کی اُس نے اپنے تین ہزار مجاہدوں کو بھیج دیا جو دشمنوں سے مدتوں جنگ کرتے رہے اور بنو مرین برابر اندلس کے جہاد کے لئے امداد بھیجتے رہے یہاں تک کہ سنہ ۶۷۱ھ میں محمد بن یوسف بن نصر الشیخ نے وفات پائی۔

محمد الفقیہ بن محمد الشیخ

محمد بن یوسف کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد معروف بہ فقیہ ۶۷۱ھ میں حکمراں ہوا اُس کو فقیہ اس لیے کہتے ہیں کہ اُس نے بچپن میں فقہ کو پڑھا تھا اُس کے باپ نے مرنے سے پہلے اُس کو یہ وصیت کی تھی کہ اگر دشمن ہسپانویوں کی جانب سے کوئی بات وقوع میں آئے تو وہ مغرب کے بنومرین بادشاہوں سے مدد طلب کرے۔

بنومرین سے استمداد

اندلس پر جب ہسپانویوں نے پھر تاخت و تاراج شروع کی تو فقیہ نے اپنے والد کی وصیت پر عمل کیا اور اندلس کے تمام مشہور مشائخ کا ایک وفد سلطان یعقوب المرینی حاکم مراکش کی خدمت میں روانہ کیا جو اُس وقت مغرب کے تمام شہروں کو اپنے قبضہ میں لا چکا تھا سلطان نے اس فریاد کو سُنا اور اپنے بیٹے مندیل کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کیا پھر وہ خود لشکر لے کر آیا اور جزیرہ حضراء پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ ہسپانویوں سے لڑا اور شکست دی اور اُن کو التوائے جنگ کرنے پر مجبور کر دیا۔

اندلس کے قائد المسالح علی بن یوسف کو حکم دیا کہ وہ ہسپانویوں کے ملک پر غارتگری شروع کردے اُس نے ایسا ہی کیا اور ہسپانویوں کو سخت نقصان پہنچایا یہ واقعہ سنہ ۶۹۰ھ کا ہے۔

بحری بیڑوں کا مقابلہ

پھر سلطان یوسف نے مغربی قبائل کو جمع کیا اور اُن کو اندلس کی جانب روانہ کرنا شروع کیا ہسپانویوں نے اُن کے مقابلہ کے لیے اپنے بحری بیڑہ کو تنگنائے کی جانب روانہ کیا تاکہ وہ اُن کو آگے بڑھنے سے روکے سلطان نے اس کے جواب میں سواحل کے بحری افسروں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کریں چنانچہ فریقین کے بیڑوں کا مقابلہ ہوا جس میں اسلامی بیڑہ کو سخت نقصان پہنچا اور وہ تباہ ہوگیا۔

دوبارہ معرکہ آرائی

سلطان نے بحری بیڑہ کی تیاری کا حکم دیا اور دوبارہ ہسپانویوں سے جنگ کی اب کے ہسپانوی بیڑہ مقابلہ پر نہیں آیا اور تنگنائے سے دور دور رہا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان کے بیڑہ نے تنگنائے پر قبضہ کرلیا پھر ساحل طریف پر قابض ہو کر ہسپانویوں پر حملے شروع کیے اور آغاز سال سنہ ۶۹۱ھ میں مغرب

سیاست میں تردد

اس کے بعد فقیہ کو اس امر کا اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں سلطان یعقوب اُسکے ملک پر بھی قبضہ نہ کرلے اس اندیشہ کو پیش نظر رکھ کر اس نے ہسپانویوں سے اتحاد کرلیا اُدھر ہسپانوی بھی سلطان سے مرعوب و خوفزدہ تھے اُنہوں نے بھی سلطان یعقوب کی طرف رجوع کیا پھر اُس کے اقارب بنو اسقیلولہ میں سے لوگ اُس کے مخالف ہو گئے اور یعقوب نے اُن کو شہ دی اور اُن مقامات پر اُنھوں نے قبضہ کرلیا جو اُن کے ہاتھوں میں تھے فقیہ نے اُن سے جنگ کی اور اُن مقامات کو واپس لے کر بنو اسقیلیہ کو مغرب کی جانب جلاوطن کر دیا اور جو لوگ اندلس میں باقی رہ گئے تھے اُن پر ظلم و ستم شروع کیا۔

سلطان یعقوب کی وفات

جب ۶۸۵ھ میں سلطان یعقوب وفات پا گیا اور اُس کا بیٹا یوسف تخت نشین ہوا تو ہسپانویوں نے التوائے جنگ کے عہد کو توڑ دیا اور بلاد مسلمین پر غارتگری شروع کردی فقیہ نے سلطان یوسف سے مدد طلب کی۔ یوسف اُس زمانہ میں آل زیان حاکم تلمسان کے فتنہ میں مشغول تھا اُس نے

کو واپس چلا آیا۔

ابن احمر اور سلطان یوسف میں تفریق

جب سلطان یوسف کا دباؤ ہسپانویوں پر زیادہ پڑا تو وہ یوسف اور ابن احمر کے درمیان مکر و فریب سے پھوٹ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہوئے ابن احمر چونکہ خود اس خطرہ میں مبتلا تھا کہ کہیں سلطان اُس کے ملک میں قبضہ نہ کر لے اس لئے ہسپانویوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا اور ابن احمر کو اتحاد پر آمادہ کر کے یہ تجویز اُس کے سامنے پیش کی کہ ثغر طریف کو سلطان کے عمال سے نجات دلائی جائے تاکہ پھر سلطان اندلس کا رُخ نہ کر سکے اس تجویز کے مطابق طریف کا محاصرہ کر لیا گیا اور چار ماہ کے محاصرہ کے بعد ۶۹۱ھ میں شہر کو صلح کر کے حوالہ کر دیا گیا ابن احمر نے ہسپانویوں سے یہ شرط کر لی تھی کہ طریف اُس کے مقبوضات میں شامل رہیگا لیکن ہسپانویوں نے اُس پر قبضہ کر لیا اور ابن احمر کے حوالہ نہیں کیا اور اس کے معاوضہ میں چھ قلعے اُس کو دیدیے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارا ملک اُس کے ہاتھ سے نکل گیا اور کوئی فائدہ اُس کو نہیں ہوا۔

ابن احمر کی ندامت

ابن احمر نے جب دیکھا کہ ہسپانویوں نے اُس کو کھلونا بنا رکھا ہے تو وہ اپنے فعل پر نادم ہوا اور سلطان یوسف کے دامن سے وابستہ ہونے کی کوشش شروع کی چنانچہ اپنے دربار کے مخصوص لوگوں کا ایک وفد اُس نے سلطان کے حضور میں روانہ کیا اور یہ وفد عہد کی تجدید کر کے واپس آیا اس کے بعد ابن احمر خود عہد کو مستحکم کرنے کے لیے سلطان کے پاس گیا سلطان طنجہ سے اُس کے استقبال کو آیا ابن احمر نے قیمتی ہدایا سلطان کی خدمت میں پیش کیے جن کو سلطان نے قبول کیا اور اُس کے مطالبات سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ ابن احمر نے طریف کے واقعہ پر اظہار معذرت کرنا چاہا سلطان نے اس سے چشم پوشی کی اور مقامات جزیرہ، رندہ، غریبہ اور اندلس کے بیس قلعوں سے جو اُس کے مقبوضات میں شامل تھے ابن احمر کے حق میں اُن سے دست بردار ہو گیا۔

طریف کا محاصرہ

ابن احمر سنہ ۶۹۲ھ میں اندلس واپس آیا اور اُس کے ساتھ سلطان کا لشکر بھی طریف کا محاصرہ کرنے کے لیے آیا مدتوں محاصرہ جاری رہا لیکن

کامیابی نہیں ہوئی آخر محاصرہ اٹھا لیا گیا

فقیہ کی وفات

محمد الفقیہ بن الشیخ نے سنہ ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔

تیسواں سبق

محمد مخلوع ابن محمد الفقیہ

محمد الفقیہ کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد معروف بہ مخلوع سنہ ۷۰۱ھ میں تخت نشین ہوا اور اُس کا کاتب محمد بن الحکیم الرندی اُس پر حاوی ہو گیا۔ حکمراں ہونے کے بعد سب سے پہلا کام اُس نے یہ کیا کہ سلطان یوسف بن یعقوب المرینی سے دوستانہ تعلقات کو مستحکم کیا اور یہ تعلقات مدتوں تک قائم رہے پھر دونوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہوئی اور ابن احمر نے اپنے اسلاف کی تقلید میں پھر ہسپانویوں سے دوستانہ تعلقات قائم کر لیے اور مسلمانانِ مغرب کے خلاف ہسپانویوں کا ساتھ دیا۔

باشندگان سبتہ سے غداری

پھر ابن احمر نے اپنے چچا ابوسعید فرج بن اسماعیل حاکم مالقہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ باشندگان سبتہ سے غداری کے لیے کسی حیلہ کو کام میں لائے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور بنو غزنی کے بعض عمال کو اپنے ساتھ مِلا کر اپنی فوج اور بحری کشتیوں سے اچانک سبتہ پر حملہ کر کے اُس پر اور اُس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مغرب نے اپنی سپاہ سے کئی مرتبہ اُس کو واپس لینے کی کوشش کی لیکن وہ واپس نہ لے سکا۔

بنو احمر کی نفرت

تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ مخلوع کا کاتب اُس پر حاوی ہو گیا تھا اور اُس کے نام سے رعایا پر سختی کرتا تھا بنو احمر اُس کی سختیوں سے عاجز آ گئے اور اُن کے قلوب میں اُس سے نفرت و بیزاری پیدا ہو گئی نصر بن محمد الفقیہ ملقب بہ ابوالجیوش مخلوع کا بھائی اُس سے باغی ہو گیا اور بنو احمر اُس کے ساتھ ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ ۷۰۸ھ میں اُن لوگوں نے متحد ہو کر کاتب کو گرفتار کر لیا اور مار ڈالا اور مخلوع کو معزول کر کے نظر بند کر دیا۔

ابو الجیوش نصر بن محمد الفقیہ

مخلوع کے عزل کے بعد اہل غرناطہ نے اُس کے بھائی نصر بن محمد الفقیہ ملقب بہ ابو الجیوش کے ہاتھ پر ۷۰۸ھ میں بیعت کی۔

سبتہ پر بنو مرین کا قبضہ

بنو احمر کے اُن عمال نے جو سبتہ میں تھے غیر معمولی درشتی و سختی سے کام لیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کی رعایا عمال کے خلاف ہوگئی اور اُس نے سلطان مغرب ابو الربیع سلیمان المرینی کو لکھا کہ وہ شہر کو اُس کے حوالہ کردیگی سلطان نے سپاہ بھیج دی اور رعایا نے شہر کو اُس کے حوالہ کردیا۔

دونوں بادشاہوں کا اتحاد

ابو الجیوش کو جب سبتہ کے ہاتھ سے نکل جانے کی خبر ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اور غور و تامل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ مسالمت نبرد آزمائی سے بہتر ہے چنانچہ اُس نے ایک وفد سلطان ابو الربیع کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کے درمیان اندلس میں جہاد کرنے پر اتفاق رائے ہوگیا پھر سلطان نے ابو الجیوش کی بہن سے منگنی کی اور ابو الجیوش نے اپنی بہن کا نکاح سلطان سے کردیا اب بنو مرین کا اقتدار اندلس میں پھر قائم

ہو گیا اور اُنھوں نے ہسپانویوں سے مناسب شرائط پر صلح کر لی۔

ابو الجیوش کے خلاف خروج

ابو الجیوش زیادہ دانشمند اور سمجھ دار نہ تھا لہو و لعب میں اکثر مشغول رہتا تھا اور غرور و تکبر سے رعایا پر ظلم و ستم کیا کرتا تھا اور مغرب سے اندلس میں بنو مرین کے جو لوگ آئے تھے اُن میں ایک شخص عثمان بن ابو العلاء بھی تھا جو مسلمانان اندلس کا بہت خیرخواہ اور ایک بہادر افسر تھا اور اُس نے اندلس کی لڑائیوں اور دیگر مواقع پر اس قدر شاندار خدمات انجام دی تھی کہ اُس کا لقب شیخ الغزاۃ ہو گیا تھا اُس نے جب دیکھا کہ سلطان غرناطہ کی حکومت میں ضعف پیدا ہو گیا ہے تو ابو الجیوش کے چچا زاد بھائی ابو الولید اسماعیل بن ابو سعید حاکم مالقہ کو اُس نے بلایا تاکہ حکومت ابو الجیوش سے چھین کر اُس کو دیدی جائے اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے ابو الولید نے اُس کو قبول کر لیا اور ۷۱۳ھ میں وہ غرناطہ پر حملہ آور ہوا اور ابو الجیوش کے لشکر کو شکست دی آخر ابو الجیوش نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ اُس کو وادی اشر میں چلے جانے کی اجازت دیدی جائے چنانچہ وہ وادی اشر میں چلا گیا اور وہیں اُس نے ۷۲۲ھ میں وفات پائی۔

ابوالولید اسماعیل بن سعید الرئیس

ابوالولید اسماعیل بن سعید نے ۷۱۳ھ میں اپنے چچا زاد بھائی ابوالجیوش کے وادی اشتر میں چلے جانے پر غرناطہ کی حکومت کو حاصل کرلیا۔

غرناطہ ہسپانویوں کے محاصرہ میں

ہسپانیہ کے بادشاہ پطرس اول نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی درمیان غرناطہ میں کشمکش اور فتنہ و فساد جاری ہے تو اُس نے غرناطہ پر قبضہ کرلینے کی جد وجہد شروع کی لشکر جرار کو تیار کیا اور غرناطہ کو محاصرہ میں لے لیا

سلطان مغرب سے استمداد

اندلس کے مسلمانوں نے جب محاصرہ کی سختی کو دیکھا تو سلطان ابوسعید مرینی حاکم مغرب سے فریاد کی اُس نے مدد کا وعدہ کیا لیکن یہ شرط کی کہ عثمان بن ابوالعلاء مرینی اندلس کے شیخ الغزاۃ کو اُس کے حوالہ کردیا جائے اس لئے کہ وہ اُس کا باغی ہے مسلمانان اندلس نے اس شرط کو قبول نہیں کیا اور اُن کی فریاد بیکار گئی۔

ایک عجیب و غریب واقعہ

غرناطہ کے محاصرہ کو جب عرصہ گذر گیا تو عثمان مرینی شیخ الغزات نے

مسلمانوں کی تکالیف کو محسوس کر کے اپنے بعض مخصوص بہادروں کو انتخاب کیا اور افرنجیوں پر اُن کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر وہ اچانک اُن پر جا پڑے اُن کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور زبردست فتح حاصل کی افرنجیوں کا بیشمار سامان مسلمانوں کے ہاتھ آیا یہ واقعہ اپنی نوعیت میں عجیب و غریب واقعہ تسلیم کیا گیا ہے جو ۷۱۹ھ میں پیش آیا۔

التوائے جنگ اور ابوالولید کی سطوت

اس واقعہ کے بعد ہسپانوی مسلمانوں سے التوائے جنگ پر مجبور ہو گئے اور اس سے ابوالولید کا اقتدار بہت بڑھ گیا یہ حالت ۷۲۷ھ تک رہی پھر اسی سال میں اُس کے بعض اعزہ نے جو قبیلہ بنو نصر سے تعلق رکھتے تھے دھوکہ سے اُس پر حملہ کیا اور خنجر اُس کے جسم میں پیوست کر دیا جس کے صدمہ سے وہ فوراً مر گیا۔

محمد بن ابوالولید

ابوالولید اسماعیل بن ابوسعید الرئیس کے قتل کے بعد اُس کا بیٹا محمد ۷۲۷ھ میں تخت نشین ہوا چونکہ وہ نوعمر تھا اس لئے اُس کے وزیر ابن المحروق نے غیر معمولی ظلم و ستم سے کام لیا اور جب اُس کا استبداد حد سے گذر

گیا تو سنہ ۶۷۲ھ میں اُس کو فریب سے مار ڈالا گیا اور محمد نے کام کو خود سنبھال لیا۔

شیخ الغزاۃ

شیخ الغزاۃ اس واقعہ کے بعد مسیوبیۃ الغزاۃ اور رزناتہ سے اپنے مستقر کو واپس چلا آیا اور سنہ ۶۷۳ھ میں وفات پائی اُس کے بعد اُس کا بیٹا ابو ثابت مشیخۃ الغزاۃ کے منصب پر مامور ہوا اور اندلس میں ابو العلاء کا اقتدار روز افزوں ہونے لگا یہاں تک کہ سلطان محمد کو اُس سے خوف پیدا ہو گیا اور اُسکی عظمت سے وہ اپنے اقتدار کو خطرہ میں محسوس کرنے لگا

سلطان مراکش سے استعانت

جب سلطان محمد کو ایک جانب سے بنو العلاء نے اور دوسری طرف سے ہسپانویوں نے گھیر لیا تو وہ خود سلطان مراکش ابو الحسن مرینی کی خدمت میں پہنچا اور اُس سے اپنا ملک بچانے کے لئے امداد طلب کی ابو الحسن نے اُس کی آمد کو عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا اور باوجودیکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا اُس نے پانچ ہزار بہادر سپاہیوں کو اپنے بیٹے ابو مالک کی قیادت میں دے کر امداد کے لئے روانہ کیا یہ سپاہ

ابن احمر کے ساتھ گئی اور جبل فتح میں ہسپانویوں سے معرکہ آرا ہو کر اُن کو وہاں سے نکال دیا۔

ابن احمر کا قتل

سلطان محمد بن احمر اور سلطان ابن ابوالحسن المرینی کے درمیان جو اتفاق ہوا تھا بنو العلار کی نگاہوں میں وہ نقصان رساں محسوس ہوا اُنہوں نے ابن احمر کے خلاف قتل کی سازش کی اور جب وہ ۷۳۳ھ میں جبل فتح سے غرناطہ کی طرف روانہ ہوا تو اُسکو قتل کرادیا اور اُس کی جگہ اُس کے بھائی ابوالحجاج کو تخت پر بٹھایا۔

اکیسواں سبق

ابوالحجاج یوسف ابن ابوالولید

جب بنو العلار نے سلطان محمد کو قتل کر دیا تو اُس کے بھائی ابوالحجاج یوسف بن ابوالولید کے ہاتھ پر ۷۳۳ھ میں بیعت کی گئی۔

بنوالعلاء پر نزول بلا

تخت نشین ہوتے ہی ابو الحجاج نے بنو العلاء سے اپنے بھائی کا انتقام لینے کی کوشش شروع کی اور ایک موثر تدبیر سے کام لے کر اور تمام لوگوں کو گرفتار کر کے قید خانہ میں بند کر دیا اور اس کے بعد اُن کو ٹیونس کی جانب جلاوطن کر دیا ان کی جلاوطنی کے بعد غازیوں کی سرداری یحییٰ بن عمر بن سرجو نے اختیار کی اور غازیوں کے تمام کاموں اور انتظام کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس کا اقتدار بہت عرصہ تک قائم رہا۔

ہسپانوی پھر میدان میں

اس کے بعد ہسپانویوں نے پھر مسلمانوں کو پوری قوت سے تنگ کرنا شروع کیا ابوالحجاج نے اُن کی سرکوبی کے لئے سلطان ابوالحسن المرینی سے مدد طلب کی اُس نے ۷۴۰ھ میں اپنے بیٹے ابو مالک کو بھیجا جس نے ہسپانویوں کے ملک پر تاخت کی اور فتوحات حاصل کیں۔

ابن السلطان کا قتل

مسلمانوں کی فتوحات سے متاثر ہو کر ہسپانویوں میں عام جوش و اضطراب پیدا ہو گیا اُن میں باہمی فتنہ و فساد کی بدولت عرصہ سے جو افتراق و انشقاق

پایا جاتا تھا اس کو اُنھوں نے دلوں سے محو کر دیا اور سب متحد ہو گئے اور اپنی اپنی فوجوں کو فراہم کر کے مسلمانوں سے نبرد آزما ہوئے ان خونریز معرکوں میں اُنھوں نے مسلمانوں پر فتح حاصل کی اور سلطان ابو الحسن المرینی کے بیٹے ابو مالک کو قتل کر دیا۔

اسلامی بیڑہ کی فتح

سلطان ابو الحسن المرینی کو جب اپنے بیٹے کے قتل کی خبر پہنچی تو اُس نے فوراً اپنے لشکر کو فراہم کیا اور خود اندلس جانے پر آمادہ ہو گیا مسلمانوں کے اس لشکر کو ہسپانویوں کے بحری بیڑہ نے روکا اور آگے نہ بڑھنے دیا آخر سلطان نے اپنے بحری بیڑہ کے افسر کو مقابلہ کا حکم دیا اور فریقین کے بیڑوں میں سخت مقابلہ ہوا اس بحری جنگ میں مسلمانوں نے زبردست فتح حاصل کی اور ۷۴۰ھ میں سلطان اپنے لشکر کو لے کر اندلس میں داخل ہو گیا۔

طریف میں جنگ

سلطان کے چلے جانے کے بعد ہسپانویوں نے ساحل طریف کا استحکام شروع کیا اور پھر اُس کو محاصرہ میں لے لیا اس کے بعد ابو الحجاج بھی اُن کا مددگار بن گیا اور محاصرہ میں اُن کے ساتھ شریک ہو گیا کافی تیاریو

کے بعد ہسپانویوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا اُن کی صفوں کو درہم وبرہم کر دیا اور سخت شکست دی یہ واقعہ ۷۴۱ھ کا ہے۔

ہسپانویوں کی حرص وطمع

ادھر سلطان اپنی باقی ماندہ سپاہ کو لے کر مغرب میں پہنچا اور اُدھر ابوالحجاج غرناطہ میں اور اُسی وقت سے ہسپانویوں کو مسلمانوں کے بقیہ مقبوضات چھین لینے کا خیال پیدا ہو گیا چنانچہ سب سے پہلے اُنہوں نے جزیرہ خضرا پر حملہ کیا اور ۷۴۳ھ میں اُس پر قبضہ کر لیا۔

ابوالحجاج کا قتل

ابوالحجاج بدستور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ ۷۵۵ھ میں وہ شہر کے ایک درویش کے ہاتھوں مارا گیا وہ عید کی نماز کے سجدہ میں تھا کہ درویش نے اُس کے جسم میں خنجر پیوست کر دیا اور وہ مر گیا۔

الغنی باللہ محمد بن ابی الحجاج

ابوالحجاج کی وفات کے بعد ۷۵۵ھ میں اُس کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا اور الغنی باللہ کا لقب اختیار کیا اُس کی تخت نشینی کے بعد اس کی مولیٰ (آزاد کردہ غلام) رضوان سپہ سالار عسکر نے جو خاندان شاہی کے چھوٹے

بچوں کا کفیل تھا امور سلطنت کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا لسان الدین الخطیب (مشہور کاتب) کو اپنا وزیر بنایا اور دونوں نے متحد ہو کر نہایت سختی کے ساتھ حکومت کی۔

اسمٰعیل کا قیام اور رضوان کا قتل

یہ دونوں شخص ۷۶۰ھ تک حکومت کرتے رہے سلطان الغنی باللہ کا ایک بھائی اور تھا جس کا نام اسمٰعیل تھا اور جس کو اس کے بھائی الغنی باللہ نے کسی قصر میں محبوس کر رکھا تھا۔

۲۷ رمضان ۷۶۰ھ کو اسماعیل کی ہوا خواہ جماعت میں سے چند لوگ قصر کی دیوار پر چڑھ گئے اور اسماعیل کو محبس سے نکال لائے اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے رضوان کے مکان پر دھاوا کیا اور اس کو مار ڈالا الغنی باللہ کو جب اس کا علم ہوا تو رات کے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا اور وادی اشر میں پہنچ کر وہاں کے باشندوں سے موت پر بیعت لی رہا ابن خطیب وزیر، اسماعیل کی جماعت نے اس کو گرفتار کر لیا اور سخت اذیتیں دیں۔

الغنی باللہ اور ابن الخطیب مغرب میں

الغنی باللہ کے عزل اور ابن الخطیب کے حبس کی خبریں جب مغرب کے

سلطان ابو سالم المرینی کو پہنچیں جو اُس کا دوست تھا تو اس نے اسماعیل
اور اُس کے اتباع کو لکھا کہ وہ الغنی باللہ کی مزاحمت نہ کریں اور اُس
کو اُس کے پاس چلا آنے دیں نیز ابن الخطیب کو بھی رہا کر دیں اسماعیل
نے اس مطالبہ کو قبول کر لیا اور الغنی باللہ و ابن الخطیب محرم ۷۶۱ھ میں
مغرب پہنچ گئے سلطان نے اُن کی عزت کی اور وہ اُس وقت تک اُس
کے پاس رہے جب تک کہ اُن کی واپسی کا وقت آیا جس کا حال تم آگے
پڑھو گے

اسماعیل بن ابو الحجاج

اسمٰعیل بن ابو الحجاج الغنی باللہ کے عزل کے بعد ۷۶۰ھ میں تخت
نشین ہوا الغنی باللہ کے خلاف جو تحریک ملک میں شروع ہوئی تھی اُس
کا رہنما اسمٰعیل کا داماد رئیس ابو یحییٰ محمد بن عبد اللہ بن اسمٰعیل بن محمد بن الرئیس
ابو سعید تھا جس کا تعلق خاندان بنو احمر سے تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے
اسمٰعیل کے عہد حکومت میں سلطنت کا انتظام کیا تھا لیکن دونوں کے
تعلقات زیادہ عرصہ تک خوشگوار نہ رہے بلکہ سازشیوں اور مفسدوں
نے دونوں کے قلوب میں غبار پیدا کر دیا اور انجام یہ ہوا کہ الرئیس نے دھوکہ

سے اسمٰعیل اور اُس کے تمام بھائیوں کو ۷۶۱ھ میں قتل کرا دیا۔

الرئیس محمد بن عبداللہ

ہسپانویوں پر اُس کی فتوحات

اسمٰعیل کے قتل کے بعد الرئیس ابو یحییٰ مذکور نے ۷۶۱ھ میں حکومت کے کاموں کو خود سنبھالا اور بادشاہ بن بیٹھا اُس نے اندلس میں انتہائی استبداد سے کام لیا اور اُن تمام عہود و مواثیق کو شکست کر دیا جو اُس کے اسلاف نے ہسپانویوں سے کئے تھے اور اسلامی ممالک کی طرف سے اُن کو جزیہ دینا بھی بند کر دیا ہسپانویوں نے اُس کے خلاف لشکر کو حرکت دی ابو یحییٰ نے پوری قوت سے اُن کا مقابلہ کیا اور اُن کو زبردست شکست دے کر فتح حاصل کی اور وادی اشر میں تو اُن کو سخت نقصان پہنچایا۔

الغنی باللہ کی واپسی

اسی اثنا میں سلطان مغرب نے ہسپانویوں کو ایک پیام بھیجا جس میں اُن سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ سلطان محمد الغنی باللہ معزول کی مدد کریں اور اُس کا ملک اُس کو واپس دلا دیں ہسپانویوں نے اس مطالبہ کو قبول

کرلیا سلطان محمد فوراً بحری راستہ سے اندلس کی طرف روانہ ہوا اور ہسپانویوں کے پاس پہنچ گیا الغنی باللہ اور الرئیس ابو یحییٰ کے درمیان غرناطہ میں جنگ ہوئی ابو یحییٰ کے حاجب کو الغنی باللہ نے مار ڈالا اور ابو یحییٰ افرنجیوں کے بلاد کی طرف بھاگ گیا الغنی باللہ نے غرناطہ پر قبضہ کرلیا اور ۷۶۳ھ میں دوبارہ تخت نشین ہوا۔

تیسواں سبق

الغنی باللہ کی واپسی

الغنی باللہ جب غرناطہ میں داخل ہوگیا اور قدم مضبوط جما لیے تو اپنے وزیر لسان الدین الخطیب کو واپس بلا لیا اور وزارت کے منصب پر فائز کر دیا۔

ادائیگی جزیہ سے انکار

اسی اثنا میں افرنجیوں کے درمیان سخت اختلاف اور فتنہ وفساد رونما ہوا جس کی تفصیل اس موقع پر باعث طوالت ہوگی الغنی باللہ نے اس موقع

سے فائدہ اُٹھایا اور اُس جزیہ کی ادائیگی سے انکار کر دیا جو اس کے سلف ہسپانویوں کو دیتے چلے آتے تھے۔

مغرب پر الغنی باللہ کا اقتدار

مغرب کی دولت مرینیہ پر اب ضعف طاری ہو چکا تھا جیسا کہ عموماً استبداد پسند سلاطین و وزراء کے زمانہ میں ہوا کرتا ہے پھر سوءِ اتفاق یہ ہوا کہ ۷۷۶ھ میں ملک کا بادشاہ سلطان السعید باللہ کو بنایا گیا جو صغیر سن تھا اور سن بلوغ تک بھی نہ پہنچا تھا الغنی باللہ نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور اُس نے اندلس سے عبدالرحمٰن بن تغلوس مرینی کو مغرب بھیجا، تاکہ وہ ابوالعباس احمد بن ابو سالم سے اُس کو بادشاہ بنا دیے جانے اور سعید کو معزول کر دینے پر گفتگو کرے دونوں نے اتفاق رائے سے سعید کو معزول کر دیا اور ابوالعباس مغرب پر قابض ہو گیا اگرچہ اب مغرب کا بادشاہ ابوالعباس تھا لیکن تمام اختیارات الغنی باللہ کو حاصل تھے اور مغرب اب گویا اندلس کی حکومت بنو احمر کا ایک صوبہ تھا

دونوں بادشاہوں میں نفرت

الغنی باللہ اور ابوالعباس کے درمیان بہت دنوں تک عہد دوستی

محکم رہا لیکن پھر سازشیوں کی سازشوں سے موالات کے تعلق میں فساد پیدا ہوگیا اور الغنی باللہ نے موسیٰ بن ابی عثمان المرینی کو مغرب پر قبضہ کر لینے کے لئے روانہ کیا اور سپاہ سے اُس کو مدد دی موسیٰ اول سبتہ میں داخل ہوا اور اُس کو الغنی باللہ کا اطاعت گذار بنا لیا پھر وہ فاس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس پر قبضہ کر لیا ادھر ابو العباس تلمسان پر قبضہ جمانے کے لئے روانہ ہوا لیکن جب اُس کو سقوط فاس کی خبر ملی تو وہ تیزی سے واپس آیا اور ایک مشہور مقام پر قیام کیا یہاں اُس کے فوجی افسر اُس کے مخالف ہو گئے اور اُس سے جُدا ہو کر موسیٰ کے پاس چلے گئے۔ پھر وہ لشکر کی تباہی اور آشفتگی کے بعد تازہ کی جانب چلا گیا موسیٰ نے ایک شخص کو اُس کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا چنانچہ وہ گرفتار کر لیا گیا اور الغنی باللہ کی خدمت میں پہنچا دیا گیا جہاں وہ اُس کی نگرانی میں رہا یہ واقعہ سنہ ۷۸۶ھ کا ہے۔

ابن ماسی کا فتنہ

سلطان موسیٰ مغرب پر قابض ہوگیا لیکن اُس کے وزیر مسعود بن ماسی نے اُس پر بیجا دباؤ ڈالا اور الغنی باللہ سے مطالبہ کیا کہ وہ سبتہ سے

دست بردار ہو جائے نہ صرف یہی بلکہ ایک خطرناک فتنہ بھی اُس نے کھڑا کر دیا الغنی باللہ نے اپنا بحری بیڑہ اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا اور فتنہ فرو ہو گیا پھر حکومت مغرب کی ایک با اقتدار جماعت نے الغنی باللہ سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ وہ خاندان بنو مرین میں سے کسی کو مغرب کا بادشاہ بنا کر بھیجے چنانچہ اس مطالبہ کے موافق اُس نے الواثق محمد بن الامیر ابو الفضل ابن السلطان ابو الحسن کو مغرب کا بادشاہ بنا کر بھیجا اور اپنا بحری بیڑہ دے کر اُس کو سبتہ روانہ کیا جہاں سے وہ غمارہ چلا گیا۔

سلطان موسیٰ کی وفات

ابن ماسی اس انقلاب سے متاثر ہو کر الواثق کی طرف متوجہ ہوا اور جبال غمارہ میں اُس کا محاصرہ کر لیا اسی اثنا میں اُس کو معلوم ہوا کہ فاس میں سلطان موسیٰ نے وفات پائی وہ فوراً فاس واپس آیا اور سلطان ابو العباس کے ایک صغیر سن بچہ کو جس کو وہ فاس میں چھوڑ گیا تھا تخت پر بٹھا دیا

الواثق فاس میں

الواثق جبال غمارہ سے روانہ ہو کر فاس کے مقابل جبل زرہون میں پہنچا ابن ماسی اُس کے مقابلہ کو نکلا لیکن پھر دونوں کے درمیان سلسلہ مکاتبت شروع ہو گیا اور ابن ماسی نے اس شرط سے الواثق کی بیعت کو قبول کر لیا کہ حکومت کا انتظام خود اُس کے ہاتھوں میں رہیگا چنانچہ اُس نے الواثق کے لیے لوگوں سے بیعت لے لی الواثق کے ساتھ الغنی باللہ کی سپاہ بھی تھی ابن ماسی نے اس ساری فوج کو روک لیا

ابو العباس کی غارتگری

الغنی باللہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ابن ماسی نے اُس کی فوج کو روک لیا ہے تو اس سے وہ بہت متاثر ہوا اور ابو العباس کو جو اُس کے پاس نظر بند تھا ساتھ لے کر بحری راستہ سے مغرب کی طرف روانہ ہو گیا اور سبتہ پہنچ کر اُس پر قبضہ کر لیا ابن ماسی مقابلہ پر فوج لے کر آیا الغنی باللہ نے اُس کو محاصرہ میں لے لیا اس کے بعد تمام لوگوں نے ابو العباس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور الغنی باللہ غرناطہ کو واپس چلا گیا۔

ابن ماسی کا قتل

اس کے بعد ابو العباس فاس کی طرف روانہ ہوا ابن ماسی فوج لیکر آیا اور راستہ میں اُس کو روک لیا لیکن اُس کی فوج ابو العباس سے جا ملی اور ابن ماسی بھاگ نکلا سلطان ابو العباس نے اُس کو محاصرہ میں لے لیا اور ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد اُس نے ابو العباس کی اطاعت قبول کر لی پھر ابو العباس نے اُس کو اُس کے گھر والوں اور اُس کے باشاہ کو قتل کرا دیا اور سبتہ پھر بنو احمر کے مقبوضات میں شامل ہو گیا اور الغنی باللہ اور سلطان ابو العباس کے درمیان موالات کے تعلقات محکم ہو گئے۔

ابن الخطیب ابتلا میں

لسان الدین بن الخطیب پر یہ اتہام لگایا گیا کہ وہ سلطان مغرب کو اندلس پر حملہ آور ہونے اور الغنی باللہ سے جنگ کرنے پر بھڑکاتا ہے جب ابو العباس مغرب پر قابض ہو گیا تو اُس نے ابن الخطیب کو گرفتار کر لیا اور قید خانہ میں ڈال دیا اور فوراً اس کی اطلاع الغنی باللہ کو دیدی۔ پھر سلطان اندلس کے ہاں ایک وزیر ایسا تھا جس کو ابن الخطیب سے سخت نفرت تھی

اور ادھر ابن الخطیب سلیمان بن داؤد سے خط و کتابت کیا کرتا تھا جو بظاہر اُس کا دوست بنا ہوا تھا لیکن حقیقت میں اُس کا دشمن تھا جب وہ گرفتار ہو گیا تو وزیر اندلس نے اُس کے بعض خطوط کو الغنی باللہ کی خدمت میں پیش کیا جن میں بعض کلمات نہایت سخت تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس پر انتہا درجہ کی سختیاں کی گئیں اور عوام کے سامنے اُس کو طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا کیا گیا پھر اُس کو تاریک قید خانہ میں بند کیا گیا اور اُس کے قتل کا مشورہ کیا گیا بعض فقہا نے قتل کا فتویٰ بھی دیدیا غرض یہ کہ سلیمان بن داؤد کی تحریک سے اُس کے بعض بدمعاشوں نے قید خانہ میں اُس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور پھر اُس کی نعش کو جلا کر خاکستر کر دیا اس کے بعد لوگوں نے اُس کے قاتلوں سے بھی سخت انتقام لیا۔

بنو احمر کے سب سے بڑے بادشاہ کی وفات

سلطان الغنی باللہ نے ہر دلعزیزی اور شان و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کی یہاں تک کہ سنہ ۷۹۳ھ میں پیام موت آ پہنچا اور اُس نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ بنو احمر کے بادشاہوں میں وہ ایک جلیل القدر اور صاحب شوکت و قوت بادشاہ گذرا ہے اُس کی تاریخ کے اوراق بجز اُس کے

کہ وہ اپنے وزیر لسان الدین بن الخطیب کے متعلق شکایات کو توجہ سے سنتا تھا اور اُس کو اُس نے سخت اذیتیں دی تھیں اور کسی شے سے آلودہ نہیں ہیں۔

ابو الحجاج یوسف بن محمد الغنی باللہ

الغنی باللہ محمد بن ابی الحجاج کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا ابو الحجاج تخت نشین ہوا اُس کی حکومت کا انتظام اُس کے باپ کے مولیٰ خالد کے ہاتھ میں تھا جس نے اُس کے بھائیوں (سعد، محمد اور نصر) کو یہاں تک پریشان اور تنگ کیا کہ وہ روپوش ہو گئے اور پھر اُن کی کوئی خبر نہ ملی اس کے بعد ابو الحجاج نے خالد اور اُس کے طبیب یحییٰ بن الصائغ کو قتل کرا دیا کیونکہ اُس کو یہ اطلاع ملی تھی کہ ان دونوں نے اُس کو ہلاک کرنے کے لئے زہر تیار کیا ہے اُس کی حکومت زیادہ عرصہ تک نہ رہی کیونکہ ۷۹۴ھ میں اُس نے وفات پائی۔

تینتیسواں سبق

دولت بنو احمر کی آخری گھڑیاں

ابوالحجاج بن الغنی باللہ کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد بن یوسف تخت نشین ہوا اور حکومت کا انتظام اُس کے باپ کے ساختہ پرداختہ محمد الخصاصی کے سپرد ہوا۔ محمد بن یوسف نے زیادہ عرصہ حکومت نہیں کی کچھ دنوں بعد اُس نے انتقال کیا اور بنو احمر کا ایک اور شخص بادشاہ بنایا گیا۔

سلطان ابوالحسن

اسی طرح تھوڑے عرصہ بنو احمر کے متعدد آدمی حکمراں رہے یہاں تک کہ تاج و تخت سلطان ابوالحسن علی ابن السلطان سعد ابن الامیر علی ابن السلطان یوسف بن الغنی باللہ کے ہاتھوں میں آیا۔

ابو عبداللہ الزغل

سلطان ابوالحسن نے بہت تھوڑے دنوں حکومت کی تھی کہ

اُس کا بھائی ابو عبداللہ محمد بن سعد المعروف بہ زغل اُس کے خلاف
ہو گیا اور مالقہ میں لوگوں سے اپنے ہاتھ پر بیعت لے لی ادھر تو اس بیعت
سے دونوں بھائیوں کے درمیان مخالفت کی خلیج بہت وسیع ہو گئی
اور مسلمانوں کی متحدہ طاقت دو جماعتوں میں منقسم ہو گئی اور اُدھر قدیم
دشمن مخالفت باہمی کے زریں موقع سے فائدہ اُٹھانے کے لئے مخالفت
کو اور بڑھانے کی کوشش کرنے لگے لیکن پھر ابو عبداللہ نے اپنے بھائی
ابوالحسن کی اطاعت قبول کر لی اور اندلس میں مخالفت کا جو طوفان اُٹھا
تھا وہ ایک حد تک دب گیا۔

ابوالحسن کا عزل اور اُسکے بیٹے کی تخت نشینی

ابوالحسن نے ایک رومی کنیز سے خفیہ طور پر نکاح کر لیا تھا جس سے اُس
کے کئی بچے تھے اور وہ اُس سے اس قدر محبت رکھتا تھا کہ اُس کے ایک
بچہ کو اُس نے ولایت عہد کے لیے پیش کیا تھا نہ صرف یہی بلکہ وہ اپنی
پہلی بیوی سیدہ زبیدہ پر بھی جو اُس کی چچازاد بہن تھی ظلم و ستم کرتا تھا آخر
سیدہ زبیدہ اور اُس کی اولاد ابوالحسن کی زیادتیوں سے تنگ آکر بھاگ
نکلے رعایا کو جب اس کا علم ہوا تو وہ غضبناک ہو گئی اور ابوالحسن کو معزول

کر دیا اور اُسکی جگہ اُس کے بیٹے ابو عبداللہ کو جو سیدہ زریدہ کے بطن سے تھا تخت پر بٹھایا۔

باپ بیٹوں کے درمیان حکومت کی تقسیم

ابو الحسن مالقہ بھاگ گیا وہاں کے باشندوں نے عزت کے ساتھ اُس کو لیا اور اُس کے ہاتھ پر اُس کی اعانت میں جان تک دیدینے پر بعیت کر لی اور اس طرح باپ اور بیٹے کے درمیان ملک تقسیم ہو گیا۔ دونوں کے درمیان عرصہ تک جنگیں ہوتی رہیں اور فتنہ و فساد کا طوفان برپا رہا جن کی تفصیل باعث طوالت ہے۔

ابو عبداللہ کی گرفتاری اور ابو عبداللہ کی حکومت

جب سلطان ابو عبداللہ بن ابو الحسن کا اقتدار غرناطہ میں قائم ہو گیا تو ہسپانویوں نے اُس سے متعدد مواقع پر جنگ کی انجام یہ ہوا کہ ابو عبداللہ گرفتار ہو گیا اور ہسپانویوں نے اُس کو اپنے پاس نظر بند کر لیا اس کے بعد اعیان غرناطہ نے سلطان ابو الحسن کو طلب کیا اور اُس کے ہاتھ پر بعیت کر لی لیکن اُس نے حکومت سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اندھا ہو چکا تھا اور کاروبار سلطنت کو نہ سنبھال سکتا تھا اور اپنے بھائی ابو عبداللہ

بن سعد الزغل کو حکومت کے لئے پیش کیا جس نے حکمراں ہو کر نہایت ظلم و ستم کیے

ابو عبداللہ اور ہسپانی

ابو عبداللہ الزغل نہایت شجاع اور دلیر بادشاہ تھا وہ ہسپانویوں سے لڑا نہایت دلیری سے لڑا اور اُن کو شکست دی جب ہسپانویوں کو اس کی طاقت کا علم ہو گیا تو اُنھوں نے اپنے سلف کے طریقہ کو اختیار کیا اور مکر و فریب سے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈال دی تاکہ اُن کے باہمی تصادم سے اُن کی قوت کمزور ہو جائے اور وہ مقابلہ کے قابل نہ رہیں

چچا بھتیجوں کے درمیان

چنانچہ ہسپانویوں نے نظر بند ابو عبداللہ کو آزادی عطا کی اور امدادی فوج دے کر اس امر پر اُس کو آمادہ کر لیا کہ وہ غرناطہ کے تخت و تاج کو حاصل کر لے وہ فوج لے کر چلا اور اپنے چچا ابو عبداللہ پر حملہ آور ہوا دونوں کے درمیان عرصہ دراز تک فتنہ و فساد اور جنگ جاری رہی یہاں تک کہ بھتیجے نے چچا کو شکست دے کر غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور ابو عبداللہ (چچا) وادی آش میں جا کر متحصن ہو گیا۔

ہسپانویوں کا اتحاد اور مسلمانوں کا افتراق

اُس عہد تک ہسپانیہ متعدد چھوٹی امارتوں میں منقسم تھا پھر جب اندلس میں مسلمانوں کے درمیان زعامت و حکمرانی پر افتراق و انقسام پیدا ہوا تو ہسپانویوں نے باہمی اتحاد کی کوشش شروع کی یہاں تک کہ ہسپانیہ میں صرف دو حکومتیں رہ گئیں یعنی کستلہ (قشتالہ) اور ارغوان اور بقیہ حکومتیں انہیں میں ضم ہوگئیں پھر ان دونوں حکومتوں کی بھی ایک حکومت بن گئی اور ایک ہی خاندان اُس کا وارث قرار پایا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ فرڈیننڈ شاہ ارغوان نے کشتالہ کی ملکہ ازابیلا سے شادی کرلی اور اس اتحاد کے بعد ہسپانویوں نے اندلس سے مسلمانوں کو نکال دینے کا تہیہ کرلیا۔

اندلس سے مسلمانوں کا اخراج

غرناطہ میں چچا بھتیجوں کے درمیان جنگ جاری تھی ہسپانویوں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور مسلمانوں سے جنگ شروع کردی ہسپانوی سپاہ کا سپہ سالار اس جنگ میں خود شاہ ارغوان فرڈیننڈ تھا اور ملکہ ازابیلا جنگ کے تمام مصارف کی کفیل تھی چند معرکوں کے بعد مسلمان تباہ و برباد ہوگئے اور ہسپانویوں نے مملکت غرناطہ کو ابو عبداللہ بن الفتح سے چھین لیا

اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا۔

عام غارتگری و تباہی

مورخین کا اس امر پر عام اتفاق ہے کہ ہسپانویوں نے غرناطہ میں داخل ہو کر اس قدر ہولناک ظلم و ستم کیے کہ انسانیت اُن سے شرمندہ ہے زیر کاشت علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا کاشتکاروں اور اُن کے جانوروں کو بے گناہ ہلاک کیا اور سارے ملک کو لوٹ لیا یہ عام قتل و غارتگری تاتاریوں کی اُس غارت گری سے بہت مشابہ ہے جو اُنہوں نے بلاد عباسیہ میں کی تھی یا جیسی کہ ۱۳۳۱ھ میں بلقانیوں نے بلاد عثمانیہ میں کی تھی۔ اس کے بعد ہسپانویوں نے اُن تمام لوگوں کو اندلس سے نکال دیا جنہوں نے مسیحیت کو قبول نہیں کیا یہاں تک کہ پچیس سال کے اندر اندر اندلس مسلمانوں سے بالکل خالی ہو گیا اور ایک شخص بھی مسلمانوں کا نام لیوا باقی نہ رہا۔

۳۷۰۰ وقائع

بعض مورخین نے اُن واقعات جنگ اور فتنہ و فساد کو شمار کیا ہے جو ہسپانویوں اور مسلمانوں کے درمیان مسلمانوں کے اندلس میں داخل

ہونے سے وقت خروج تک وقوع میں آئے ہیں تو ۳۷۰۰ واقعے تاریخ میں ملے۔

اکتشاف امریکہ

۸۹۷ھ میں اندلس سے مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور یہی وہ سال ہے جس میں کولمبس نے ملکہ ازابیلا کی اعانت سے امریکہ کو دریافت کیا تھا۔

ابو عبداللہ کی اولاد گداگروں میں

ہسپانویوں نے جب غرناطہ پر قبضہ کر لیا تو سلطان ابو عبداللہ بن ابو الحسن جس کے ہاتھوں سے ہسپانویوں نے غرناطہ کو چھینا تھا مغرب چلا گیا اور فاس میں سلطان محمد الشیخ الوطاسی کے پاس اقامت اختیار کی پھر اُس نے فاس میں اندلس کی عمارتوں کی وضع پر چند قصور تعمیر کیے اور اُن میں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ ۹۴۰ھ میں اُس نے وفات پائی۔ مقری مشہور مورخ اپنی کتاب نفح الطیب میں لکھتا ہے کہ میں نے فاس کے اندر اپنے زمانہ میں ۱۰۲۷ھ تک یہ دیکھا کہ ابو عبداللہ کی اولاد فقراء و مساکین کے اوقاف سے روپیہ لے کر زندگی گذار رہی ہے اور اُس کا شمار

سائلوں اور گداگروں میں ہے، واللہ خیر الوارثین ۔

اجمال

یعنی

بقیہ چھوٹی چھوٹی اسلامی حکومتوں کی مختصر حالات

(۱)

مراکش کی دولت ادریسیہ

مراکش میں دولت ادریسیہ کا آغاز سنہ ۱۷۲ھ میں ہوا اور سنہ ۳۱۱ھ تک قائم رہی ۱۳۹ سال اس نے حکومت کی اور دس بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں ۔

۱ ۔ ادریس بن عبداللہ بن الحسن المثنی بن السبط بن علی بن ابی طالب

جس نے سنہ ۱۷۲ھ سے سنہ ۱۷۷ھ تک پانچ سال حکومت کی۔

۲۔ ادریس بن ادریس جس نے سنہ ۱۷۷ھ سے سنہ ۲۱۳ھ تک چھتیس سال حکومت کی۔

۳۔ محمد بن ادریس جو سنہ ۲۱۳ھ سے سنہ ۲۲۱ھ تک ۸ سال حکمراں رہا

۴۔ علی بن محمد بن ادریس جس نے سنہ ۲۲۱ھ سے سنہ ۲۳۴ھ تک ۱۳ سال حکومت کی۔

۵۔ یحییٰ بن محمد بن ادریس۔

۶۔ یحییٰ بن یحییٰ بن محمد بن ادریس۔

۷۔ علی بن عمر بن ادریس۔

۸۔ یحییٰ بن القاسم بن ادریس۔

اِن چاروں بادشاہوں نے سنہ ۲۳۴ھ سے سنہ ۲۹۲ھ تک حکومت کی اور باہم ایک دوسرے کی حکومت میں دخیل و خلل انداز رہے۔

۹۔ یحییٰ بن ادریس بن عمر بن ادریس جو سنہ ۲۹۲ھ سے سنہ ۳۰۹ھ تک ۱۷ سال حکمراں رہا ادریسیوں میں یہ بادشاہ نہایت باعزت صاحبِ اقتدار، عدل پرور اور وسیع حکومت کا مالک تھا اس کا حکم مغرب کے

تمام صوبوں میں نافذ تھا اور مقبوضات کی تمام آبادیوں کے منبروں پر اُس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے عہد حکومت میں دولت فاطمیین عبیدیین کا نام لوگ بھول گئے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ دولت فاطمیہ کو کوئی جانتا تک نہ تھا۔

۱۰۔ الحسن الحجام بن محمد القاسم بن القاسم بن ادریس۔ اس نے ۳۰۹ھ سنہ سے ۳۱۱ھ سنہ تک صرف دو سال حکومت کی۔

(۲)

ٹیونس کی دولت اغلبیہ

ٹیونس میں دولت اغلبیہ ۱۸۴ھ سنہ میں قائم ہوئی اور ۲۹۶ھ سنہ تک حکمراں رہی ۱۱۲ سال اُس نے ٹیونس پر حکومت کی اور ۱۱۔ بادشاہ حکمراں ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابراہیم بن الاغلب جس نے ۱۸۴ھ سنہ سے ۱۹۶ھ سنہ تک ۱۲ سال حکومت کی۔

۲۔ ابو العباس بن ابراہیم جو ۱۹۶ھ سنہ سے ۲۰۱ھ سنہ تک چھ سال حکمراں رہا

۳۔ زیادۃ اللہ بن ابراہیم جس نے ۲۰۱ھ سے ۲۲۳ھ تک ۲۲ سال حکومت کی اس بادشاہ کے پاس زبردست بحری بیڑہ تھا جس سے اس نے صقلیہ وغیرہ جزائر بحر متوسط کو فتح کیا تھا۔

۴۔ ابو عقال الاغلب بن ابراہیم جو ۲۲۳ھ سے ۲۲۶ھ تک صرف تین سال حکمراں رہا۔

۵۔ ابوالعباس محمد بن الاغلب جس نے ۲۲۶ھ سے ۲۴۲ھ تک سولہ سال حکومت کی اور افریقہ کو اپنے اقتدار میں لے لیا۔

۶۔ ابو ابراہیم احمد بن ابی العباس جو ۲۴۲ھ سے ۲۴۹ھ تک سات سال حکمراں رہا۔

۷۔ زیادۃ اللہ بن ابی ابراہیم احمد جس نے ۲۴۹ھ سے ۲۵۰ھ تک صرف ایک سال حکومت کی۔

۸۔ ابوالغرانیق بن ابو ابراہیم احمد جو ۲۵۰ھ سے ۲۶۱ھ تک ۱۱ سال حکمراں رہا۔

۹۔ ابراہیم بن احمد بن ابی العباس جس نے ۲۶۱ھ سے ۲۸۹ھ تک ۲۸ سال حکومت کی۔

۱۰۔ ابو العباس عبداللہ بن ابراہیم جس نے ۲۸۹ھ سے ۲۹۰ھ تک صرف ایک سال حکومت کی۔

۱۱۔ ابو مضر زیادۃ اللہ بن ابی العباس جو ۲۹۰ھ سی ۲۹۶ھ تک چھ سال حکمراں رہا۔

۳
خراسان کی دولت طاہریہ

یہ حکومت خراسان میں ۲۰۵ھ میں قائم ہوئی اور ۲۵۹ھ تک حکمراں رہی اس کی مدت حکومت صرف ۵۴ سال ہے اور اس عرصہ میں اسکے پانچ بادشاہ حکمراں رہے ہیں جن کے نام یہ ہیں

۱۔ طاہر بن الحسین جس نے ۲۰۵ھ سے ۲۰۷ھ تک صرف دو سال حکومت کی۔

۲۔ طلحہ بن طاہر بن الحسین جس نے چھ سال ۲۰۷ھ سی ۲۱۳ھ تک حکومت کی۔

۳۔ عبداللہ بن طاہر بن الحسین جو ۲۱۳ھ سی ۲۳۰ھ تک ۱۷۔ سال

حکمراں رہا۔

۴۔ طاہر بن عبداللہ بن طاہر جس نے ۲۳۰ھ سنہ سے ۲۴۸ھ سنہ تک ۱۸ سال حکومت کی۔

۵۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ جو ۲۴۸ھ سنہ سے ۲۵۹ھ سنہ تک گیارہ سال حکمراں رہا۔

(۴)

طبرستان کی دولت علویہ

اس حکومت کا آغاز ۲۵۰ھ سنہ میں ہوا اور اُس نے ۶۶ سال ۳۱۶ھ سنہ تک طبرستان پر حکومت کی اور صرف چار باشاہ ہوئے جنکے نام یہ ہیں

۱۔ الحسن بن زید العلوی جس نے ۲۵۰ھ سنہ سے ۲۷۰ھ سنہ تک بیس سال حکومت کی۔

۲۔ محمد بن زید العلوی جو ۲۷۰ھ سنہ سے ۲۸۷ھ سنہ تک ۱۷ سال حکمراں رہا۔

۳۔ الحسن بن علی جس نے ۲۸۷ھ سنہ سے ۳۰۴ھ سنہ تک ۱۷ سال حکومت کی۔

۴۔ الحسن بن قاسم جو ۳۰۴ھ سنہ سے ۳۱۶ھ سنہ تک ۱۲ سال حکمراں رہا۔

(۵)

سجستان کی دولتِ صفاریہ

اس حکومت کی بنیاد سجستان میں ۲۵۳ھ میں رکھی گئی اور ۲۹۸ھ تک اُس نے صرف ۴۵ سال حکومت کی پانچ بادشاہ حکمراں ہوئے جن کے نام یہ ہیں -

۱- یعقوب بن اللیث الصفار جس نے ۲۵۳ھ سے ۲۶۵ھ تک بارہ سال تک حکومت کی اور اپنی حکومت کے اِن سالوں میں اُس نے بنو طاہر سے خراسان کو اور ابن وصل سے فارس کو چھین کر اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اہواز پر قبضہ کرنے کی جد وجہد کی۔

۲- عمرو بن اللیث الصفار جو ۲۶۵ھ سے ۲۸۷ھ تک ۲۲ سال حکمراں رہا

۳- طاہر بن محمد بن عمرو جس نے ۲۸۷ھ سے ۲۹۶ھ تک نو سال حکومت کی

۴- اللیث بن علی بن اللیث جس نے ۲۹۶ھ سے ۲۹۷ھ تک صرف ایک سال حکومت کی -

۵- المعدل بن علی بن اللیث جو ۲۹۷ھ سے ۲۹۸ھ تک صرف ایک

سال حکمراں رہا۔

(٦)

مصر کی دولتِ طولونیہ

اس حکومت کی بنیاد ۲۵۴ھ سنہ میں رکھی گئی اور ۲۹۲ھ سنہ تک ۳۸ سال قائم رہی جس کے صرف پانچ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ احمد بن طولون جس نے ۲۵۴ھ سنہ سے ۲۷۰ھ سنہ تک سولہ سال حکومت کی یہ بادشاہ دولت طولونیہ کا سب سے بڑا بادشاہ ہوا جس نے شام، حلب، حماہ اور انطاکیہ کو اپنی قوت سے حاصل کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا تھا۔

۲۔ خمارویہ بن احمد جو ۲۷۰ھ سنہ سے ۲۸۲ھ سنہ تک ۱۲ سال حکمراں رہا۔

۳۔ جیش بن خمارویہ جس نے ۲۸۲ھ سنہ سے ۲۸۳ھ سنہ تک صرف ایک سال حکومت کی

۴۔ ہارون بن خمارویہ جو ۲۸۳ھ سنہ سے ۲۹۲ھ سنہ تک نو سال حکمراں رہا۔

۵۔ شیبان بن احمد بن طولون جس نے تقریباً ایک سال ۲۹۲ھ سنہ میں

حکومت کی۔

(۷)

ماوراء النہر کی دولت سامانیہ

دولت سامانیہ ۲۶۱ھ سنہ میں ماوراء النہر کے اندر قائم ہوئی اور ۳۹۵ھ سنہ تک ۱۳۴ سال حکومت کی۔ گیارہ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ نصر بن احمد بن اسد بن سامان جس نے ۲۶۱ھ سنہ سے ۲۷۹ھ سنہ تک ۱۸ سال حکومت کی۔

۲۔ اسمٰعیل بن احمد جو ۲۷۹ھ سنہ سے ۲۹۵ھ سنہ تک ۱۶ سال حکمراں رہا

۳۔ احمد بن اسمٰعیل جس نے ۲۹۵ھ سنہ سے ۳۰۱ھ سنہ تک چھ سال حکومت کی

۴۔ نصر بن احمد جو ۳۰۱ھ سنہ سے ۳۳۱ھ سنہ تک ۳۰ سال حکمراں رہا۔

۵۔ نوح بن نصر جس نے ۳۳۱ھ سنہ سے ۳۴۳ھ سنہ تک ۱۲ سال حکومت کی

۶۔ عبد الملک بن نوح جو ۳۴۳ھ سنہ سے ۳۵۰ھ سنہ تک سات سال حکمراں رہا۔

۷۔ منصور بن نوح جس نے ۳۵۰ھ سنہ سے ۳۶۶ھ سنہ تک ۱۶ سال حکومت کی۔

۸۔ نوح بن منصور جو ۳۶۶ھ سے ۳۸۷ھ تک اکیس سال حکمراں رہا۔

۹۔ منصور بن نوح جس نے ۳۸۷ھ سے ۳۸۹ھ تک صرف دو سال حکومت کی۔

۱۰۔ عبدالملک بن نوح جو ۳۸۹ھ سے ۳۹۰ھ تک صرف ایک سال حکمراں رہا

۱۱۔ اسماعیل بن نوح جس نے ۳۹۰ھ سے ۳۹۵ھ تک چار سال حکومت کی

(۸)

مغرب اور مصر کی دولت فاطمیہ عبیدیہ

یہ حکومت ۲۹۷ھ میں قائم ہوئی اور ۵۶۷ھ تک ۲۷۰ سال حکمراں رہی۔ چودہ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عبیداللہ المہدی اس کا سلسلہ نسب حضرت علی بن ابی طالب تک پہنچتا ہے اس نے ۲۹۷ھ سے ۳۲۲ھ تک ۲۵ سال حکومت کی یہ بادشاہ نہایت جری اور باہمت تھا کئی بار اس نے اپنے بحری بیڑہ سے مصری سواحل پر حملہ کیا۔

۲۔ القائم بامر اللہ بن المہدی جو ۳۲۲ھ سے ۳۳۴ھ تک ۱۲ سال حکمراں رہا۔

۳۔ المنصور بن القائم بامر اللہ جس نے ۳۳۴ھ سے ۳۴۱ھ تک سات سال حکومت کی۔

۴۔ المعز لدین اللہ بن المنصور جو ۳۴۱ھ سے ۳۶۵ھ تک ۲۴ سال حکمراں رہا اسی نے اپنے سپہ سالار عسکر جوہر کے ہاتھوں ۳۵۹ھ میں مصر کو فتح کیا اور پھر اُس کو دار الحکومت قرار دیا۔

۵۔ العزیز باللہ بن المعز جس نے ۳۶۵ھ سے ۳۸۶ھ تک ۲۱ سال حکومت کی۔

۶۔ الحاکم بامر اللہ بن العزیز جو ۳۸۶ھ سے ۴۱۱ھ تک ۲۵ سال حکمراں رہا اس ہی اسی بادشاہ نے عجیب و غریب بدعات اختراع کیں۔

۷۔ الظاہر لاعزاز دین اللہ بن الحاکم جس نے ۴۱۱ھ سے ۴۲۷ھ تک ۱۶ سال حکومت کی۔

۸۔ المستنصر باللہ بن الظاہر جو ۴۲۷ھ سے ۴۸۷ھ تک ۶۰ سال حکمراں رہا

۹۔ المستعلی باللہ بن المستنصر جس نے ۴۸۷ھ سے ۴۹۵ھ تک ۸ سال

حکومت کی اس بادشاہ کے عہد حکومت میں صلیبیوں نے بیت المقدس کو فتح کیا اور ۴۹۲ھ میں اُن سے فاطمیوں نے جنگ کی۔

۱۰۔ الآمر باحکام اللہ بن المستعلی جو ۴۹۵ھ سے ۵۲۴ھ تک ۲۹ سال حکمران رہا

۱۱۔ الحافظ لدین اللہ بن محمد جس نے ۵۲۴ھ سے ۵۴۴ھ تک ۲۰ سال حکومت کی

۱۲۔ الظافر بامر اللہ بن الحافظ جو ۵۴۴ھ سے ۵۴۹ھ تک پانچ سال حکمراں رہا۔

۱۳۔ الفائز باللہ بن الظافر جو ۵۴۹ھ سے ۵۵۵ھ تک چھ سال حکمراں رہا

۱۴۔ العاضد لدین اللہ بن یوسف جس نے ۵۵۵ھ سے ۵۶۷ھ تک ۱۲ سال حکومت کی اس بادشاہ سے حکومت کی باگ بطل اسلام صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس نے حاصل کی اور حکومت پر قبضہ کر لیا۔

۹

مراکش کی دولت مکناسیۃ الصافیہ

مراکش میں اس حکومت کی بنیاد ۳۱۱ھ میں رکھی گئی اور ۳۶۳ھ تک

۵۲ سال اُس نے حکمرانی کی چار بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ موسیٰ بن ابی العافیۃ المکناسی جس نے سنہ ۳۱۱ھ سے سنہ ۳۴۱ھ تک ۳۰ سال حکومت کی

۲۔ ابراہیم بن موسیٰ جو سنہ ۳۴۱ھ سے سنہ ۳۵۰ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ عبداللہ بن ابراہیم جس نے سنہ ۳۵۰ھ سے سنہ ۳۶۰ھ تک حکمرانی کی۔

۴۔ محمد بن عبداللہ جو سنہ ۳۶۰ھ سے سنہ ۳۶۳ھ تک صرف تین سال حکمراں رہا

(۱۰)

جرجان کی دولت زیاریہ

یہ حکومت سنہ ۳۱۶ھ میں قائم ہوئی اور سنہ ۴۳۰ھ تک ۱۱۴ سال جرجان پر حکمراں رہی۔ چھ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مرداویج بن زیار جس نے سنہ ۳۱۶ھ سے سنہ ۳۲۳ھ تک سات سال حکومت کی۔

۲۔ دشمکیر بن زیار جو سنہ ۳۲۳ھ سے سنہ ۳۵۷ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ بہتون بن وشمگیر جس نے سنہ ۳۵۷ھ سے سنہ ۳۶۶ھ تک نو سال حکومت کی

۴۔ قابوس بن وشمگیر جو سنہ ۳۶۶ھ سے سنہ ۴۰۳ھ تک حکمران رہا اس بادشاہ کے عہد میں مشہور سلطان محمود بن سبکتگین غزنوی کا ظہور ہوا۔

۵۔ منوچہر بن قابوس جس نے سنہ ۴۰۳ھ سے سنہ ۴۲۶ھ تک ۲۳ سال حکومت کی

۶۔ انوشیرواں بن منوچہر جو سنہ ۴۲۶ھ سے سنہ ۴۳۰ھ تک چار سال حکمران رہا۔

(۱۱)

ایران کی دولت بنو بویہ

اس حکومت کو تین بھائیوں نے قائم کیا تھا جن کے نام عماد الدولہ علی۔ رکن الدولہ الحسن اور معز الدولہ احمد ہیں۔ یہ تینوں حقیقی بھائی تھے اور ان کے باپ کا نام ابو شجاع بویہ تھا ان کا سلسلہ نسب شاہان فارس سے ملتا ہے ان تینوں بھائیوں نے ایک حکومت قائم نہیں کی بلکہ تینوں نے مختلف بلاد میں جا کر تین حکومتیں قائم کیں جن کی وارث اُن کی اولاد ہوتی رہی اس اعتبار سے ان کی حکومت تین حصوں میں منقسم ہے ان حکومتوں نے بغداد میں دولت عباسیہ کے تمام امور

پر قبضہ کرلیا تھا اور اس کے حاکم امیر الامراء کہلاتے تھے۔

قسم اوّل

دولت عماد الدولہ

فارس میں اس حکومت کی بنیاد سنہ ۳۲۱ھ میں رکھی گئی اور سنہ ۴۴۷ھ تک ۱۲۶ سال وہ حکمراں رہی دس بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عماد الدولہ علی بن بویہ جو سنہ ۳۲۱ھ سے سنہ ۳۳۸ھ تک ۱۷ سال حکمراں رہا چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے اُس نے اپنے بھتیجے عضد الدولہ ابن رکن الدولہ کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اور حکومت کا وارث قرار دیدیا تھا

۲۔ عضد الدولہ بن رکن الدولہ جس نے سنہ ۳۳۸ھ سے سنہ ۳۷۲ھ تک ۳۴ سال حکومت کی یہ بادشاہ علم دوست اور علماء کا قدردان تھا نیک کاموں میں بہت حصہ لیتا تھا اور متعدد کتابیں اس کے نام سے تصنیف کی گئی تھیں۔

۳۔ صمصام الدولہ ابو کالیجار بن عضد الدولہ جو سنہ ۳۷۲ھ سے سنہ ۳۷۶ھ تک چار سال حکمراں رہا۔

۴۔ شرف الدولہ ابو الفوارس بن عضد الدولہ جس نے سنہ ۳۷۶ھ سے سنہ ۳۷۹ھ تک تین سال حکومت کی۔

۵۔ بہار الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ جو سنہ ۳۷۹ھ سے سنہ ۴۰۳ھ تک ۲۸ سال حکمراں رہا۔

۶-۷۔ سلطان الدولہ ابو شجاع بن بہار الدولہ اور شرف الدولہ ابو علی بن بہار الدولہ اول الذکر نے سنہ ۴۰۳ھ سے سنہ ۴۱۱ھ تک حکومت کی پھر دوسرے نے اُس کی حکومت میں مداخلت کرکے امور حکومت پر قبضہ کر لیا غرض اول الذکر سنہ ۴۱۵ھ تک حکمراں رہا اور پھر دوسرے نے حکومت پر قبضہ کرکے سنہ ۴۱۶ھ تک حکومت کی۔

۸-۹۔ جلال الدولہ بن بہار الدولہ اور ابو کالیجار بن سلطان الدولہ اول الذکر نے سنہ ۴۱۶ھ سے سنہ ۴۳۵ھ تک اور ثانی الذکر نے سنہ ۴۳۵ھ سے سنہ ۴۴۰ھ تک حکومت کی۔

۱۰۔ الملک الرحیم ابو نصر حسن فیروز بن ابی کالیجار جس نے سنہ ۴۴۰ھ سے سنہ ۴۴۷ھ تک حکومت کی اور پھر طغرل بک سلجوقی دولت عباسیہ کے امیر الامراء نے اس حکومت پر قبضہ کر لیا۔

قسم ثانی

دولت رکن الدولہ الحسن بن بویہ

اس حکومت کی بنیاد ۳۲۱ھ میں اصفہان کے اندر رکھی گئی اور ۴۴۳ھ تک ایک سو بائیس سال اس نے حکمرانی کی سات بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ رکن الدولہ الحسن بن بویہ جس نے ۳۲۱ھ سے ۳۶۶ھ تک ۴۵ سال حکومت کی۔

۲۔ فخر الدولہ بن رکن الدولہ جو ۳۶۶ھ سے ۳۸۷ھ تک ۴۵ سال حکمراں رہا۔

۳۔۴۔ مجد الدولہ بن فخر الدولہ اور شمس الدولہ بن فخر الدولہ اول الذکر نے ۳۸۷ھ سے ۴۰۵ھ تک دونوں بھائی حکومت پر ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔

۵۔ علاء الدولہ بن کاکویہ جس نے ۴۲۰ھ سے ۴۳۳ھ تک ۱۳ سال حکومت کی۔

۷۰۶۔ ظہیر الدین ابو المنصور فرامرد بن علاء الدولہ اور ابو کالیجار

گرشاسف بن علاء الدولہ یہ دونوں بھائی حکومت پر باہم لڑتے رہے اور ۴۳۳ھ سے ۴۴۳ھ تک حکمراں رہے یہاں تک کہ اُن کے ملک پر طغرل بک سلجوقی نے ۴۴۳ھ میں قبضہ کر لیا اور اس حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

قسم سوم

دولت معز الدولہ بن بویہ

اس حکومت کی بنیاد ۳۲۱ھ میں رکھی گئی اور ۳۶۷ھ تک صرف ۴۶ سال اُس نے بلاد کرمان پر حکمرانی کی صرف دو بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ معز الدولہ بن بویہ جس نے ۳۲۱ھ سے ۳۵۶ھ تک ۳۵ سال حکومت کی خاندان بنو بویہ کا یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے بغداد کی دولت عباسیہ کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔

۲۔ عز الدولہ بختیار بن معز الدولہ جو ۳۵۶ھ سے ۳۶۷ھ تک گیارہ

سال حکمراں رہا یہ بادشاہ نہایت پست ہمت تھا اس کی کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کا ملک اُس کے چچازاد بھائی عضد الدولہ کے بیٹوں کے ہاتھ میں چلا گیا یہاں تک کہ سنہ ۴۳۳ھ میں سلجوقیوں نے اس حکومت پر بھی قبضہ کر لیا اور اُس کا خاتمہ ہو گیا۔

(۱۲)

مصر کی دولت اخشیدیہ

یہ حکومت مصر میں سنہ ۳۲۳ھ میں قائم ہوئی اور سنہ ۳۶۲ھ تک کل ۳۹ سال اُس کا اقتدار ملک پر رہا اور پانچ بادشاہ حکمراں ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ محمد بن طغج الاخشید جس نے سنہ ۳۲۳ھ سے سنہ ۳۳۴ھ تک گیارہ سال حکومت کی۔

۲۔ ابو قاسم ابوجور بن الاخشید جو سنہ ۳۳۴ھ سے سنہ ۳۴۹ھ تک حکمراں رہا

۳۔ ابوالحسن علی بن الاخشید جس نے سنہ ۳۴۹ھ سے سنہ ۳۵۵ھ تک چھ سال حکومت کی۔

۴۔ کافور الاخشیدی جو سنہ ۳۵۵ھ سے سنہ ۳۵۷ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ ابو الفوارس بن علی جس نے سنہ ۳۵۷ھ سے سنہ ۳۶۲ھ تک حکومت کی اسی بادشاہ سے المعز لدین اللہ الفاطمی کے سپہ سالار جوہر نے جنگ کی اور مصر کو اس کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

(۱۳)

ریف اور مراکش میں دوسری دولت ادریسیہ

ریفِ مراکش میں اس حکومت کی بنیاد سنہ ۳۲۳ھ میں رکھی گئی اور اس کے تین بادشاہوں نے جن کے نام ذیل میں درج ہیں سنہ ۳۷۵ھ تک ۵۲ سال حکومت کی۔

۱۔ القاسم کنون بن محمد جو سنہ ۳۲۳ھ سے سنہ ۳۳۷ھ تک حکمراں رہا۔

۲۔ ابو العیش احمد بن القاسم جس نے سنہ ۳۳۷ھ سے سنہ ۳۴۸ھ تک حکومت کی۔

۳۔ الحسن بن القاسم کنون جو سنہ ۳۴۸ھ سے سنہ ۳۷۵ھ تک حکمراں رہا۔

(۱۴)

آذربائیجان کی دولتِ مسافریۃ الدیلیہ

یہ حکومت آذربائیجان کے اندر ۳۳۰ھ میں قائم ہوئی اور ۴۲۶ھ تک ۹۶ سال حکمراں رہی اس کے پانچ بادشاہوں کا حال معلوم ہوا ہے، جس کے نام یہ ہیں۔

۱۔ المرزبان بن محمد بن مسافر جس نے ۳۳۰ھ سے ۳۴۶ھ تک حکومت کی۔

۲۔ خستان بن المرزبان جو ۳۴۶ھ سے ۳۴۹ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ واہشوران بن محمد بن مسافر جس نے ۳۴۹ھ سے ۳۵۵ھ تک حکومت کی۔

۴۔ ابراہیم بن المرزبان جو ۳۵۵ھ میں تخت نشین ہوا اس کی حکمرانی کے بعد سے اس حکومت کے حالات ۴۲۰ھ تک نہیں ملتے۔

۵۔ ابراہم بن المرزبان جس نے ۴۲۰ھ سے ۴۲۶ھ تک حکومت کی۔

(۱۵)

جزیرہ صقلیہ کی دولتِ کلبیین

صقلیہ میں اس حکومت کا آغاز سنہ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوا اور سنہ ۴۳۱ھ تک ۹۵ سال قائم رہی یہ حکومت کامل خودمختار اور آزاد نہ تھی بلکہ دولتِ فاطمیہ کی سیادت و ماتحتی میں تھی اس کے دس بادشاہ حکمراں ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ الحسن بن علی الکلبی جس نے سنہ ۳۳۶ھ سے سنہ ۳۴۷ھ تک حکومت کی۔

۲۔ احمد بن الحسن جو سنہ ۳۴۷ھ سے سنہ ۳۵۹ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ ابوالقاسم بن الحسن جس نے سنہ ۳۵۹ھ سے سنہ ۳۷۲ھ تک حکومت کی۔

۴۔ جابر بن ابی القاسم جو سنہ ۳۷۲ھ سے سنہ ۳۷۳ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ جعفر بن محمد جس نے سنہ ۳۷۳ھ سے سنہ ۳۷۵ھ تک حکومت کی۔

۶۔ عبداللہ بن محمد جو سنہ ۳۷۵ھ سے سنہ ۳۷۹ھ تک حکمراں رہا۔

۷۔ ثقۃ الدولہ ابوالفتوح یوسف بن عبداللہ جس نے سنہ ۳۷۹ھ سے سنہ ۳۸۸ھ تک حکومت کی۔

۸۔ تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ جو ۳۸۸ھ سے ۴۱۱ھ تک حکمران رہا۔
۹۔ اسد الدولہ بن تاج الدولہ جو ۴۱۱ھ سے ۴۱۷ھ تک حکمراں رہا۔
۱۰۔ الصمصام بن تاج الدولہ جس نے ۴۱۷ھ سے ۴۳۱ھ تک حکومت کی

(۱۶)

البطیحہ کی دولتِ شاہینیہ

یہ حکومت البطیحہ میں ۳۳۸ھ میں قائم ہوئی اور ۴۰۸ھ تک ۷۰ سال حکمراں رہی۔ اس کے سات بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عمران شاہین جس نے ۳۳۸ھ سے ۳۶۹ھ تک حکومت کی
۲۔ الحسین بن عمران جو ۳۶۹ھ سے ۳۷۲ھ تک حکمراں رہا۔
۳۔ ابو الفرج محمد بن عمران جس نے ۳۷۲ھ سے ۳۷۳ھ تک حکومت کی
۴۔ ۵۔ ابو المعالی بن الحسین اور المظفر بن علی جنہوں نے ۳۷۳ھ سے ۳۷۶ھ تک حکومت کی۔
۶۔ مہذب الدولہ ابو الحسن علی بن نصر جو ۳۷۶ھ سے ۴۰۸ھ تک حکمراں رہا۔
۷۔ محمد بن حسنی جس نے ۴۰۸ھ میں صرف تین ماہ حکومت کی۔

(۱۷)

کردستان کی دولتِ حسینیہ

اس حکومت کی بنیاد ۳۵۰ھ میں کردستان کے اندر رکھی گئی اور اس کے چار بادشاہوں نے ۴۰۶ھ تک ۵۶ سال حکومت کی جن کے نام یہ ہیں

۱۔ حسنویہ بن الحسین جس نے ۳۵۰ھ سے ۳۶۹ھ تک حکومت کی۔

۲۔ بدر بن حسنویہ جو ۳۶۹ھ سے ۴۰۵ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔۴۔ ہلال بن بدر اور طاہر بن ہلال جنہوں نے ۴۰۵ھ سے ۴۰۶ھ تک حکومت کی۔

(۱۸)

افغانستان وہندوستان کی دولتِ غزنویہ

اس حکومت کا آغاز افغانستان وہندوستان میں ۳۶۶ھ میں ہوا اور ۲۱۳ سال ۵۷۹ھ تک اس نے حکومت کی اسلامی حکومتوں میں یہ ایک زبردست اور جلیل القدر حکومت تھی اس کے چودہ بادشاہ ہوئے

جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سبکتگین ابو اسحاق بن الپتگین کا غلام جو دولتِ سامانیہ کا ایک فوجی افسر تھا اس نے سنہ ۳۶۶ھ سے سنہ ۳۸۷ھ تک حکومت کی۔

۲۔ اسمٰعیل بن سبکتگین جس نے سنہ ۳۸۷ھ میں صرف سات مہینے حکومت کی

۳۔ محمود بن سبکتگین جس نے سنہ ۳۸۷ھ سے سنہ ۴۲۱ھ تک حکمرانی کی دولت غزنویہ کا یہ سب سے بڑا اور مشہور بادشاہ تھا تاریخ اسلام میں اس کے گرانقدر اعمال و مآثر تفصیل سے درج ہیں۔

۴۔ محمد بن محمود جو سنہ ۴۲۱ھ سے سنہ ۴۲۲ھ تک اور پھر سنہ ۴۳۲ھ سے سنہ ۴۳۳ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ مسعود بن محمود جس نے سنہ ۴۲۲ھ سے سنہ ۴۳۲ھ تک حکومت کی۔

۶۔ مودود بن مسعود جو سنہ ۴۳۳ھ سے سنہ ۴۴۱ھ تک حکمراں رہا۔

۷۔ عبدالرشید بن محمود جس نے سنہ ۴۴۱ھ سے سنہ ۴۴۴ھ تک حکومت کی۔

۸۔ فرخ زاد بن مسعود جو سنہ ۴۴۴ھ سے سنہ ۴۵۱ھ تک حکمراں رہا۔

۹۔ ابراہیم بن مسعود جس نے سنہ ۴۵۱ھ سے سنہ ۴۹۲ھ تک حکومت کی۔

۱۰۔ مسعود بن ابراہیم جو سنہ ۴۹۲ھ سے سنہ ۵۰۸ھ تک حکمراں رہا۔

۱۱۔ ارسلان شاہ بن مسعود جس نے سنہ ۵۰۸ھ سے سنہ ۵۱۲ھ تک حکومت کی

۱۲۔ بہرام شاہ بن مسعود جو سنہ ۵۱۲ھ سے سنہ ۵۴۷ھ تک حکمراں رہا۔

۱۳۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ جس نے سنہ ۵۴۷ھ سے سنہ ۵۵۵ھ تک حکومت کی۔

۱۴۔ ملک شاہ بن خسرو شاہ جو سنہ ۵۵۵ھ سے سنہ ۵۷۹ھ تک حکمراں رہا۔

(۱۹)

ٹیونس کی دولت ضہاجیہ

اس حکومت کی بنیاد ٹیونس میں سنہ ۳۷۰ھ میں رکھی گئی اور اس کے آٹھ بادشاہوں نے جن کے نام ذیل میں درج ہیں سنہ ۵۶۶ھ تک ۱۹۶ سال حکومت کی

۱۔ بلکین بن زیری جو سنہ ۳۷۰ھ سے سنہ ۳۷۳ھ تک حکمراں رہا۔

۲۔ المنصور بن بلکین جس نے سنہ ۳۷۳ھ سے سنہ ۳۸۶ھ تک حکومت کی۔

۳۔ بادیس بن المنصور جو سنہ ۳۸۶ھ سے سنہ ۴۰۶ھ تک حکمراں رہا۔

۴۔ المعز بن بادیس جس نے سنہ ۴۰۶ھ سے سنہ ۴۵۴ھ تک حکومت کی۔

۵۔ تمیم بن المعز جو ۴۵۴ھ سے ۵۰۱ھ تک اورنگ نشین حکومت رہا۔
۶۔ یحییٰ بن تمیم جس نے ۵۰۱ھ سے ۵۰۹ھ تک حکومت کی۔
۷۔ علی بن یحییٰ جو ۵۰۹ھ سے ۵۱۵ھ تک حکمراں رہا۔
۸۔ الحسن بن علی جس نے ۵۱۵ھ سے ۵۶۵ھ تک حکومت کی۔

(۲۰)

دیار بکر کی دولتِ مروانیہ

یہ حکومت ۳۷۴ھ میں دیار بکر کے اندر قائم ہوئی اور ۴۸۹ھ تک ۱۱۵ سال حکمراں رہی پانچ بادشاہ ہوئے جن کے یہ ہیں۔
۱۔۲۔ مروان اور ابو علی بن مروان ان دونوں نے ۳۷۴ھ سے ۴۰۲ھ تک حکومت کی۔
۳۔ ابونصر احمد بن مروان جو ۴۰۲ھ سے ۴۵۲ھ تک حکمراں رہا۔
۴۔ نصر بن احمد جس نے ۴۵۲ھ سے ۴۷۲ھ تک حکومت کی۔
۵۔ منصور بن نصر جو ۴۷۲ھ سے ۴۷۹ھ تک حکمراں رہا۔

(۲۱)

مراکش کی دولت مغراویہ

اس حکومت کی بنیاد سنہ ۳۸۱ھ میں رکھی گئی اور سنہ ۴۶۲ھ تک ۸۱ سال اس کے سات بادشاہوں نے جن کے نام ذیل میں درج ہیں مراکش پر حکومت کی۔

۱۔ زیری بن عطیہ جس نے سنہ ۳۸۱ھ سے سنہ ۳۹۱ھ تک حکومت کی۔
۲۔ المعز بن زیری جو سنہ ۳۹۱ھ سے سنہ ۴۱۷ھ تک حکمراں رہا۔
۳۔ حمامہ بن المعز جس نے سنہ ۴۱۷ھ سے سنہ ۴۳۱ھ تک حکومت کی۔
۴۔ دوناس بن حمامہ جو سنہ ۴۳۱ھ سے سنہ ۴۵۲ھ تک حکمراں رہا۔
۵۔ فتوح بن دوناس جس نے سنہ ۴۵۲ھ سے سنہ ۴۵۵ھ تک حکومت کی
۶۔ معنصر بن حماد جو سنہ ۴۵۵ھ سے سنہ ۴۶۰ھ تک حکمراں رہا۔
۷۔ تمیم بن معنصر جس نے سنہ ۴۶۰ھ سے سنہ ۴۶۲ھ تک حکومت کی۔

(۲۲)

ترکستان کی دولت ایلکیہ

یہ حکومت ۳۸۳ھ میں قائم ہوئی اور اس کے چھ بادشاہوں نے ۴۹۶ھ تک ۱۱۳ سال حکومت کی بادشاہوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ایلک خاں سلیمان جو ۳۸۳ھ سے ۴۰۳ھ تک حکمراں رہا۔

۲۔ طغان خاں جس نے ۴۰۳ھ سے ۴۰۸ھ تک حکومت کی۔

۳۔ ارسلان خان بن قدرخاں جو ۴۰۸ھ سے ۴۲۳ھ تک حکمراں رہا

۴۔ بقراخاں بن قدرخاں جس نے ۴۲۳ھ سے ۴۳۹ھ تک حکومت کی

۵۔ طغرل خاں بن قدرخاں جو ۴۳۹ھ سے ۴۵۵ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ طغرل تگین بن طغرل خاں جس نے ۴۵۵ھ سے ۴۹۶ھ تک حکمرانی کی

(۲۳)

حلّہ کی دولتِ مزیدیہ

اس حکومت کی بنیاد حلّہ میں ۴۰۳ھ میں رکھی گئی اور اس کے آٹھ

بادشاہوں نے جن کے نام نیچے درج ہیں ۵۴۵ھ تک ۱۴۲ سال حکومت کی۔

۱۔ ابوالحسن علی بن مزید جس نے ۴۰۳ھ سے ۴۰۸ھ تک حکمرانی کی۔

۲۔ دبیس بن علی جو ۴۰۸ھ سے ۴۷۴ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ منصور بن دبیس جس نے ۴۷۴ھ سے ۴۷۹ھ تک حکومت کی۔

۴۔ صدقہ بن منصور جو ۴۷۹ھ سے ۵۰۱ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ دبیس بن صدقہ جس نے ۵۰۱ھ سے ۵۲۹ھ تک حکمرانی کی

۶۔ صدقہ بن دبیس جو ۵۲۹ھ سے ۵۳۲ھ تک حکمراں رہا۔

۷۔ محمد بن صدقہ جس نے ۵۳۲ھ سے ۵۴۰ھ تک حکومت کی۔

۸۔ علی بن دبیس جو ۵۴۰ھ سے ۵۴۵ھ تک حکمراں رہا۔

(۲۴)

حلب کی دولتِ مرداسیہ

یہ حکومت حلب میں ۴۱۴ھ میں قائم ہوئی اور ۴۷۳ھ تک ۵۹ سال قائم رہی سات بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صالح بن مرداس جس نے سنہ ۴۱۴ھ سے سنہ ۴۲۰ھ تک حکومت کی

۲۔ نصر بن صالح جو سنہ ۴۲۰ھ سے سنہ ۴۲۹ھ تک حکمراں رہا اور پھر فاطمی حکومت کا عامل وزیری سنہ ۴۲۹ھ سے سنہ ۴۳۲ھ تک حکومت پر قابض رہا۔

۳۔ ثمال بن صالح جس نے سنہ ۴۳۳ھ سے سنہ ۴۴۹ھ تک اور پھر سنہ ۴۵۳ھ سے سنہ ۴۵۴ھ تک حکومت کی۔

۴۔ محمود بن نصر بن صالح جو سنہ ۴۵۲ھ سے سنہ ۴۵۳ھ تک اور پھر سنہ ۴۵۴ھ سے سنہ ۴۶۸ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ عطیہ بن صالح جس نے سنہ ۴۵۴ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکومت کی پھر وہ رقہ چلا گیا اور اس کے بعد بلاد روم میں۔

۶۔ نصر بن محمود جو سنہ ۴۶۸ھ سے سنہ ۴۶۹ھ تک حکمراں رہا۔

۷۔ سابق بن محمود جس نے سنہ ۴۶۹ھ سے سنہ ۴۷۳ھ تک حکومت کی۔

(۳۵)

ایران کی دولت سلجوقیہ

ایران میں یہ حکومت سنہ ۴۲۸ھ میں قائم ہوئی اور سنہ ۵۹۰ھ تک ۱۶۲

سال قائم رہی تاریخ اسلام میں یہ ایک جلیل القدر حکومت ہے جس نے دولت بنی بویہ کے بعد سلطنت عباسیہ کی باگ اپنے ہاتھوں میں لی اور پھر اس سے کئی حکومتیں قائم ہوئیں اور بڑے بڑے ممالک اس کے قبضہ میں رہے اس حکومت کے پندرہ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱-۲- داؤد بن میکائیل بن سلجوق اور طغرل بن میکائیل بن سلجوق اول الذکر نے ۴۲۸ھ سے ۴۵۱ھ تک اور موخر الذکر نے ۴۵۱ھ سے ۴۵۵ھ تک حکمرانی کی۔

۳- الپ ارسلان بن داؤد جس نے ۴۵۵ھ سے ۴۶۵ھ تک حکومت کی سلاجقہ میں یہ سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسی کا وزیر مشہور عالم عالم نظام الملک طوسی تھا۔

۴- ملک شاہ بن الپ ارسلان جو ۴۶۵ھ سے ۴۸۵ھ تک حکمراں رہا اس کے عہد حکومت میں مشہور اسلامی تقویم جس کا نام جلالیہ ہے تیار کی گئی۔

۵- محمود بن ملک شاہ جو ۴۸۵ھ سے ۴۸۶ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ برکیارق بن ملک شاہ جس نے سنہ ۴۸۶ھ سے سنہ ۴۹۸ھ تک حکمرانی کی۔

۷۔ ملک شاہ بن برکیارق جس نے سنہ ۴۹۸ھ میں صرف چند مہینے حکومت کی۔

۸۔ محمود بن ملک شاہ بن الپ ارسلان جو سنہ ۴۹۸ھ سے سنہ ۵۱۱ھ تک حکمراں رہا۔

۹۔ محمود بن محمد جس نے سنہ ۵۱۱ھ سے سنہ ۵۲۲ھ تک حکومت کی۔

۱۰۔ داؤد بن محمود جو سنہ ۵۲۲ھ سے سنہ ۵۲۶ھ تک حکمراں رہا۔

۱۱۔ مسعود بن محمد بن ملک شاہ جس نے سنہ ۵۲۶ھ سے سنہ ۵۴۷ھ تک حکومت کی

۱۲۔ محمد بن محمود جو سنہ ۵۴۷ھ سے سنہ ۵۵۴ھ تک حکمراں رہا۔

۱۳۔ سلیمان بن شاہ جس نے سنہ ۵۵۴ھ سے سنہ ۵۵۶ھ تک حکومت کی

۱۴۔ ارسلان شاہ بن طغرل بک جو سنہ ۵۵۶ھ سے سنہ ۵۷۲ھ تک حکمراں رہا۔

۱۵۔ طغرل بن ارسلان شاہ جس نے سنہ ۵۷۳ھ سے سنہ ۵۹۰ھ تک حکمرانی کی۔

(۲۶)

ایشائے کوچک کی دولتِ سلجوقیہ

یہ حکومت ایران کی دولت سلجوقیہ کی شاخ تھی جس نے قونیہ اور اُس کے اطراف پر سنہ ۴۲۸ھ سے سنہ ۷۱۸ھ تک ۲۹۰ سال حکومت کی اس کے سولہ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق جس نے سنہ ۴۲۸ھ سے سنہ ۴۵۶ھ تک حکومت کی۔

۲۔ سلیمان بن قطلمش جو سنہ ۴۵۶ھ سے سنہ ۴۷۹ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ قلیج ارسلان بن سلیمان جس نے سنہ ۴۷۹ھ سے سنہ ۵۰۰ھ تک حکمرانی کی یہ بادشاہ کئی مرتبہ صلیبیوں سے لڑا تھا۔

۴۔ مسعود بن قلیج ارسلان جو سنہ ۵۰۰ھ سے سنہ ۵۵۱ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ قلیج ارسلان بن مسعود جس نے سنہ ۵۵۱ھ سے سنہ ۵۸۸ھ تک حکومت کی۔

۶۔ غیاث الدین کیخسرو جو سنہ ۵۸۸ھ سے سنہ ۵۹۶ھ تک اور سنہ ۶۰۱ھ سے

سنہ ۶۰۷ھ تک حکمراں رہا۔

۷۔ رکن الدین بن قلیج ارسلان جس نے سنہ ۵۹۶ھ سے سنہ ۶۰۰ھ تک حکومت کی۔

۸۔ قلیج ارسلان بن رکن الدین جو سنہ ۶۰۰ھ سے سنہ ۶۰۱ھ تک حکمراں رہا

۹۔ کیکاؤس بن کیخسرو جس نے سنہ ۶۰۷ھ سے سنہ ۶۱۶ھ تک حکومت کی

۱۰۔ کیقباد بن کیخسرو جو سنہ ۶۱۶ھ سے سنہ ۶۳۴ھ تک حکمراں رہا۔

۱۱۔ کیخسرو بن کیقباد جس نے سنہ ۶۳۴ھ سے سنہ ۶۵۴ھ تک حکومت کی۔

۱۲۔ علاء الدین کیقباد جو سنہ ۶۵۴ھ سے سنہ ۶۵۵ھ تک حکمراں رہا۔

۱۳۔ عزالدین کیکاؤس جس نے سنہ ۶۵۵ھ سے سنہ ۶۵۹ھ تک حکمرانی کی۔

۱۴۔ قلیج ارسلان بن کیخسرو جو سنہ ۶۵۹ھ سے سنہ ۶۶۰ھ تک حکمراں رہا۔

۱۵۔ غیاث الدین کیخسرو جس نے سنہ ۶۶۰ھ سے سنہ ۶۸۲ھ تک حکومت کی

۱۶۔ مسعود بن کیکاؤس جو سنہ ۶۸۲ھ سے سنہ ۷۱۸ھ تک حکمراں رہا پھر اُس سے ملک کو تاتاریوں نے لے لیا اور اس کے بعد دولت عثمانیہ اس ملک پر قابض ہو گئی۔

---

(۲۷)

شام اور حلب کی دولت بوریہ

یہ حکومت بھی دولت سلجوقیہ کی ایک شاخ تھی جو ۴۷۱ھ میں شام و حلب کے اندر قائم ہوئی اور ۵۴۹ھ تک ۷۸ سال قائم رہی گیارہ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ تنش بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق جو ۴۷۱ھ میں تخت حکومت پر بیٹھا اور ۴۸۸ھ تک حکمراں رہا اس کی وفات کے بعد ملک اس کے دونوں بیٹوں رضوان اور دقاق کے درمیان منقسم ہوگیا دونوں بھائی عرصہ تک ایک دوسرے سے لڑتے رہے یہاں تک کہ رضوان نے حلب پر قبضہ کرلیا اور اس ملک کی وارث اس کی اولاد ہوئی اور دقاق دمشق پر قابض ہوگیا اور اس ملک کی وارث اس کی اولاد ہوئی۔ ہم دونوں حکومتوں کے حکمرانوں کے نام علٰحدہ علٰحدہ لکھتے ہیں۔

قسم اوّل رضوان اور اُس کی اولاد

۲۔ رضوان بن تتش جو ۴۸۸ھ سے ۵۰۹ھ تک حکمراں رہا۔
۳۔ الپ ارسلان بن رضوان جس نے ۵۰۹ھ سے ۵۱۰ھ تک حکومت کی
۴۔ سلطان شاہ بن رضوان جو ۵۱۰ھ سے ۵۱۱ھ تک حکمراں رہا۔

قسم ثانی دقاق اور اُس کی اولاد

۵۔ دقاق بن تتش جو ۴۸۸ھ سے ۴۹۷ھ تک حکمراں رہا۔
۶۔ اتابک طغرکین جس نے ۴۹۷ھ سے ۵۲۲ھ تک حکومت کی۔
۷۔ بوری بن طغرکین جو ۵۲۲ھ سے ۵۲۶ھ تک حکمراں رہا۔
۸۔ شمس الملوک اسمٰعیل بن بوری جس نے ۵۲۶ھ سے ۵۲۹ھ تک حکومت کی۔
۹۔ شہاب الدین محمود بن بوری جو ۵۲۹ھ سے ۵۳۳ھ تک حکمراں رہا
۱۰۔ جمال الدین محمد بن بوری جس نے ۵۳۳ھ سے ۵۳۴ھ تک حکومت کی

۱۱۔ مجیر الدین آمق بن محمد جو ۵۳۴ھ سے ۵۴۹ھ تک حکمراں رہا اور پھر اُس کے ہاتھوں سے یہ ملک دولت زنگیہ کے پاس چلا گیا۔

(۲۸)

ماردین اور دیار بکر کی دولتِ ارتقیہ

یہ حکومت بھی دولت سلجوقیہ کی ایک شاخ ہے جو ۴۸۰ھ میں ماردین اور دیار بکر کے اندر قائم ہوئی اور ۷۸۵ھ تک یعنی ۳۰۵ سال حکمراں رہی کل تیئیس بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ارتق بن اکسک یہ شخص ملک شاہ بن الپ ارسلاں کا غلام تھا جس نے ماردین و دیار بکر پر قبضہ کر کے ۴۸۰ھ سے ۴۸۳ھ تک حکومت کی

۲۔ سقمان بن ارتق جو ۴۸۳ھ سے ۴۹۸ھ تک حکمراں رہا اس کے بعد ملک دُو حصّوں میں منقسم ہو گیا قلعہ کیفا پر اُس کے بیٹے ابراہیم بن سقمان نے قبضہ کر لیا جس کے وارث اُس کے بھائی اور بیٹے ہوئے اور دیار بکر کے علاقہ پر سقمان کا بھائی ایلغازی قابض ہو گیا جس کی وارث اُس کی اولاد ہوئی۔

قسم اوّل

۳۔ ابراہیم بن سقمان۔ ۴۔ داؤد بن سقمان
۵۔ فخرالدین قرار سلاں بن داؤد
مذکورۂ بالا تینوں بادشاہوں نے ۴۹۸ھ سے ۵۶۲ھ تک حکمرانی کی۔
۶۔ نورالدین محمد بن قرار سلاں جو ۵۶۲ھ سے ۵۸۱ھ تک حکمران رہا
۷۔ قطب الدین سقمان بن محمد جس نے ۵۸۱ھ سے ۵۹۷ھ تک حکومت کی۔
۸۔ ایاس قطب الدین سقمان کا غلام
۹۔ محمود بن محمد جو ۵۹۷ھ سے ۶۱۹ھ تک حکمران رہا۔

قسم ثانی

۱۱۔ ایلغازی بن ارتق جس نے ۴۹۸ھ سے ۵۱۶ھ تک حکمرانی کی
۱۲۔ حسام الدین تمرتاش بن ایلغازی جو ۵۱۶ھ سے ۵۴۷ھ تک حکمراں رہا

۱۳- البی بن تمر تاش۔

۱۴- ایلغازی بن البی۔

۱۵- بولق ارسلاں بن البی۔

۱۶- ارتق المنصور بن ایلغازی۔

مذکورہ چاروں بادشاہوں نے ۵۴۷ھ سے ۶۳۶ھ تک حکومت کی تحقیقات سے مجھ کو ان کی حکمرانی کے ایام کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوئی۔

۱۷- السعید نجم الدین غازی بن ارتق جو ۶۳۶ھ سے ۶۵۸ھ تک حکمراں رہا۔

۱۸- المنظفر قرا ارسلاں بن ارتق جس نے ۶۵۸ھ سے ۶۵۹ھ تک حکمرانی کی۔

۱۹- نجم الدین غازی بن قرا ارسلاں جو ۶۵۹ھ سے ۷۱۲ھ تک حکمراں رہا۔

۲۰- المنصور احمد بن غازی جس نے ۷۱۲ھ سے ۷۱۶ھ تک حکومت کی۔

۲۱- الصالح محمود بن احمد جو ۷۱۶ھ میں صرف چار مہینے حکمراں رہا۔

۲۲۔ المظفر فخر الدین داؤد بن المنصور جس نے ۷۱۶ھ سے ۷۴۷ھ تک حکومت کی۔

۲۳۔ مجد الدین عیسیٰ بن داؤد جو ۷۴۷ھ سے ۷۸۵ھ تک حکمراں رہا۔

(۲۹)

آرمینیا کی دولت الشاہات

یہ حکومت بھی دولت سلجوقیہ کی ایک شاخ ہے جس نے آرمینیا پر ۵۰۲ھ سے ۶۰۴ھ تک ۱۰۲ سال حکومت کی اس کے سات بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سکمان القطبی شاوار یہ شخص قطب الدین سلجوقی کا غلام تھا جس نے ۵۰۲ھ سے ۵۰۹ھ تک حکومت کی۔

۲۔ ظہیر الدین ابراہیم بن سکمان جو ۵۰۹ھ سے ۵۲۱ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ احمد بن سکمان جس نے ۵۲۱ھ سے ۵۲۲ھ تک حکومت کی۔

۴۔ شاوار بن سکمان بن ابراہیم جو ۵۲۲ھ سے ۵۸۱ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ بکتمر سکمان کا آزاد کردہ غلام جو ۵۸۱ھ سے ۵۸۹ھ تک حکمراں رہا

۶۔ آقسنقر جس نے ۵۸۹ھ سے ۵۹۴ھ تک حکومت کی۔
۷۔ محمد بن مکتمر جو ۵۹۴ھ سے ۶۰۴ھ تک حکمراں رہا۔ پھر اس کے ہاتھوں سے یہ دولت حکومت ایوبیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔

(۳۰)
الجزیرہ اور شام کی دولت زنگیہ

یہ حکومت بھی دولت سلجوقیہ کی ایک شاخ ہے جو ۵۲۱ھ میں الجزیرہ اور شام کے اندر قائم ہوئی اور ۶۵۷ھ تک ۱۳۶ سال قائم رہی اس کے نو بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عماد الدین زنگی بن آقسنقر جو ملک شاہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا اُس نے ۵۲۱ھ سے ۵۴۱ھ تک حکومت کی۔

۲۔ نور الدین محمود بن زنگی جو ۵۴۱ھ سے ۵۶۹ھ تک حکمراں رہا۔ دولت زنگیہ کا یہ بادشاہ نہایت مشہور ہوا ہے اور صلیبیوں کے ساتھ اُس کے اور اُس کے فوجی افسر صلاح الدین ایوبی کے زبردست معرکے تاریخ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

۳۔ الملک الصالح اسماعیل بن نورالدین جو سنہ ۵۶۹ھ سے سنہ ۵۷۷ھ تک حکمراں رہا۔

۴۔ عزالدین مسعود بن مودود جس نے سنہ ۵۷۷ھ سے سنہ ۵۹۹ھ تک حکومت کی

۵۔ نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین جو سنہ ۵۹۹ھ سے سنہ ۶۰۷ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ الملک القاہر بن نورالدین جس نے سنہ ۶۰۷ھ سے سنہ ۶۱۵ھ تک حکومت کی

۷۔ نورالدین ارسلان شاہ بن الملک القاہر جس نے سنہ ۶۱۵ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکمرانی کی۔

۸۔ ناصرالدین بن الملک القاہر جو سنہ ۶۱۵ھ سے سنہ ۶۳۱ھ تک حکمراں رہا۔

۹۔ بدرالدین لؤلؤ جو سنہ ۶۳۱ھ میں تخت نشین ہوا اور سنہ ۶۵۷ھ تک حکمراں رہا پھر اُس کے ہاتھوں سے ملک نکل گیا اور اُن تاتاریوں کے قبضہ میں چلا گیا جنہوں نے اُس زمانہ میں بہت سے بلاد و امصار پر قبضہ کر لیا تھا۔

(۱۳)

ایران کی دولت خوارزمیہ

ایران میں یہ حکومت سنہ ۵۳۳ھ میں قائم ہوئی اور ۹۵ سال سنہ ۶۲۸ھ تک ملک پر حکمراں رہی اس حکومت کی بنیاد انوشتگین بلباک سلجوقیوں کے ایک امیر نے رکھی اور چھ بادشاہوں نے حکمرانی کی جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ اقسس بن محمد بن انوشتگین جو سنہ ۵۳۳ھ سے سنہ ۵۵۱ھ تک حکمراں رہا

۲۔ ایل ارسلان بن اقسس جس نے سنہ ۵۵۱ھ سے سنہ ۵۶۹ھ تک حکومت کی۔

۳۔ سلطان شاہ محمود بن ایل ارسلان جس نے سنہ ۵۶۸ھ میں تھوڑے دنوں حکمرانی کی۔

۴۔ علاء الدین تکش بن ایل ارسلان جو سنہ ۵۶۸ھ سے سنہ ۵۹۶ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ علاء الدین محمد بن تکش جس نے سنہ ۵۹۶ھ سے سنہ ۶۱۷ھ تک حکومت

کی یہ وہی بادشاہ ہے جو تاتاریوں سے مشہور عالم چنگیز خاں کی قیادت میں لڑا تھا۔

۶۔ جلال الدین محمد جس نے سنہ ۶۱۷ھ سے سنہ ۶۲۸ھ تک حکومت کی اور پھر تاتاریوں نے اُس سے ملک کو چھین لیا۔

۳۲

افغانستان اور ہندوستان کی دولت غوریہ

اس حکومت نے افغانستان وہندوستان پر سنہ ۵۴۳ھ سے حکمرانی شروع کی اور سنہ ۶۱۳ھ تک ۷۰ سال حکمراں رہی اس کا بانی سلجوقیوں کا آزاد کردہ غلام محمد بن حسین غوری ہے اور اس کی نسل سے سات بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ سام بن حسین جس نے سنہ ۵۴۳ھ میں چند ماہ حکومت کی۔

۲۔ سوری بن حسین جو سنہ ۵۴۳ھ سے سنہ ۵۴۴ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ علاء الدین الحسین بن حسین جس نے سنہ ۵۴۴ھ سے سنہ ۵۵۶ھ تک حکومت کی۔

۴۔ غیاث الدین محمد بن سام جو ۵۵۶ھ سے ۵۹۹ھ تک حکمراں رہا

۵۔ شہاب الدین بن سام جو ۵۹۹ھ سے ۶۰۵ھ تک حکمراں رہا

۶۔ محمود بن غیاث الدین جس نے ۶۰۲ھ سے ۶۰۵ھ تک حکومت کی

۷۔ تاج الدین الذر غیاث الدین کا آزاد کردہ غلام جو ۶۰۵ھ سے ۶۱۳ھ تک حکمراں رہا اور پھر ملک اُس کے ہاتھوں سے دولتِ خوارزمیہ کے ہاتھوں میں منتقل ہو گیا۔

(۳۳)

مصر اور شام کی دولتِ ایوبیہ

تاریخ اسلام میں یہ حکومت خاص عظمت رکھتی ہے یہی وہ حکومت ہے جو کئی مرتبہ صلیبیوں سے لڑی اور اُن کو شکست دی ۵۶۷ھ میں اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۶۶۹ھ تک ۹۲ سال اس کے دس بادشاہوں نے حکومت کی جن کے نام یہ ہیں

۱۔ صلاح الدین یوسف بن ایوب جس نے ۵۶۷ھ میں حکومت کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور ۵۸۹ھ تک حکمراں رہا اس دولت کا یہ سب سے

بڑا اور باعظمت بادشاہ تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ملوک اسلام میں خاص اقتدار و عظمت رکھتا تھا۔ صلیبی بادشاہوں کے مقابلہ میں جو متحد ہو کر آئے تھے وہ تنہا کھڑا ہو گیا اور متعدد زبردست معرکوں کے بعد اُس نے اُن پر فتح حاصل کی اور بلادِ اسلامیہ کا بڑا حصّہ اُن سے چھین لیا۔

۲۔ العزیز بن یوسف جس نے ۵۸۹ھ سے ۵۹۵ھ تک حکومت کی۔

۳۔ المنصور بن العزیز جو ۵۹۵ھ کے آغاز سے ۵۹۵ھ کے آخر تک حکمراں رہا یعنی صرف ایک سال۔

۴۔ العادل بن ایوب جس نے ۵۹۶ھ سے ۶۱۵ھ تک حکومت کی

۵۔ الکامل بن العادل جو ۶۱۵ھ سے ۶۳۵ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ العادل بن الکامل جس نے ۶۳۵ھ سے ۶۳۷ھ تک حکومت کی

۷۔ الصالح ایوب بن الکامل جو ۶۳۷ھ سے ۶۴۷ھ تک حکمراں رہا۔

۸۔ المعظم توران بن الصالح جس نے ۶۴۷ھ سے ۶۴۸ھ تک حکومت کی

۹۔ شجرۃ الدر، الملک الصالح کی لونڈی جو ۶۴۸ھ میں چند ماہ حکمراں رہی۔

۱۰۔ الاشرف بن یوسف جو سنہ ۶۴۸ھ سے سنہ ۶۵۹ھ تک حکمراں رہا اس کے عہد میں مصر اور شام دونوں جگہ سے دولتِ ایوبیہ کا خاتمہ ہوگیا اور ملک تاتاریوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

(۳۴)

ٹیونس کی دولت حفصیہ

یہ حکومت دولت موحدین کی ایک شاخ ہے اور شیخ ابوحفص یحییٰ بن عمر کی طرف منسوب ہے جو موحدین کا ایک مددگار و معاون تھا۔ حکومت کا آغاز ٹیونس کے اندر سنہ ۶۰۳ھ میں ہوا اور سنہ ۹۸۱ھ تک دو ۳۷۸ سال قائم رہی جس کے تیس بادشاہ ہوئے بادشاہوں کے نام یہ ہیں

۱۔ ابو محمد عبد الواحد بن ابی حفص جو سنہ ۶۰۳ھ سے سنہ ۶۱۸ھ تک حکمراں رہا

۲۔ عبد الرحمٰن بن عبد الواحد جس نے سنہ ۶۱۸ھ میں صرف تین مہینے

۳۔ السید ادریس بن یوسف بن عبد المومن جو سنہ ۶۱۸ھ سے سنہ ۶۲۰ھ تک حکمراں رہا۔

۴۔ ابو زید بن السید ادریس جس نے سنہ ۶۲۰ھ سے سنہ ۶۲۲ھ تک

حکومت کی۔

۵۔ عبداللہ بن عبدالواحد بن ابوالحفص جو سنہ ۶۲۲ھ سے سنہ ۶۲۵ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ ابوذکریا یحیٰی بن عبدالواحد جس نے سنہ ۶۲۵ھ سے سنہ ۶۴۷ھ تک حکومت کی

۷۔ محمد المستنصر باللہ بن یحیٰی جو سنہ ۶۴۷ھ سے سنہ ۶۷۵ھ تک حکمراں رہا یہ بادشاہ سلاطین حفصیہ یا خلفائے حفصین میں سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اس کے عہد میں علوم نے بہت ترقی کی۔

۸۔ الواثق باللہ یحیٰی بن المستنصر جو سنہ ۶۷۵ھ سے سنہ ۶۷۸ھ تک حکمراں رہا

۹۔ ابواسحٰق ابراہیم بن یحیٰی جس نے سنہ ۶۷۸ھ سے سنہ ۶۸۱ھ تک حکمرانی کی۔

۱۰۔ ابوفارس عبدالعزیز بن ابراہیم جو سنہ ۶۸۱ھ سے سنہ ۶۸۲ھ تک حکمراں رہا

۱۱۔ ابوحفص بن یحیٰی جس نے سنہ ۶۸۲ھ سے سنہ ۶۹۴ھ تک حکومت کی۔

۱۲۔ ابوعصیدہ محمد بن الواثق بن المستنصر جو سنہ ۶۹۴ھ سے سنہ ۷۰۹ھ تک حکمراں رہا۔

۱۳۔ ابوبکر ابن عبدالرحمٰن جو سنہ ۷۰۹ھ میں صرف ۱۷ روز حکمراں رہا۔

۱۴۔ ابو البقا خالد بن ابی ذکریا جس نے ۷۰۹ھ سے ۷۱۱ھ تک حکومت کی۔

۱۵۔ ابو یحییٰ ذکریا بن احمد اللحیانی جو ۷۱۱ھ سے ۷۱۷ھ تک حکمراں رہا

۱۶۔ ابو حزبہ محمد بن ابی یحییٰ ذکریا جس نے ۷۱۷ھ سے ۷۱۸ھ تک حکومت کی۔

۱۷۔ ابو بکر بن ابی ذکریا جو ۷۱۸ھ سے ۷۴۷ھ تک حکمراں رہا۔

۱۸۔ ابو حفص بن ابی بکر جس نے ۷۴۷ھ سے ۷۵۱ھ تک حکومت کی

۱۹۔ ابو العباس الفضل بن ابی بکر جو ۷۴۹ھ سے ۷۵۱ھ تک حکمراں رہا

۲۰۔ ابو اسحٰق ابراہیم بن ابی بکر جس نے ۷۵۱ھ سے ۷۷۰ھ تک حکومت کی

۲۱۔ ابو البقاء خالد بن ابی اسحٰق جو ۷۷۰ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکمراں رہا۔

۲۲۔ ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر جس نے ۷۷۰ھ سے ۷۹۶ھ تک حکمرانی کی۔

۲۳۔ ابو فارس عزوز بن ابی العباس احمد جو ۷۹۶ھ سے ۸۳۶ھ تک حکمراں رہا دولت حفصیہ کے بڑے بادشاہوں میں یہ آخری بادشاہ تھا۔

۲۴ - محمد المنتصر جس نے سنہ ۸۳۶ھ سے سنہ ۸۳۷ھ تک حکمرانی کی۔
۲۵ - ابو عمر عثمان بن محمد جو سنہ ۸۳۷ھ سے سنہ ۸۹۳ھ تک حکمراں رہا۔
۲۶ - ابو ذکریا یحییٰ بن محمد المسعود جس نے سنہ ۸۹۳ھ سے سنہ ۸۹۹ھ تک حکومت کی۔
۲۷ - ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن محمد المسعود جو سنہ ۸۹۹ھ سے سنہ ۹۳۲ھ تک حکمراں رہا۔
۲۸ - الحسن بن ابی عبد اللہ محمد جس نے سنہ ۹۳۲ھ سے سنہ ۹۴۳ھ تک حکومت کی
۲۹ - ابو العباس احمد بن الحسن جو سنہ ۹۴۳ھ سے سنہ ۹۷۷ھ تک حکمراں رہا۔
۳۰ - محمد بن الحسن جو سنہ ۹۷۷ھ سے سنہ ۹۸۱ھ تک حکمراں رہا اس بادشاہ کو سنان پاشا نے گرفتار کیا اور سلطان سلیم ثانی کے پاس آستانہ میں بھیج دیا جہاں وہ آخر عمر تک نظر بند رہا اور ٹیونس دولت عثمانیہ کی حمایت میں بایات (جمع بائی) نے حکومت کی اور اب فرانس کی حمایت میں بایات حکمراں ہیں اس وقت تک جتنے بایات نے ٹیونس پر حکمرانی کی ہو اُن کی تعداد پندرہ ہے۔

۳۵

مراکش کی دولت مرنیہ

اس حکومت کا آغاز مغرب میں سنہ ۶۱۰ھ کے اندر ہوا اور سنہ ۸۶۹ھ تک اس کے ستائیس بادشاہوں نے ۲۵۹ سال حکومت کی اس کے بادشاہوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ عبدالحق بن مجید المرینی جو سنہ ۶۱۰ھ سے سنہ ۶۱۳ھ تک حکمراں رہا۔

۲۔ ابوسعید عثمان بن عبدالحق جس نے سنہ ۶۱۳ھ سے سنہ ۶۳۸ھ تک حکومت کی

۳۔ ابو معرف محمد بن عبدالحق جو سنہ ۶۳۸ھ سے سنہ ۶۴۲ھ تک حکمراں رہا۔

۴۔ ابوبکر بن عبدالحق جس نے سنہ ۶۴۲ھ سے سنہ ۶۵۶ھ تک حکومت کی۔

۵۔ ابوحفص عمر بن ابی بکر جو سنہ ۶۵۶ھ سے سنہ ۶۵۷ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ المنصور باللہ یعقوب بن عبدالحق جس نے سنہ ۶۵۷ھ سے سنہ ۶۸۵ھ تک حکومت کی بنو مرین کے بادشاہوں میں یہ بادشاہ نہایت جلیل القدر اور باعظمت ہوا ہے مغرب اقصیٰ کا سارا ملک اس کے اقتدار میں تھا اور اندلس کے تمام بادشاہ خواہ وہ مسلمان ہوں یا مسیحی اس کے

خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے۔

۷۔ الناصر لدین اللہ یوسف بن یعقوب جو ۶۸۵ھ سے ۷۰۶ھ تک حکمراں رہا۔

۸۔ ابو ثابت عامر بن عبداللہ بن یوسف جس نے ۷۰۶ھ سے ۷۰۸ھ تک حکمرانی کی۔

۹۔ ابو الربیع سلیمان بن عبداللہ جو ۷۰۸ھ سے ۷۱۰ھ تک حکمراں رہا

۱۰۔ ابن سعید عثمان بن یعقوب جس نے ۷۱۰ھ سے ۷۳۱ھ تک حکومت کی۔

۱۱۔ ابو الحسن علی بن عثمان جو ۷۳۱ھ سے ۷۵۲ھ تک حکمراں رہا۔
شاہان بنو مرین میں اس بادشاہ نے مغرب اقصی و مغرب اوسط اور اندلس میں بہت سی شاندار عمارتیں اور آثار چھوڑے۔

۱۲۔ المتوکل علی اللہ ابو عنان فارس بن ابی الحسن جس نے ۷۵۲ھ سے ۷۵۹ھ تک حکومت کی۔

۱۳۔ السعید باللہ ابو بکر بن ابی عنان جو ۷۵۹ھ سے ۷۶۰ھ تک حکمراں رہا۔

۱۴۔المستعین باللہ ابو سالم ابراہیم بن ابی الحسن جس نے ۷۶۰ھ سے ۷۶۲ھ تک حکومت کی۔

۱۵۔ابو عمر تاشفین الموسوس بن ابی الحسن جو ۷۶۲ھ سے ۷۶۳ھ تک حکمراں رہا۔

۱۶۔ابو زیان محمد بن ابی عبد الرحمن جس نے ۷۶۳ھ سے ۷۶۸ھ تک حکومت کی۔

۱۷۔ابو فارس عبد العزیز بن ابی الحسن جو ۷۶۸ھ سے ۷۷۴ھ تک حکمراں رہا۔

۱۸۔السعید باللہ ابو زیان محمد بن عبد العزیز جس نے ۷۷۴ھ سے ۷۷۶ھ تک حکومت کی۔

۱۹۔ابو العباس احمد بن ابی سالم جو ۷۷۶ھ سے ۷۸۶ھ تک حکمراں رہا

۲۰۔ابو فارس موسیٰ بن ابی عنان جس نے ۷۸۶ھ سے ۷۸۸ھ تک حکمرانی کی۔

۲۱۔ابو زیان محمد بن ابی العباس جو ۷۸۸ھ میں صرف ایک ماہ تیرہ یوم حکمراں رہا۔

۲۲۔ ابوزیان محمد بن ابی الفضل جس نے ۷۸۸ھ سے ۷۸۹ھ تک حکومت کی۔

۲۳۔ ابوالعباس احمد بن ابی سالم دوبارہ ۷۸۹ھ سے ۷۹۶ھ تک حکمراں رہا۔

۲۴۔ ابوفارس عبدالعزیز بن ابی العباس جو ۷۹۶ھ سے ۷۹۹ھ تک حکمراں رہا۔

۲۵۔ ابوعامر عبداللہ بن ابی العباس جس نے ۷۹۹ھ سے ۸۰۰ھ تک حکومت کی۔

۲۶۔ ابوسعید عثمان بن ابی العباس جو ۸۰۰ھ سے ۸۲۳ھ تک حکمراں رہا

۲۷۔ عبدالحق بن ابی سعید جس نے ۸۲۳ھ سے ۸۶۹ھ تک حکومت کی

(۳۶)

تلمسان کی دولت زیانیہ

تلمسان میں اس حکومت کا ۶۳۳ھ میں آغاز ہوا اور ۷۹۵ھ تک ۱۶۲ سال وہ قائم رہی آٹھ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ یغمراش بن زیان جس نے ۶۳۳ھ سے ۶۸۱ھ تک حکومت کی

۲۔ عثمان بن یغمراش جو ۶۸۱ھ سے ۷۰۳ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ ابوزیان محمد بن عثمان جس نے ۷۰۳ھ سے ۷۰۷ھ تک حکومت کی۔

۴۔ ابوحمو بن عثمان جو ۷۰۷ھ سے ۷۱۸ھ تک حکمراں رہا۔

۵۔ ابو تاشفین بن ابوحمو جو ۷۱۸ھ سے ۷۳۷ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ ابوسعید و ابوثابت پسران عبدالرحمن بن یغمراش جو ۷۴۹ھ سے ۷۵۳ھ تک حکمراں رہے پھر ۷۵۳ھ سے یہ حکومت ۷۵۹ھ تک دوبارہ دولت مرینیہ کے ماتحت رہی۔

۷۔ ابوحمو موسیٰ بن یوسف جو ۷۵۹ھ سے ۷۹۱ھ تک حکمراں رہا۔

۸۔ ابو تاشفین بن ابوحمو جو ۷۹۱ھ سے ۷۹۵ھ تک حکمراں رہا۔

(۳۷)

مصر اور شام کی دولت ممالیک بحریہ

یہ حکومت ۶۴۸ھ میں دولت ایوبیہ کے خاتمہ کے بعد قائم ہوئی اور

سنہ ۷۸۴ھ تک ملک مصر و شام پر حکومت کی دولت ایوبیہ کی طرح اس نے بھی صلیبیوں سے زبردست جنگ کی ۱۳۶ سال تک اس کے ۲۴ بادشاہوں نے حکمرانی کی جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ المعز ایبک الجاشنکیر جو ملک الصالح نجم الدین بن الکامل بن العادل ایوبی کے بڑے غلاموں میں سے تھا اس نے سنہ ۶۴۸ھ سے سنہ ۶۵۵ھ تک حکمرانی کی۔

۲۔ نور الدین علی بن ایبک جو سنہ ۶۵۵ھ سے سنہ ۶۵۷ھ تک حکمراں رہا۔

۳۔ المظفر سیف الدین قطز جو سنہ ۶۵۷ھ سے سنہ ۶۵۸ھ تک حکمراں رہا یہی وہ بادشاہ ہے جس نے تاتاریوں کو بلاد شام سے نکال کر ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا تھا۔

۴۔ الظاہر بیبرس البندقداری جو سنہ ۶۵۸ھ سے سنہ ۶۷۶ھ تک حکمراں رہا اس بادشاہ نے احمد بن الظاہر العباسی کی خلافت کو تسلیم کر کے اس کی بیعت کر لی تھی پھر جب تاتاریوں نے دولت عباسیہ کو تباہ و برباد کر دیا تو اس نے المستنصر کا لقب اختیار کر لیا اسی کے عہد حکومت میں مصر خلفائے عباسیہ کا مرکز بنا اور وہاں عرصہ تک ان کا اقتدار رہا۔

۵۔ السعید برکت خاں بن بیبرس جس نے ۶۷۶ھ سے ۶۷۸ھ تک حکومت کی۔

۶۔ سلامش بن بیبرس جو ۶۷۸ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکمران رہا

۷۔ المنصور سیف الدین قلاوون جس نے ۶۷۸ھ سے ۶۸۹ھ تک حکومت کی۔

۸۔ الاشرف صلاح الدین خلیل بن قلاوون جو ۶۸۹ھ سے ۶۹۳ھ تک حکمراں رہا یہی وہ بادشاہ ہے جس نے افرنجیوں کو قطعی طور پر شام سے خارج کیا اور اُن کی ۱۹۳ سال کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

۹۔ الملک القاہر بیدرا جس نے ۶۹۳ھ میں بہت تھوڑی دنوں حکومت کی۔

۱۰۔ الناصر بن محمد قلاوون جس نے پہلی مرتبہ ۶۹۳ھ سے ۶۹۴ھ تک حکومت کی۔

۱۱۔ الملک العادل کتبغا جو ۶۹۴ھ سے ۶۹۶ھ تک حکمراں رہا۔

۱۲۔ المنصور لاجین جس نے ۶۹۶ھ سے ۶۹۸ھ تک حکومت کی۔

۱۳۔ الناصر محمد بن قلاوون جو دوبارہ ۶۹۸ھ سے ۷۰۸ھ تک حکمراں رہا

۱۴- بیبرس الجاشنگیر جس نے ۷۰۸ھ سے ۷۰۹ھ تک حکومت کی۔

۱۵- الملک الناصر محمد قلاوون جس نے سہ بارہ ۷۰۹ھ سے ۷۴۱ھ تک حکومت کی۔

۱۶- المنصور ابوبکر بن محمد جو ۷۴۱ھ سے ۷۴۲ھ تک حکمراں رہا۔

۱۷- الاشرف علاء الدین کچک بن محمد جو ۷۴۲ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکمراں رہا۔

۱۸- الناصر شہاب الدین احمد بن محمد جس نے ۷۴۲ھ سے ۷۴۳ھ تک حکومت کی۔

۱۹- الملک الصالح اسمٰعیل بن محمد جو ۷۴۳ھ سے ۷۴۶ھ تک حکمراں رہا۔

۲۰- الکامل زین الدین شعبان بن محمد جس نے ۷۴۶ھ سے ۷۴۷ھ تک حکومت کی۔

۲۱- المظفر زین الدین حاجی بن محمد جو ۷۴۷ھ سی ۷۴۸ھ تک حکمراں رہا

۲۲- الناصر حسن بن محمد جس نے ۷۴۸ھ سی ۷۵۲ھ تک حکومت کی۔

۲۳- الصالح صلاح الدین بن محمد جو ۷۵۲ھ سی ۷۵۵ھ تک حکمراں رہا

۲۴- الناصر حسن بن محمد جو دوبارہ سنہ ۷۵۵ھ سے سنہ ۷۶۲ھ تک حکمراں رہا۔

۲۵- شعبان بن حسن جس نے سنہ ۷۶۲ھ سے سنہ ۷۶۴ھ تک حکمرانی کی۔

۲۶- المنصور محمد بن حاجی جو سنہ ۷۶۲ھ سی سنہ ۷۶۴ھ تک حکمراں رہا۔

۲۷- الاشرف شعبان بن حسن جس نے سنہ ۷۶۴ھ سی سنہ ۷۷۸ھ تک حکمرانی کی

۲۸- المنصور علی بن شعبان جو سنہ ۷۷۸ھ سی سنہ ۷۹۳ھ تک حکمراں رہا۔

۲۹- الصالح حاجی بن شعبان جس نے سنہ ۷۸۳ھ سی سنہ ۷۸۴ھ تک حکومت کی

(۳۸)

مصر و شام کی دولت ممالیک چراکسہ

اس حکومت کا قیام دولتِ ممالیک بحریہ کے بعد سنہ ۷۸۴ھ میں ہوا اور سنہ ۹۲۳ھ تک ۱۳۹ سال قائم رہی جس کے ۲۶ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱- الملک الظاہر برقوق جس نے سنہ ۷۸۴ھ سی سنہ ۸۰۱ھ تک حکومت کی

۲- الناصر فرج بن الظاہر برقوق جو سنہ ۸۰۱ھ سے سنہ ۸۰۸ھ تک حکمراں رہا

۳- المنصور عبد العزیز بن برقوق جو سنہ ۸۰۸ھ میں بہت تھوڑی دنوں

حکمراں رہا۔

۴۔ الناصر فرج بن برقوق جس نے دوبارہ ۸۰۸ھ سے ۸۱۵ھ تک حکمرانی کی۔

۵۔ الملک المؤید شیخ جو ۸۱۵ھ سے ۸۲۴ھ تک حکمراں رہا۔

۶۔ المظفر احمد بن شیخ جو ۸۲۴ھ میں بہت تھوڑے دن حکمراں رہا۔

۷۔ الملک الظاہر ططر جو ۸۲۴ھ میں بہت تھوڑی مدت حکمراں رہا۔

۸۔ الصالح محمد بن ططر جس نے ۸۲۴ھ سے ۸۲۵ھ تک حکومت کی۔

۹۔ الملک برس بائی جس نے ۸۲۵ھ سے ۸۴۱ھ تک حکمرانی کی۔

۱۰۔ العزیز یوسف بن برس بائی جو ۸۴۱ھ سے ۸۴۲ھ تک حکمراں رہا۔

۱۱۔ الملک الظاہر جقمق جس نے ۸۴۲ھ سے ۸۵۷ھ تک حکومت کی۔

۱۲۔ المنصور عثمان بن جقمق جو ۸۵۷ھ میں تھوڑے دنوں حکمراں رہا۔

۱۳۔ الملک الاشرف اینال العلائی جس نے ۸۵۷ھ سے ۸۶۵ھ تک حکومت کی۔

۱۴۔ المؤید احمد بن اینال جو ۸۶۵ھ میں چند روز حکمراں رہا۔

۱۵۔ الظاہر خشقدم جس نے ۸۶۵ھ سے ۸۷۲ھ تک حکمرانی کی۔

۱۶- الظاہر بلبائی المؤیدی جو ۸۷۲ھ میں چند روز حکمراں رہا۔

۱۷- الظاہر تمربغا جس نے ۸۷۲ھ میں چند روز حکومت کی۔

۱۸- الملک الاشرف قایت بائی جو ۸۷۲ھ سے ۹۰۱ھ تک حکمراں رہا۔

۱۹- الناصر محمد بن قایت بائی جس نے ۹۰۱ھ سے ۹۰۲ھ تک حکومت کی

۲۰- الاشرف قانصوہ خمسایہ جس نے ۹۰۲ھ میں تھوڑے دنوں حکومت کی

۲۱- الناصر محمد بن قایت جو دوبارہ ۹۰۲ھ سے ۹۰۴ھ تک حکمراں رہا۔

۲۲- الظاہر قانصوہ اشرفی جس نے ۹۰۴ھ سی ۹۰۵ھ تک حکمرانی کی

۲۳- الملک الاشرف جان بلاط جو ۹۰۵ھ سی ۹۰۹ھ تک حکمراں رہا۔

۲۴- الملک العادل طومان بائی جس نے ۹۰۹ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکمرانی کی۔

۲۵- الملک قانصوہ الغوری جو ۹۰۹ھ سے ۹۲۲ھ تک حکمراں رہا
یہی وہ بادشاہ ہے جو سلطان سلیم عثمانی سے لڑا تھا اور اُس کو قتل کرکے اُس کے اکثر بلاد پر قبضہ کرلیا تھا۔

۲۶- طومان بائی جو ۹۲۲ھ سے ۹۲۳ھ تک حکمراں رہا اور اُس سے دولت عثمانیہ نے مصر و شام کا سارا علاقہ چھین لیا۔

(۳۹)

مراکش کی دولتِ وطاسیہ

یہ حکومت بھی دولت مرینیہ کی ایک شاخ ہے جس کا آغاز ۸۷۶ھ سنہ میں ہوا اور ۹۶۱ھ سنہ تک ۸۵ سال قائم رہی اس میں پانچ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابو عبداللہ محمد بن ابی ذکریا الوطاسی جو ۸۷۶ھ سنہ سے ۹۱۰ھ سنہ تک حکمراں رہا۔

۲۔ محمد بن محمد الشیخ البرتقالی جس نے ۹۱۰ھ سنہ سے ۹۳۱ھ سنہ تک حکومت کی

۳۔ ابو حسون بن محمد الشیخ جو ۹۳۱ھ سنہ سے ۹۳۲ھ سنہ تک حکمراں رہا۔

۴۔ ابو العباس احمد بن محمد جو ۹۳۲ھ سنہ سے ۹۵۶ھ سنہ تک حکمراں رہا۔

۵۔ ابو حسون بن محمد الشیخ جو دوبارہ ۹۵۶ھ سنہ سے ۹۶۱ھ سنہ تک حکمراں رہا اور اس کے ہاتھوں سے نکل کر ملک دولت سعدیہ کے پاس چلا گیا۔

(۴۰)

مراکش کی دولت سعدیہ

اس حکومت کو دولتِ اشراف السعدیین بھی کہا جاتا ہے ۹۱۵ھ میں یہ قائم ہوئی اور مراکش پر اس نے ۱۰۶۹ھ تک ۱۵۴ سال حکومت کی پندرہ بادشاہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابو عبداللہ محمد القائم بامراللہ بن عبدالرحمٰن جس کا سلسلۂ نسب آل بیت نبوی صلعم تک پہنچتا ہے اس نے ۹۱۵ھ سے ۹۲۳ھ تک حکومت کی۔

۲۔ ابوالعباس احمد بن ابی عبداللہ محمد جو ۹۲۳ھ سے ۹۴۶ھ تک حکمراں رہا

۳۔ ابو عبداللہ محمد المہدی جس نے ۹۴۶ھ سے ۹۶۴ھ تک حکومت کی

۴۔ ابو محمد عبداللہ الغالب باللہ جو ۹۶۵ھ سے ۹۸۱ھ تک حکمراں رہا

۵۔ ابو عبداللہ محمد المتوکل علی اللہ جس نے ۹۸۱ھ سے ۹۸۳ھ تک حکومت کی۔

۶۔ ابو مروان عبدالملک المعتصم باللہ جو ۹۸۳ھ سے ۹۸۶ھ تک حکمراں رہا

۷- ابو العباس احمد المنصور جس نے ۹۸۶ھ سے ۱۰۱۲ھ تک حکومت کی اس حکومت کا یہ سب سے بڑا بادشاہ تھا۔

۸- ابو المعالی زیدان بن احمد المنصور جس نے ۱۰۱۲ھ میں چند یوم حکومت کی۔

۹- ابو فارس ابن احمد المنصور جو ۱۰۱۲ھ سے ۱۰۱۵ھ تک حکمران رہا

۱۰- محمد الشیخ المامون بن احمد المنصور جس نے ۱۰۱۵ھ سے ۱۰۱۷ھ تک حکمرانی کی۔

۱۱- ابو المعالی زیدان بن احمد المنصور جو ۱۰۱۷ھ سے ۱۰۳۷ھ تک حکمران رہا۔

۱۲- ابو مروان عبد الملک بن مروان جس نے ۱۰۳۷ھ سی ۱۰۴۰ھ تک حکومت کی۔

۱۳- ابو یزید الولید بن زیدان جو ۱۰۴۰ھ سے ۱۰۴۵ھ تک حکمران رہا

۱۴- ابو عبداللہ محمد بن زیدان جس نے ۱۰۴۵ھ سے ۱۰۶۴ھ تک حکمرانی کی۔

۱۵- ابو العباس احمد بن محمد الشیخ جو ۱۰۶۴ھ سے ۱۰۶۹ھ تک حکمران

رہا اس کے ہاتھوں سے ملک دولت الشبانات کے بانی نے چھین لیا لیکن اس دولت نے زیادہ عمر نہ پائی صرف دو بادشاہ حکمراں ہوئے یعنی :۔

۱۔ الرئیس عبدالکریم جو قبیلہ شبانات کا سردار تھا اور جس نے سنہ ۱۰۶۹ھ سے سنہ ۱۰۷۹ھ تک حکومت کی۔

۲۔ ابوبکر بن عبدالکریم جو سنہ ۱۰۷۹ھ میں حکمراں ہوا۔

(۴۱)

مراکش کی دولت اشراف علویہ غیلالیہ

یہ دولت مراکش کی موجودہ حکومت ہے جس کا آغاز سنہ ۱۰۵۰ھ میں ہوا اور اس وقت تک اس کے ۲۲۔ بادشاہ ہو چکے ہیں جن کے نام یہ ہیں

۱۔ المولیٰ محمد بن الشریف جس نے سنہ ۱۰۵۰ھ سے سنہ ۱۰۵۷ھ تک حکومت کی

۲۔ المولیٰ الرشید بن الشریف جو سنہ ۱۰۵۷ھ سے سنہ ۱۰۸۲ھ تک حکمراں رہا

۳۔ المظفر باللہ ابوالنصر المولیٰ اسماعیل بن الشریف جس نے سنہ ۱۰۸۲ھ سے سنہ ۱۱۳۹ھ تک حکومت کی اس دولت کا یہ سب سے بڑا بادشاہ ہوا

ہے جس کی حکومت سارے مغرب اور سوڈان پر رہی ہے۔

۴۔ المولی ابوالعباس احمد الذہبی بن اسماعیل جو سنہ ۱۱۳۹ھ سے سنہ ۱۱۴۰ھ تک حکمراں رہا

۵۔ المولی ابومروان عبداللہ بن اسماعیل جو سنہ ۱۱۴۰ھ میں بہت تھوڑے دنوں حکمراں رہا۔

۶۔ المولی ابوالعباس الذہبی بن اسماعیل جس نے سنہ ۱۱۴۰ھ سے سنہ ۱۱۴۱ھ تک حکمرانی کی۔

۷۔ المولی عبداللہ بن اسماعیل جس نے پہلی مرتبہ سنہ ۱۱۴۱ھ سے سنہ ۱۱۴۷ھ تک حکمرانی کی۔

۸۔ المولی ابوالحسن علی بن اسماعیل جو سنہ ۱۱۴۷ھ سے سنہ ۱۱۴۹ھ تک حکمراں رہا

۹۔ المولی عبداللہ بن اسماعیل جس نے دوبارہ حکومت کی۔

۱۰۔ المولی محمد بن اسماعیل معروف بہ ابن عربیہ جس نے سنہ ۱۱۵۰ھ سے سنہ ۱۱۵۲ھ تک حکومت کی۔

۱۱۔ المولی عبداللہ بن اسماعیل جس نے سہ بارہ سنہ ۱۱۵۲ھ سے سنہ ۱۱۵۴ھ تک حکومت کی۔

۱۲۔ المولیٰ زین العابدین بن اسماعیل جس نے ۱۱۵۴ھ میں بہت تھوڑی دنوں حکومت کی

۱۳۔ المولیٰ عبداللہ بن اسماعیل جو چوتھی مرتبہ تخت نشین ہوا اور ۱۱۵۴ھ سے ۱۱۷۱ھ تک حکومت کی۔

۱۴۔ المولیٰ محمد بن عبداللہ جو ۱۱۷۱ھ سے ۱۲۰۴ھ تک حکمراں رہا۔

۱۵۔ المولیٰ یزید بن محمد جو ۱۲۰۴ھ سے ۱۲۰۶ھ تک حکمراں رہا۔

۱۶۔ المولیٰ سلیمان بن محمد جس نے ۱۲۰۶ھ سے ۱۲۳۸ھ تک حکومت کی

۱۷۔ المولیٰ عبدالرحمن بن ہشام جو ۱۲۳۸ھ سے ۱۲۷۶ھ تک حکمراں رہا۔ اس کے عہد میں فرانس مغرب اوسط (اقلیم الجزائر) پر ۱۲۴۶ھ میں قابض ہوگیا۔

۱۸۔ المولیٰ محمد بن عبدالرحمن جس نے ۱۲۷۶ھ سے ۱۲۹۰ھ تک حکومت کی۔

۱۹۔ المولیٰ الحسن بن محمد جو ۱۲۹۰ھ سے ۱۳۱۱ھ تک حکمراں رہا

۲۰۔ المولیٰ عبدالعزیز بن الحسن جو ۱۳۱۱ھ میں حکمراں ہوا۔

۲۱۔ المولیٰ عبدالحفیظ بن الحسن یہ وہ بادشاہ ہے جس نے مراکش پر

فرانس کی حمایت کو قبول کرلیا۔

۲۲۔ المولیٰ یوسف۔

تمام شد

احکامِ حج

حال میں مدینہ بک ایجنسی بجنور نے خاص اہتمام سے زرکثیر صرف کر کے ایک کتاب تیار کی ہے جسکا نام احکامِ حج ہے، اُردو میں اس موضوع پر سینکڑوں کتاب اور سفرنامے لکھے گئے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ احکامِ حج سے بہتر جامع اور مختصر کتاب آج تک کوئی نہیں لکھی گئی۔ اور بلا مبالغہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اُردو میں یہ پہلی کتاب ہے جو اپنی نوعیت میں بے مثل کہی جا سکتی ہے آپ اس کتاب کو فوراً طلب فرمائیں اور سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے شروع سے آخر تک اس کو پڑھ لیں یقین ہے کہ پھر آپ کو کسی مشورہ کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اور گھر سے روانہ ہو کر واپسی تک یہ کتاب آپ کی بہترین رہنما ثابت ہوگی۔

کتاب تین حصوں میں ہے جس کا ہر حصہ علیحدہ ہے اور تمام امور و ضروریات کو تفصیل سے ہر حصہ میں ہدایات سفر، مسائل حج اور زیارات وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ وقت پر ہر بات کو بآسانی معلوم کر لیا جائے اور کتاب کی ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔ کتاب کی ترتیب اتنی اچھی ہے کہ آپ ہر چیز کو فوراً نکال کر دیکھ سکتے ہیں اور ساری کتاب پڑھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی پھر کتاب کے آخر میں حج کے اصطلاحی الفاظ اور مقامات حج کی تشریح کی گئی ہے اور ضروری عربی الفاظ کا مطلب بتا یا گیا ہے۔ تاکہ حجاز میں آپ کو کوئی دقت نہ ہو۔ مکمل کتاب دو جلدوں میں ہے جس کی ضخامت تقریباً پانچسو ۵۰۰ صفحہ ہے اور چھوٹی تقطیع قسم اول عمدہ کاغذ غیر مجلد عہ؍ مجلد ۱۲ عہ؍ قسم دوم معمولی کاغذ غیر مجلد عہ؍ مجلد عہ؍ جلد طلب فرمائیے۔ بہت تھوڑی جلدیں چھاپی گئی ہیں۔ ممکن ہے جلد ختم ہو جائے اور پھر آپ کو نہ ملے۔

منیجر مدینہ بک ایجنسی بجنور یوپی۔ سے طلب فرمائیے۔